

کتابخانه حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi

المعرف  
مُعْتَبَرُ صُطْفَى  
صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابوالحسن  
محمد قاسم قادری اعظمی

نُورِیَّةٌ رَضَوِیَّةٌ بِعَالِیٰ کِشَعَرِ





کشف الصدق فی معجزات الرسول

المعروف

معجزات محمد مصطفی

صلی علیہ وسلم

مؤلف

مولانا ابوالحسن محمد قاسم قاری عطای

جلد اول



نورِیہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ، لاہور 37313885

E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

## ﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

کشف الصدور فی معجزات الرسول المعروف	—————	نام کتاب
معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		
مولانا ابوالحسن محمد قاسم قادری عطاری	—————	مؤلف
۴۹۶	—————	تعداد صفحات
ربیع الاول ۱۴۳۳ھ جنوری ۲۰۱۳ء	—————	بار اول
سید محمد شجاعت رسول شاہ قادری	—————	باہتمام
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور	—————	ناشر
اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور	—————	مطبع
IN0147	—————	کمپیوٹر کوڈ
380 روپے	—————	قیمت

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-37070663-042-37313885

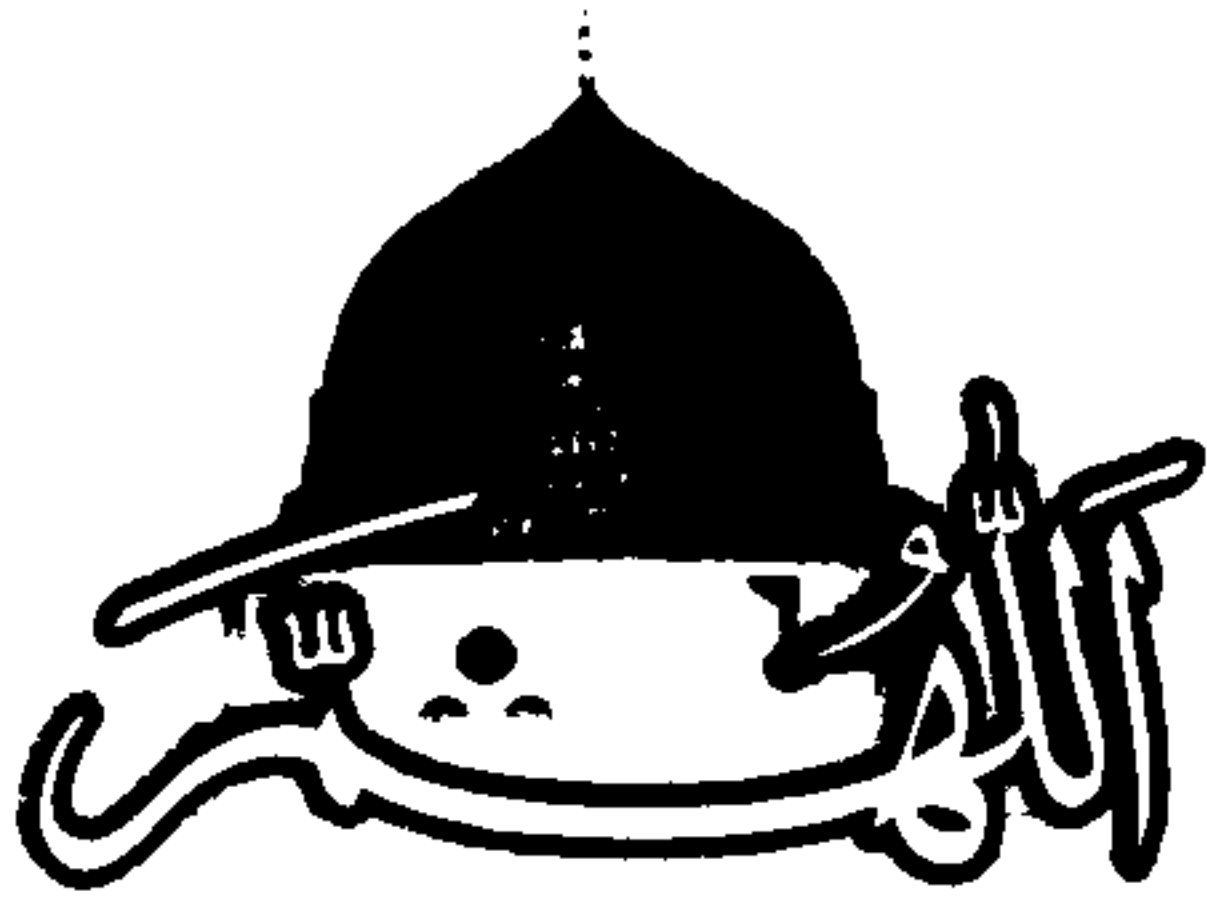
Email: nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون: 041-2626046



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ  
وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

پبلی کیشنز



نورینہ رضویہ







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## انتساب

فیضِ قدیر سے فقیرِ حقیر نے جو کچھ اس تالیف میں تحریر کیا اس کو عالم اسلام کی نامور عظیم روحانی ہستی حضور غوث پاک پیر پیراں میر میراں عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور دور حاضر کی عظیم مذہبی و روحانی شخصیت، شیخ طریقت، امیر اہلسنت عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیر دعوتِ اسلامی

ابوالبلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی

دامت برکاتہم العالیہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور میں اپنے تمام اساتذہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ حقیر کی انگلی پکڑ کر شارعِ اسلام پر گامزن کیا۔

خصوصاً امام الصوفی والنحو استاذ محترم آصف رضا عطاری و مولانا بابا برضا عطاری اور مولانا جیلان رضا عطاری و امام النحو مولانا مظفر عطاری المدنی اور استاذ محترم حضرت مولانا خان محمد قادری المدنی العطاری و شیخ الحدیث مولانا شہباز المدنی اور صدر المدرسین مولانا شہباز مظفر العطاری المدنی کا، جنہوں نے فقیر حقیر کو اپنی محنت شاقہ سے علوم ظاہری و باطنی سے نوازا۔ اس کے علاوہ میں اپنے ان دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے کتابِ خدا کی تصنیف کے وقت اچھے اچھے مشوروں سے نوازا یعنی مولانا محمد خالد قادری عطاری و مولانا محمد خالد رضا سیالوی اور ان کا بھی جنہوں نے اس کی پروف ریڈنگ میں تعاون کیا یعنی مولانا محمد یوسف رضا عطاری وغیرہ اور ان کے علاوہ تمام احباب کا جنہوں نے دعاؤں سے نوازا اللہ تعالیٰ میرے تمام اساتذہ اور تمام احباب کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر من العباد: محمد قاسم عطاری مدنی عفی عنہ

۹ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ



## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۰	ایام حمل اور ظہور برکات	۵	انتساب
۴۱	مدنی پھول	۲۳	حمد باری تعالیٰ
۴۲	ائمہ حدیث کے تاثرات	۲۳	نعت رسول مقبول ﷺ
۴۲	امام زرقانی کا قول	۲۵	مقدمہ
۴۲	علامہ حقی علیہ الرحمۃ کا قول	۲۷	جاہل نعت خواں حضرات
۴۲	علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۹	جاہل گدی نشین
۴۲	غیبی تختی کا عطا ہونا	۳۱	سلوک کی ایک منزل
	اصحاب فیل کی بیت اللہ پر چڑھائی اور اللہ	۳۲	مگر ہائے احساس زیاں جاتا رہا
۴۵	عزوجل کی مدد	۳۲	کیسٹی مقررین
۴۶	مدنی پھول	۳۳	سیاہ فام کیسٹی مولوی
۴۷	مدنی پھول	۳۵	دروود پاک کی فضیلت
۴۸	صبح کردی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا		نور خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش سے پہلے
۴۸	آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے	۳۵	کے واقعات
۴۸	مدنی پھول	۳۵	حضرت عبدالمطلب کا خواب
۴۹	نور مصطفیٰ ﷺ سے محلات شام کا روشن ہونا	۳۷	مدنی پھول
۴۹	مدنی پھول	۳۷	حضرت عبدالمطلب کا نکاح
۵۰	مشرق و مغرب کا روشن ہونا	۳۸	مدنی پھول
۵۱	مدنی پھول		نور مصطفیٰ ﷺ کا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے
۵۱	حضرت شفا بنت عمرو کا روم کے محلات دیکھنا	۳۹	شکم اطہر میں منتقل ہونا
	وقت ولادت ظہور پزیر ہونے والے	۴۰	مدنی پھول



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	پیش گوئی	۵۲	واقعات
۷۳	بادلوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا	۵۳	مدنی پھول
۷۵	حضور ﷺ کے وسیلے سے ابوطالب کا بارش کی دُعا مانگنا	۵۵	آسمانوں اور جنتوں کے دروازوں کا کھلنا
۷۶	اللہ تعالیٰ نے ابولہب کا منہ بند کر دیا	۵۵	ولادت مبارکہ کے بعد ہونے والے واقعات
۷۷	فرشتوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا	۵۷	یہودی کا نبوتِ محمد ﷺ کی تصدیق کرنا
۷۹	باب ۲: جمادات کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ	۵۹	ہانڈی کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا
۷۹	اللہ کہنا	۵۹	ابلیس کو آسمانوں سے روک دیا گیا
۸۰	مدنی پھول	۶۰	کسری کے محل پر زلزلہ آنا، آتش کدہ ایران کا بجھنا، بتوں کا اوندھے منہ کرنا
۸۲	درخت کا حضور ﷺ سے کلام کرنا	۶۲	مدنی پھول
۸۳	درخت کی شاخ نے حضور ﷺ کا حکم مانا	۶۲	چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
۸۳	مدنی پھول	۶۳	مدنی پھول
۸۳	اعرابی کا قبولِ اسلام	۶۳	فرشتوں کا سرکارِ ﷺ کے گہوارے کو ہلانا
۸۵	مدنی پھول	۶۳	حضور ﷺ کا حلیمہ سعدیہ کی گود میں آنا
۸۵	کھجور کے خوشہ کا بارگاہِ مصطفویٰ میں حاض ہونا	۶۵	حلیمہ کا گھر برکات کا گہوارہ بن گیا
۸۶	دو درختوں کا حکم بجا مانا	۶۶	مدنی پھول
۸۷	مدنی پھول	۶۶	شق صدر
۸۷	کھجور کے درختوں کا حکم مصطفیٰ ﷺ کی تعمیل کرنا	۶۷	کاہن چلا اٹھا
۸۹	حضور ﷺ نے رکانہ پہاڑ کو پھاڑ دیا	۶۷	اہل مکہ کی طلبِ بارش کے لیے حضور ﷺ کے دادا کے وسیلے سے دُعا
		۷۱	بچپن میں ہی اخلاقِ حمیدہ کے مالک
		۷۲	حضور ﷺ منبعِ برکات تھے
		۷۲	حضور ﷺ کے بارے میں بحیرا راہب کی



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۲	کھانے کا حمد الہی کرنا	۹۲	بچے تندرست ہونا
۱۱۲	ستونِ حنّانہ کا روٹنا	۹۲	مدنی پھول
۱۱۳	مدنی پھول	۹۶	رکنِ غربی کا کلام کرنا
۱۱۵	درودِ یوار کا آمین کہنا	۹۷	مدنی پھول
۱۱۵	پہاڑ کی حرکت		سرکارِ مصلیٰ ﷺ نے پتھر کے کلام کو سمجھ بھی لیا
۱۱۶	مدنی پھول	۹۷	اور اس کی مراد کو بھی پورا فرما دیا
۱۱۷	خوفِ الہی سے منبر کا حرکت کرنا	۹۷	کنکریوں کا تسبیح پڑھنا
۱۱۸	زہرِ آلود بکری اور یہودی عورت	۹۸	مدنی پھول
۱۱۸	اشارہ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا گرنا	۱۰۰	باغِ فدک
۱۱۹	مدنی پھول	۱۰۰	اعتراض
۱۲۰	چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان	۱۰۰	جواب
۱۲۰	بھدق کی چٹان کا ریزہ ریزہ ہونا		حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی
۱۲۱	مدنی پھول	۱۰۵	تمام جائیداد سیدہ کو پیش کی
۱۲۳	باب ۳	۱۰۵	حدیث قرطاس
	حیوانات کے متعلق	۱۰۵	اعتراض
	معجزاتِ رسول ﷺ	۱۰۶	جواب
۱۲۳	مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈے دینا	۱۰۷	جواب
۱۲۳	مدنی پھول		حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قول رسول ﷺ
۱۲۵	حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی	۱۰۷	رد نہ کیا
۱۲۶	مدنی پھول		حضور ﷺ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۱۲۷	مجنون تندرست ہو گیا	۱۰۹	نے ہذیان کی نسبت نہیں کی
۱۲۸	اونٹ کا حضور ﷺ سے کلام کرنا		(۳) حضور ﷺ کی آواز پر کسی صحابی نے
	آسیب زدہ بچے کا شفا یاب ہونا اور اونٹ	۱۰۹	اپنی آواز اونچی نہیں کی
۱۲۸	کی جاں بخشی	۱۱۰	(۴) مسلمانوں کی حق تلفی نہیں ہوئی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۰	بھیڑیے کا ابوسفیان بن حرب سے کلام کرنا	۱۳۱	مدنی پھول
۱۳۷	گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا	۱۳۱	تشریح شعر
۱۳۸	حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا اور شیر	۱۳۱	ایک اونٹ کا بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں فریاد کرنا
۱۳۹	مدنی پھول	۱۳۲	مست اونٹ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں
۱۳۹	مدنی پھول	۱۳۲	اونٹ کا سجدہ کرنا
۱۵۰	چڑیا کا حضور ﷺ کو شکایت کرنا	۱۳۲	مدنی پھول
۱۵۰	مدنی پھول	۱۳۲	گھوڑے کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا
۱۵۱	گوہ کا حضور ﷺ کا موزہ لے کر اڑ گیا	۱۳۵	نخچر کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا
۱۵۲	مدنی پھول	۱۳۵	مدنی پھول
۱۵۳	ایک پالتو جانور کا عشقِ مصطفیٰ ﷺ	۱۳۶	گدھے کا آپ ﷺ سے ہم کلام ہونا
۱۵۳	مدنی پھول	۱۳۷	مدنی پھول
۱۵۳	ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا	۱۳۸	بکریوں کا حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہونا
۱۵۳	مدنی پھول	۱۳۹	بکری پناہ کے لیے بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہو گئی
۱۵۵	باب ۳: انباء الغیب کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ	۱۳۹	مدنی پھول
۱۵۵	حضور ﷺ کا علم غیب	۱۴۰	حبشی غلام نے اسلام قبول کر لیا
۱۵۵	آیات قرآنیہ سے علم غیب کا ثبوت	۱۴۱	مدنی پھول
۱۶۰	اقوال آئمہ سے حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت	۱۴۲	ایک برنی کی بارگاہِ رسالت ﷺ میں فریاد
۱۶۰	امام ابن حجر مکی کا عقیدہ	۱۴۳	مدنی پھول
۱۶۰	علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض	۱۴۳	مدنی پھول
		۱۴۴	بھیڑیے کا چرواہے کو نیکی کی دعوت دینا
		۱۴۵	مدنی پھول
		۱۴۶	بھیڑیے کا حضور ﷺ سے ہم کلام ہونا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۷	میرے بعد ۱۲ خلفاء ہوں گے	۱۶۱	کا عقیدہ
۱۷۸	مدنی پھول	۱۶۲	امام قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ کا عقیدہ
۱۷۸	جس دن عثمان کو شہید کیا جائے گا وہ بربادی کا دن ہوگا	۱۶۳	شاہ ولی اللہ دہلوی کا عقیدہ
۱۷۹	مدنی پھول	۱۶۳	حضور ﷺ کو علم کلی حاصل ہے
۱۸۰	جنت اور شہادت کی خبر	۱۶۴	امام اجل محمد بوسیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ
۱۸۰	دینا	۱۶۵	ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا عقیدہ
۱۸۱	مدنی پھول	۱۶۵	صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کا عقیدہ
۱۸۱	چاروں خلفاء کے لیے جنت کی بشارت	۱۶۵	علامہ زرقانی کا عقیدہ
۱۸۲	اے پہاڑ رک جا تجھ پر نبی، صدیق یا شہید ہے	۱۶۶	امام قاضی عیاض اور علامہ شہاب الدین خفاجی کا عقیدہ
۱۸۳	مدنی پھول	۱۶۷	علامہ شامی کا عقیدہ
۱۸۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دروازہ کرنے والے ہیں	۱۶۷	حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین
۱۸۳	محاصرہ عثمانی کی خبر دینا	۱۶۸	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں
۱۸۳	فتنہ عہد عثمانی کی خبر دینا	۱۶۹	مدنی پھول
۱۸۵	مدنی پھول	۱۷۰	جنتی شخص کی آمد
۱۸۵	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	۱۷۱	مدنی پھول
۱۸۵	قاتلین عثمان سے محبت کرنے والا دجال پر ایمان لائے گا	۱۷۲	حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق خلافت و جنت کی بشارت
۱۸۶	آج سورج غروب ہونے سے پہلے رزق خداوندی آئے گا	۱۷۳	مدنی پھول
۱۸۷	مدنی پھول	۱۷۴	جنت کی بشارت
۱۸۷	مدنی پھول	۱۷۵	مدنی پھول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۷	مدنی پھول	۱۸۷	قرآن کی تاویل پر جہاد کرنے والا
	عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف	۱۸۸	اے علی تمہارا دین سلامت رہے گا
۱۹۸	خروج کی خبر	۱۸۸	مدنی پھول
۱۹۸	مدنی پھول	۱۸۹	خلافت علی کرم اللہ وجہہ میں فتنوں کی خبر
	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض اور اس	۱۸۹	رسول اللہ ﷺ نے دل کی بات کو جان لیا
۱۹۹	کا جواب	۱۹۰	مدنی پھول
۱۹۹	اعتراض	۱۹۰	شہادت علی رضی اللہ عنہ کی خبر
۱۹۹	جواب	۱۹۰	مدنی پھول
	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت	۱۹۱	وقت نزع کی حالت کی خبر
۲۰۰	علی رضی اللہ عنہ		حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک داخل جنت
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا		نہ ہوں گے جب تک علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ
۲۰۲	کے فضائل بیان کرنا	۱۹۱	کر لیں
۲۰۳	اعتراض	۱۹۲	کل جھنڈا اس کو دیا جائے گا جو فاتح خیبر ہوگا
۲۰۳	جواب	۱۹۳	مدنی پھول
۲۰۶	سرخ بالوں والی اونٹنی کی مالک	۱۹۳	مدنی پھول
۲۰۶	مدنی پھول	۱۹۳	محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر
۲۰۷	ایک سائل کی آمد کی خبر دینا		اے فاطمہ! تم میرے اہل میں سے مجھ سے
۲۰۸	مدنی پھول	۱۹۴	سب سے پہلے ملوگی
۲۰۸	مدنی پھول		میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح
	أم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال	۱۹۵	کروائے گا
۲۰۹	کی خبر	۱۹۵	مدنی پھول
۲۰۹	حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام کی خبر	۱۹۶	شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر
	اے زبیر تم عنقریب علی کے خلاف خروج	۱۹۶	سرخ مٹی
۲۱۰	کر دو گے	۱۹۷	سفید داغوں والا کتا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۳	مدنی پھول	۲۱۰	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے جنتی ہونے کی بشارت
۲۲۴	واقعہ صہیب کی خبر	۲۱۱	مدنی پھول
۲۲۵	حالات مدینہ کی خبر	۲۱۱	اے سعد تم ابھی زندہ رہو گے
۲۲۵	مدنی پھول	۲۱۲	مدنی پھول (۱)
۲۲۶	ابو ذر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اکیلے ہی اٹھیں گے	۲۱۳	حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے متعلق فتح کی خبر
۲۲۶	ابو ذر رضی اللہ عنہ کو آنے والے واقعات کی خبر دینا	۲۱۳	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر
۲۲۷	مدنی پھول	۲۱۵	دونورانی پروں سے خون کا جاری ہونا
۲۲۸	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں	۲۱۵	مدنی پھول
۲۲۸	ایک ہاتھ زمین پر جھکنا	۲۱۶	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خرید و فروخت میں برکت
۲۲۹	حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۲۱۷	مدنی پھول
۲۳۰	حاطب رضی اللہ عنہ کے غائبانہ خط کی خبر	۲۱۷	حضرت جعفر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے جنت میں ہونے کی خبر
۲۳۱	حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت اور اسلام پر ثابت قدمی کی بشارت	۲۱۷	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ خزانے کی خبر دینا
۲۳۲	حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے جنتی اور شہید ہونے کی بشارت	۲۱۸	مدنی پھول
۲۳۳	مدنی پھول	۲۱۹	ام الفضل کو بیٹے کی بشارت
۲۳۴	حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا حساب دخول جنت کی بشارت	۲۲۰	مدنی پھول
۲۳۴	اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے نہیں مل سکو گے	۲۲۰	ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وافر علم کی بشارت
۲۳۵	مدنی پھول	۲۲۱	مدنی پھول
۲۳۵	حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت	۲۲۲	اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سو جاؤ گے
		۲۲۳	اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تجھے باغی گروہ شہید کرے گا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۸	مدنی پھول (1)	۲۳۵	مدنی پھول
۲۳۸	مدنی پھول (2)	۲۳۶	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر
۲۳۹	چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مومن ہونے کی خبر	۲۳۶	مدنی پھول
	حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مسلمان		جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو
۲۳۹	ہونے کی خبر	۲۳۶	جائے گا
۲۵۱	مدنی پھول	۲۳۸	مدنی پھول
	حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے آنے		حضرت عمیر بن عدی <sup>خطمی</sup> رضی اللہ عنہ کو ہر نقصان
۲۵۱	کی خبر	۲۳۸	سے حفاظت کی بشارت
	حضور ﷺ نے ابوسفیان کے دل کی بات	۲۳۹	مدنی پھول
۲۵۲	جان لی	۲۴۰	حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی
	ابوسفیان اور اس کی بیوی کے درمیان گفتگو		حضور ﷺ کو دل کی بات کا بھی علم ہوتا
۲۵۲	حضور ﷺ نے جان لی	۲۴۰	ہے
۲۵۳	مدنی پھول	۲۴۱	كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ
	اے معاویہ جب تجھے سلطنت ملے تو عمدہ	۲۴۱	جب تم اس سے ملو گے وہ شکار کر رہا ہوگا
۲۵۳	طریقے سے حکمرانی کرنا	۲۴۲	قبیلہ خزاعہ کی فریاد کو سینکڑوں میل سے سنا
۲۵۳	مدنی پھول	۲۴۳	مدنی پھول
۲۵۵	معاویہ کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا		حضور ﷺ کا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی سازش
	حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے لیے جنت	۲۴۳	کو جاننا
۲۵۵	کی بشارت	۲۴۵	مدنی پھول
۲۵۶	مدنی پھول		حضرت ابو موسیٰ اشعری کی قوم (بنی نضیر) کی
۲۵۷	حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان	۲۴۷	خبر دینا
	یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم	۲۴۷	مدنی پھول
۲۵۷	کیا ہوگا		حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے وصال کی
۲۵۷	کعبہ کی چابی ایک دن میرے پاس ہوگی	۲۴۸	خبر دینا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۸	حضرت قیس بن خرشہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے متعلق غیب کی خبر	۲۵۸	حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
۲۶۰	حضرت ابوریحانہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کو غیب کی خبر دینا	۲۶۰	عمر طویل کی بشارت
۲۶۱	حضرت عمرو بن لُحْمَق <small>رضی اللہ عنہ</small> کے انتقال کی خبر	۲۶۰	قوم کی بے وفائی کی خبر
۲۶۱	حضرت الاقرع بن شفی <small>رضی اللہ عنہ</small> کو زندگی کی بشارت	۲۶۱	حضرت جریر بن عبد اللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے آنے کی
۲۶۲	مدنی پھول	۲۶۱	غیبی خبر
۲۶۲	حضرت نصر بن حارث <small>رضی اللہ عنہ</small> کے ارادہ کی	۲۶۱	حضرت زید <small>رضی اللہ عنہ</small> کے بخار سے فوت ہونے
۲۶۳	خبر دینا	۲۶۲	کی خبر
۲۶۳	حضرت قباث <small>رضی اللہ عنہ</small> کے دل کی بات بتانا	۲۶۲	مدنی پھول
۲۶۴	حضرت معاویہ اللیثی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے وصال کی خبر	۲۶۲	حضرت وائل بن حجر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی آمد کی خبر
۲۶۵	عبد القیس کے بارے میں خبر دینا	۲۶۳	دواؤنٹ کہاں ہیں؟
۲۶۶	کھجوروں کی اقسام	۲۶۳	مدنی پھول
۲۶۷	پنڈلی کا زخم	۲۶۴	مسلمانوں کی خوشحالی کی خبر
۲۶۸	مدنی پھول	۲۶۵	قوم کی فرمانبرداری کی خبر
۲۶۹	حضرت سراقہ بن مالک <small>رضی اللہ عنہ</small> کو کسریٰ کے	۲۶۶	مدنی پھول
۲۷۰	کنگن پہننے کی بشارت	۲۶۷	حضرت سراقہ بن مالک <small>رضی اللہ عنہ</small> کو کسریٰ کے
۲۷۱	ایک اعرابی کے لیے جنت کی بشارت	۲۶۸	کنگن پہننے کی بشارت
۲۷۲	مدنی پھول	۲۶۸	مدنی پھول
۲۷۳	اوتھنی کی موجودگی کی اطلاع	۲۶۹	حضرت ذوالجوشن <small>رضی اللہ عنہ</small> کو اپنے غلبہ کی بشارت
۲۷۴	مدنی پھول	۲۷۰	کریم الجدین کے آنے کی خبر
۲۷۵	آپ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> نے دواؤں کے دل میں پیدا ہونے والے سوال بتادیئے	۲۷۰	حضرت ام ورقہ <small>رضی اللہ عنہا</small> کی شہادت کی خبر
۲۷۶	حضرت عینیہ بن حصن <small>رضی اللہ عنہ</small> کی خفیہ سازش کا علم	۲۷۱	مدنی پھول
۲۷۷	غزوہ بدر کے مقتولین کی جگہ کی نشاندہی	۲۷۱	حضرت وابصہ الاسدی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے دل کے
		۲۷۱	سوال کی خبر
		۲۷۲	مدنی پھول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۰۶	مدنی پھول	۲۸۷	ابو جہل کی موت کی خبر
۳۰۷	مقام حیرہ کی فتح کی خبر دینا		اے ابو جہل عنقریب تو زیادہ روئے گا اور
۳۰۸	مدنی پھول	۲۸۸	کم ہنسے گا
	میرے بعد تم میں دنیا کی وجہ سے رنجش پیدا	۲۸۸	امیہ کی موت کی خبر
۳۰۸	ہوگی	۲۹۰	مدنی پھول
۳۰۹	مشارق و مغارب کوپل میں ملاحظہ فرمانا	۲۹۰	عقبہ بن معیط کی موت کی خبر
	تم ایسے پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ	۲۹۱	مدنی پھول
۳۱۱	میں لٹکائے جاتے ہیں	۲۹۲	ابی بن خلف کے قتل کی خبر
۳۱۱	گھروں میں قالینوں کی آمد کی خبر	۲۹۳	معابدہ دیمک کھاگئی
۳۱۲	مدنی پھول	۲۹۶	عجمی اقوام سے جنگ کی خبر
	ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر	۲۹۷	غزوہ ہند کی خبر
۳۱۲	عمیاں نہیں	۲۹۷	مدنی پھول
۳۱۲	بارہ خلفاء کی اطلاع		ملک شام کی جاگیر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ
۳۱۳	خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر	۲۹۷	کے نام
۳۱۳	مدنی پھول	۲۹۸	مدنی پھول
۳۱۳	خلافت کے بعد ظلم و جبر کے دور کی خبر	۲۹۸	ملک مصر کی فتح کی خبر
۳۱۳	مدنی پھول	۲۹۹	ملک شام، فارس اور یمن کی فتح کی خبر
۳۱۳	یزید کے فساد کی خبر	۳۰۱	مدنی پھول
۳۱۳	یزید کا تعارف	۳۰۳	کسریٰ کی ہلاکت کی خبر
۳۱۵	یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو 20 کوڑے	۳۰۳	کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا
۳۱۵	کعبۃ اللہ کی بے حرمتی	۳۰۳	مشرکین کے سردار کی ہلاکت کی خبر
۳۱۶	یزید کے خلیفہ بننے کی خبر	۳۰۵	مدنی پھول
۳۱۶	لڑکوں کی حکومت کی خبر		رومی ایک سیاہ فام کے سامنے کھڑے ہوں
۳۱۷	یزید اور ولید کی خبر	۳۰۵	مے



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۵	کارنامے	۳۱۷	مالِ غنیمت کو ذاتی مال خیال کرنے کی خبر
۳۲۵	ڈاک کا انتظام		حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد کے
۳۲۶	مہدی کی انصاف پسندی	۳۱۸	بارے میں خبر
۳۲۸	لو سکنا باطن الارض فلکاً نواحیث کنا		منبر نبوی ﷺ پر نکسیر پھینکنے والے کے
۳۲۹	مہدی کا حسن اخلاق	۳۱۹	بارے میں خبر
۳۲۹	مہدی اور احکام رسول ﷺ کی عظمت	۳۱۹	میری اُمت کافر عوں ولید ہوگا
۳۳۰	خلیفہ منصور کی خبر	۳۲۰	مدنی پھول
۳۳۰	حالات خلیفہ منصور	۳۲۰	ولید بن یزید کا تعارف
۳۳۰	نسب	۳۲۰	ولید کے کارنامے
۳۳۱	بطور ولی عہد نامزد ہونا	۳۲۰	ولید کا قتل
۳۳۱	منصور کی سیرت	۳۲۱	نماز کو مؤخر کرنے والے امیروں کی خبر
۳۳۱	منصور کی تخت نشینی	۳۲۱	مدنی پھول
۳۳۳	منصور کی فتوحات		حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد
۳۳۳	چودہ ہزار سپاہی قتل کر دیئے	۳۲۱	کے بارے میں خبر
۳۳۵	منصور کی وفات	۳۲۲	سفاح کا تعارف
	اسما عیل خیری کہتے ہیں کہ عرفہ کے روز	۳۲۲	نام و نسب
۳۳۵	منصور نے منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ دیا	۳۲۳	بیعت و خلافت
۳۳۷	منصور کی اپنے بیٹے مہدی کو نصائح	۳۲۳	سفاح کا کردار
۳۳۷	عفو و درگزر	۳۲۴	سفاح کا تشدد
۳۳۸	منصور کی عدل دوستی	۳۲۴	پیش گوئی
۳۳۹	انصاف پسندی کا ایک اور واقعہ	۳۲۴	سفاح کا انتقال
۳۴۰	منصور کا علم دینی سے شغف	۳۲۵	مہدی کا تعارف
۳۴۱	اہل بیت کی تکالیف کی خبر	۳۲۵	نام و نسب
۳۴۲	مدنی پھول		بیعت و خلافت کے بعد مہدی کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	حضور ﷺ اپنے اُمتی کے حال سے واقف	۳۴۲	اقتدار کی منتقلی کی خبر
۳۵۵	ہیں	۳۴۳	مدنی پھول
۳۵۶	مدنی پھول	۳۴۳	نجاشی کے انتقال کی خبر
۳۵۷	اہل عرب کی فتح کی خبر	۳۴۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو فتوحات کثیرہ کی بشارت
۳۵۷	کھجور کے نیچے سونے کے برتنوں کی خبر	۳۴۴	نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود کے قتل کی خبر
۳۵۹	خودکشی کرنے والے کے بارے میں خبر	۳۴۵	مدنی پھول
۳۵۹	مدنی پھول	۳۴۵	مسئلہ کذاب کے مرنے کی خبر
۳۵۹	ناجائز گوشت کا ٹکڑا	۳۴۵	مدنی پھول
۳۶۰	مدنی پھول	۳۴۵	یہودیوں کی سازش کی اطلاع
۳۶۱	بغیر اذن مالک ذبح کی ہوئی بکری		جنگ میں شمشیر زنی کرنے والے شخص کے
۳۶۱	مدنی سرکار ﷺ کا فیصلہ	۳۴۶	انجام کی خبر
۳۶۲	مدنی پھول	۳۴۸	مدنی پھول
۳۶۲	شدید آندھی کی خبر	۳۴۸	قبر میں سونے کا ٹکڑا
۳۶۳	مدنی پھول	۳۴۹	مدنی پھول
۳۶۳	سندری جانور	۳۴۹	منافقین کے منصوبے کی اطلاع
۳۶۳	مدنی پھول	۳۵۰	مدنی پھول
	حضور ﷺ نے بوڑھے باپ کے دل	۳۵۰	مسجد سے منافقوں کو نکالنا
۳۶۵	میں آنے والی بات کو جان لیا	۳۵۱	منافق کی خبر
۳۶۶	مدنی پھول	۳۵۱	مسلمانوں کو امان کی بشارت
۳۶۷	اہل عرب میں عداوت کی خبر	۳۵۲	مدنی پھول
۳۶۷	میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہیں ہو گے	۳۵۲	تو نے روزہ نہیں رکھا
۳۶۸	مدنی پھول	۳۵۲	دو عورتوں کے متعلق خبر
۳۶۹	اعتراض	۳۵۳	مدنی پھول
۳۶۹	جواب	۳۵۵	غیبت کی تباہ کاریاں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۱	ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال	۳۷۱	اپنے وصال کی خبر
	عبداللہ بن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے گورنر		غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کے خلاف جمع
۳۸۲	ہونے کی خبر	۳۷۲	ہونے کی خبر
۳۸۳	امامت کے لیے امام نہیں ملے گا	۳۷۳	موجودہ دور کی خبر
۳۸۳	مدنی پھول	۳۷۳	مدنی پھول
۳۸۴	جاہلوں کو رہنما بنانے کی خبر	۳۷۴	جوا کی تعریف
۳۸۴	سرعام بدکاری ہونے کی خبر	۳۷۴	(۱) لاٹری
۳۸۵	مدنی پھول	۳۷۴	(۲) پرائز بانڈ کی پرچی
۳۸۵	حکمرانوں کے ظلم کی خبر	۳۷۵	(۳) موبائل میسجز اور جوا
۳۸۶	مدنی پھول	۳۷۵	(۴) معمر
۳۸۷	موجودہ فحاشی و عریانی کی خبر	۳۷۵	(۵) پیسے جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا
۳۸۷	مدنی پھول	۳۷۶	(۶) مختلف کھیلوں میں شرط لگانا
۳۸۷	لوگ بھیڑیے کی طرح ہوں گے	۳۷۶	جوئے سے توبہ کا طریقہ
۳۸۸	مدنی پھول	۳۷۷	(غیبت کی تباہ کاریاں لا میرا ہلسنت)
۳۸۸	برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا	۳۷۷	امام ابوحنیفہ کے بارے میں بشارت
۳۸۸	حیا اور امانت داری کے اٹھنے کی خبر	۳۷۷	مدنی پھول
۳۸۹	فاسق قاریوں کی خبر	۳۷۷	دین کے لئے دریا میں گھوڑے ڈالنے کی خبر
۳۸۹	مساجد میں دنیا کی باتیں	۳۷۷	مدنی پھول
۳۹۰	فقیر حج کو گداگری بنا لیں گے	۳۷۸	شراب کو مختلف نام دینے کی خبر
۳۹۰	مسجد نبوی کی توسیع کی خبر	۳۷۹	چند درہموں کے بدلے دین بیچنے کی خبر
۳۹۰	مدنی پھول	۳۷۹	مدنی پھول
۳۹۱	دو مسلم گروہوں کی جنگ کی خبر		(۲) اللہ تعالیٰ کا تقدیری نظام بہت زیادہ
۳۹۱	مدنی پھول	۳۸۰	ناقص ہے
۳۹۱	مقام حرہ پر مسلمانوں کے شہید ہونے کی خبر	۳۸۰	اللہ تعالیٰ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۰۲	اُمت کے تہتر فرقوں میں تقسیم ہونے کی خبر	۳۹۲	مدنی پھول
۴۰۲	حالاتِ اُمت کی خبر	۳۹۲	گلٹی کی بیماری کی خبر
۴۰۳	مدنی پھول	۳۹۳	مدنی پھول
۴۰۴	نبی اکرم ﷺ کا خوارج کے بارے میں خبر دینا	۳۹۳	مدینہ میں طاعون نہیں آئے گی
۴۰۵	مدنی پھول	۳۹۳	مدنی پھول
۴۰۵	مدنی پھول		حضرت زید اور حضرت جناب رضی اللہ عنہما کے متعلق
۴۰۶	شیطانی داغ والا شخص	۳۹۴	بشارت
۴۰۷	رافضیوں کے متعلق غیب کی خبر دینا	۳۹۴	مدنی پھول
۴۰۷	فرقہ قدریہ کی خبر	۳۹۵	مردہ کا کلام کرنا
۴۰۸	چہروں کے مسخ ہونے کی خبر	۳۹۵	مدنی پھول
۴۰۸	فرقہ انکار حدیث کی خبر	۳۹۵	حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی خبر
۴۰۹	پولیس کے بارے میں خبر دینا	۳۹۶	مدنی پھول
۴۰۹	مختار بن عبید اللہ ثقفی کے متعلق خبر	۳۹۶	دوب بن منبہ اور غیلان کی خبر
۴۱۰	مدنی پھول	۳۹۷	مدنی پھول
۴۱۰	شہر بغداد کی خبر	۳۹۷	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر
۴۱۰	کوفہ کے بارے میں خبر	۳۹۸	مدنی پھول
۴۱۱	بصرہ میں چہرے مسخ ہونے کی خبر	۳۹۸	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق خبریں
۴۱۲	باب ۵		مقام عذراء کے مقتولین کی وجہ سے اللہ ناراض ہے
	سرورِ دو عالم کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات	۴۰۰	مدنی پھول
	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے قبول	۴۰۰	حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق خبر
۴۱۲	اسلام	۴۰۱	مدنی پھول
۴۱۲	واقعہ قبولِ اسلام	۴۰۲	حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر
۴۱۳	عمر کے سینہ سے کھوٹ نکال دے	۴۰۲	مدنی پھول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۱۳	حضرت محمد بن مسلمہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے مددِ الہی	۴۱۳	ابن عبدود کا بھیانک انجام
۴۲۳	کی دُعا	۴۱۵	سردی اور گرمی سے بچاؤ کی دُعا
۴۲۴	حضرت ابوامامہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے سلامتی کی دُعا	۴۱۵	آشوبِ چشم کی بیماری کا علاج
	حضرت عبداللہ ذوالبجادین <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے	۴۱۶	فیصلہ کی قوت کا عطا فرمانا
۴۲۵	بخاری کی دُعا	۴۱۶	بیماری سے فوراً شفا حاصل ہونا
	حضرت ثابت بن یزید <small>رضی اللہ عنہ</small> کے پاؤں		حضرت عبدالرحمن بن عوف <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے
۴۲۵	ٹھیک ہونے کی دُعا	۴۱۷	برکت کی دُعا
	حضرت ابی بن کعب <small>رضی اللہ عنہ</small> سے شیطان دور	۴۱۷	دُعا کی برکت کا ظہور
۴۲۶	ہونے کی دُعا		حضرت سعد بن ابی وقاص <small>رضی اللہ عنہ</small> کے
	حضرت ابوطلحہ اور ام سلیم <small>رضی اللہ عنہما</small> کے لیے اولاد	۴۱۸	مستجاب الدعاء ہونے کی خبر
۴۲۶	گی دُعا	۴۱۸	حضرت سعد کے تیر کو نشانہ پر لگا
۴۲۷	حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو <small>رضی اللہ عنہ</small> کیلئے دُعا	۴۱۹	حضرت عبداللہ بن عباس <small>رضی اللہ عنہما</small> کے لیے دُعا
۴۲۸	نور کی سرکار سے نور کا عطا ہونا		ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن
	حضرت ابوہریرہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی والدہ محترمہ <small>رضی اللہ عنہا</small>	۴۱۹	ابی ربیعہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے نجات کی دُعا
۴۳۰	کا اسلام قبول کرنا	۴۲۰	تجارت میں برکت کی دُعا
۴۳۱	ثعلبہ بن حاطب کے لیے مال کی دُعا	۴۲۰	حضرت ابوسفیان <small>رضی اللہ عنہ</small> کیلئے رحمت کی دُعا
	حضرت مالک بن ربیعہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے اولاد		حضرت معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے شکم سیر نہ ہونے
۴۳۳	میں برکت کی دُعا	۴۲۱	کی دُعا
	حضرت بشر بن معاویہ بن ثور <small>رضی اللہ عنہ</small> کی	۴۲۱	حضرت امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کیلئے سلطنت کی دُعا
۴۳۳	بکریوں میں برکت کی دُعا		حضرت انس بن مالک <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے اولاد
۴۳۴	حضرت عروہ البارقی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے دُعا	۴۲۲	میں برکت کی دُعا
	حضرت ضمیرہ بن ثعلبہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے سلامتی	۴۲۲	مدنی پھول (1)
۴۳۴	کی دُعا	۴۲۳	مدنی پھول (2)
۴۳۵	حضرت ابوسبرہ کے بیٹے <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لیے دُعا	۴۲۳	سردی ختم ہونے کی دُعا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۴۸	صبح کے وقت میں برکت کی دُعا	۴۳۵	سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے دھنسنے کی دُعا
۴۴۸	میاں بیوی کے درمیان محبت کی دُعا	۴۳۷	حضرت قبیلہ بنت مخزمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا
۴۴۹	یمن، شام اور عراق کے بارے میں دُعا	۴۳۷	حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا
۴۴۹	ستر پوشی کے لیے دُعا	۴۳۸	حضرت نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا
۴۵۰	محدثین کے چہرے شاداب کیوں؟	۴۳۸	حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لیے تندرستی کی دُعا
۴۵۰	عتبہ بن ابی لہب کے لیے بددُعا	۴۳۹	غزوہ بدر کے دن حضور ﷺ کی دُعا میں
۴۵۱	قریش کے لیے قحط سالی کی دُعا	۴۴۰	غزوہ بدر میں حضور ﷺ کا دُعا کرنا
۴۵۲	چند کافروں کے بارے تباہی کی بددُعا	۴۴۰	حضور ﷺ کی دُعا سے فرشتوں کا نزول
۴۵۳	مدنی پھول	۴۴۱	بکر بن وائل کے لیے مدد کی دُعا
۴۵۴	نوفل بن خویلد کی تباہی کی بددُعا	۴۴۲	مدینہ المنورہ کے لیے دُعا
۴۵۴	ابن قمیصہ کی ذلت کی بددُعا	۴۴۲	مدنی پھول
۴۵۵	عتبہ کو حالت کفر میں موت دے	۴۴۲	مدینہ کی بکریوں کے لیے دُعا
۴۵۵	غزوہ خندق کے دن کافروں کے لیے حضور ﷺ کی بددُعا	۴۴۳	قلعہ خیبر کے فتح ہونے کی دُعا
۴۵۵	مدنی پھول	۴۴۳	اہل قریش کے لیے دُعا
۴۵۶	عامر بن طفیل کے لیے بیماری کی بددُعا	۴۴۳	مدنی پھول
۴۵۷	اہل عرینہ کے لیے بددُعا	۴۴۴	اہل طائف کے لیے ہدایت کی دُعا
۴۵۸	صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے لیے بددُعا	۴۴۵	مدنی پھول
۴۵۹	کسریٰ کے لیے بددُعا	۴۴۵	مشرکین کا اندھا ہونا
۴۵۹	محکم بن جثامہ کے لیے بددُعا	۴۴۵	بھونی ہوئی بکری آجانا
۴۶۰	الحکم بن ابی العاص کے لیے بددُعا	۴۴۶	یہودی نے اسلام قبول کر لیا
۴۶۱	مدنی پھول	۴۴۶	زنا کی اجازت مانگنے والے کے لیے دُعا
۴۶۱	ایک اپاہج شخص		
۴۶۱	چہرے پر برص کے داغ		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۰	کھانے میں اضافہ	۲۶۲	داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا
۲۸۱	کھانا 180 افراد کے لیے کافی ہوگا	۲۶۲	ہر جگہ بے قراری
۲۸۲	بکری کے گوشت میں برکت	۲۶۲	ابو ثروان کے لیے بدبختی کی بددعا
۲۸۲	حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سالن میں برکت	۲۶۳	عائشہ رضی اللہ عنہا نے بخار سے شفاء پائی
۲۸۲	برکت	۲۶۳	قرض کی ادائیگی کے لیے دعا
۲۸۳	اصحاب صفہ نے کھانا تناول فرمایا مگر کھانا کم نہ ہوا	۲۶۵	سانپ اور بچھو کے ڈنک سے شفا
۲۸۳	حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی دعوت	۲۶۶	رزق میں اکشادگی کی دعا
۲۸۳	ہریسہ اور دودھ میں برکت	۲۶۷	سانپ کے ڈنک کا دم
۲۸۳	حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کھانے میں برکت	۲۶۷	چوری سے حفاظت کا وظیفہ
۲۸۵	برکت	۲۶۹	باب ۶
۲۸۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حلوے میں برکت		کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق
۲۸۷	کھجوروں کا بڑھنا		معجزات رسول ﷺ
۲۸۸	جو شریف میں برکت	۲۶۹	جابر رضی اللہ عنہ کی ضیافت اور کھانے کا زیادہ ہونا
۲۸۸	کھجوروں سے قرض خواہوں کے قرض کا	۲۷۱	انڈوں میں برکت کی دعا
۲۸۸	ادا ہو جانا	۲۷۱	کھجور کے حلوے کا بڑھنا
۲۸۹	حضور ﷺ کا کھیت کو سیراب کرنا	۲۷۲	کھجوروں کا بڑھنا
۲۹۰	حضرت ام شریک کے تیل میں برکت	۲۷۳	پانی اور کھجوروں کا زیادہ ہونا
۲۹۲	بارگاہ رسالت ﷺ میں گھی پیش کرنے والی صحابیہ	۲۷۴	غزوہ تبوک میں کھانے کا دافر ہو جانا
۲۹۲	گھی میں برکت کی دعا	۲۷۵	سات کھجوروں کا کئی افراد کو کافی ہو جانا
۲۹۳	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی میں برکت	۲۷۶	ایک بورے کا چار سو سواروں کو کافی ہونا
۲۹۳	ضائع شدہ گھی واپس آ گیا	۲۷۷	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت
۲۹۳	پانی دودھ اور مکھن بن گیا	۲۷۸	انگلیوں کی برکت سے کھانے کا زیادہ ہونا
		۲۷۹	ثرید میں برکت کی دعا
		۲۸۰	آنے میں برکت

111192

## حمد باری تعالیٰ

فکر اسفل ہے میری مرتبہ اعلیٰ تیرا      وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا  
 طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا      کون سے گھر میں نہیں جلوہ زیبا تیرا  
 کیا خبر ہے کہ علی العرش کے معنی کیا ہیں      کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جو یا تیرا  
 طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ      کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا  
 سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے      آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جو یا تیرا  
 آمد حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی      اسی پردہ میں تو ہے جلوہ زیبا تیرا  
 اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے      تو میرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا  
 اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر      خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیرا تیرا

(کلام حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن)

## نعتِ رسول مقبول ﷺ

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں      تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں  
 جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں      در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں  
 آہ کل عیش تو کیے ہم نے      آج وہ بے قرار پھرتے ہیں  
 اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں      ٹانگتے تاجدار پھرتے ہیں  
 پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں      دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں  
 جان ہیں جان کیا نظر آئے      کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں  
 ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں      پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں  
 بائیں رستے نہ جا مسافر سن      مال ہے راہ مار پھرتے ہیں  
 کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا      تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

۸ (کلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله  
و على الك و اصحابك يا حبيب الله

## مقدمہ

آج امت مسلمہ کا کاروان تاریخ کے نازک موڑ پر کھڑا ہے اور جس قدر خطرات بے چینیاں آج اہل حق کو ہیں شاید پوری تاریخ میں خدا کے ماننے والوں کو ایسی مشکلات کا سامنا نہ ہوا ہو۔ ہر طرف اسلام کے خلاف پراپیگنڈے اور حملے نظر آ رہے ہیں۔ سرداری کا منصب پانے والے آج انگریز کی نوکری و درباری میں فخر کرتے ہیں۔ اسلام کو سہارا دینے والے آج اس کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروف ہیں۔ وہ فلسطین کی مقدس وادی جو اہل حق کا مسکن تھی۔ کلمہ حق بلند کرنے والوں کو علی الاعلان وہاں سے نکال دیا گیا۔ زمین و آسمان نے بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو ان اپنے گھروں سے نکالے جانے کا تماشہ دیکھا۔

وہ عراق کی سرزمین جو اللہ کے پیغمبروں، اماموں اور اولیاء کرام کی سرزمین ہے۔ وہاں کب سے کشت و خون کا سلسلہ جاری ہے اور افغانستان کی سرزمین کے اندر دشمن اسلام نے کس قدر اپنے ہتھیاروں کو آزمایا۔

آج پاکستان کو زیر دام لانے کے ساتھ شام و ایران کو مٹانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کوئی ایک خطرہ نہیں بلکہ ہر طرف اندھیروں نے ڈیرے جمالیے ہیں۔ مسلمانوں کی بد حالی دیکھ کر جگر پانی پانی اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ دن ہمیں کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں؟

یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت

شکوہ ہے زمانے سے نہ قسمت کا گلہ ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان

بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

مالی طور پر مسلمانوں کو ہر طرف لوٹنا یہ تو عالمگیر مسئلہ ہے لیکن مسلمان ہو کر منافقانہ چال چلنا لوگوں کے ایمانوں کو لوٹنا بھی عالمگیر مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ مذاہب فاسدہ رکھنے والے لوگ ہر طرف سے مسلک حقہ کو لوٹ رہے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بتا دیا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کا صدیوں قبل مشاہدہ فرما کر ہمیں اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ تمام خطرات جو آج اسلام اور اہل اسلام کو درپیش ہیں، نگاہ نبوت کے سامنے اس وقت موجود تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرما کر تمام خطرات سے ہمیں آگاہ کر دیا۔

کتنی کم بختی ہے کہ جب سب کچھ وہ ہمارے لیے بیان فرما گئے۔ ہم ان کو پڑھ اور سن نہیں سکتے اور اگر پڑھ اور سن لیں تو عمل کرنا گوارا نہیں کرتے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”يُوشِكُ الْأَمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكْلَةُ إِلَى قِصْعَتِهَا.“ (مشکوٰۃ ص 459 ابوداؤد شریف)

ترجمہ: وہ وقت قریب ہے، سارے کفریہ گروہ مل کر ایک دوسرے کو تمہارے بارے یوں بلائیں گے جس طرح ایک پلیٹ میں کھانے والے بہت سے ہوں اور وہ سب اس پلیٹ کی طرف سب کو بلا رہے ہوں۔

اس حدیث پاک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ کفر متحد ہو کر اسلام کو مٹانے کے درپے ہو جائے گا۔ میری امت ایک پلیٹ کی طرح درمیان میں ہوگی اور دائیں بائیں چاروں طرف دشمن اتحاد کر کے آجائے گا اور ایک دوسرے کو دعوت دیں گے آؤ تم بھی کھا لو! آؤ تم بھی کھا لو! تمہارا بھی حصہ ہے۔

آج ملک پاکستان میں اور اس سے باہر یہی مسئلہ ہے کہ گمراہ فرقے اکٹھے اور متحد ہو کر اور اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کر کے مسلک حقہ اہلسنت کو ہر طرف سے کمزور کرنے میں

مصروف عمل ہیں۔ مسلک اہل سنت و جماعت روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ کئی دینی مدارس بند ہو گئے۔ مساجد تعلیم یافتہ علماء سے خالی ہو گئیں اور ہوتی جا رہی ہیں۔ علمائے متقدمین کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے وعظ و تقریر کرنے والے اس دنیا سے اٹھ گئے اور قرآن و حدیث کا عطر نکال کر عوام کے سامنے پیش کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ آج مسلک حقہ کو نقصان پہنچانے والے کون ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمیں نقصان پہنچانے والے ہمارے اپنے اہل سنت کہلانے والے ہیں۔

ان میں چند درج ذیل ہیں:

### 1- جاہل نعت خواں حضرات:

بلاشبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی عبادت ہے بلکہ رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ ہے لیکن ان نعت خوانوں کے لیے جو پابند شرع اور فرائض و واجبات کا خیال رکھنے والے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے نہیں جو روزانہ داڑھی چٹ کرواتے ہیں اور تربوز کی طرح بوتھا (چہرہ) صاف کروا کر افریقہ کے بندر کی مانند چھلانگیں مار کر اسٹیج پر چڑھ جاتے ہیں۔ ایسے نعت خوانوں کو پیسہ دینا گناہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کیونکہ یہ تعاون علی الاثم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانَ“

ترجمہ: ”گناہ اور زیادتی پر کسی کی مدد نہ کرو۔“

جو لوگ محفل نعت خوانی کر کے پیسہ وصول کرتے ہیں اور انہیں پیسوں سے داڑھی منڈاتے ہیں۔ حالانکہ داڑھی منڈانا حرام اور اس پر تعاون بھی حرام ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ذرا مجھے بھی بتاؤ کہ یہ تمہارا ان کو پیسے دینا گناہ ہے یا نہیں؟ تمہارا یہ تعاون مفضی الی الاثم ہے یا نہیں؟

مروجہ محافل نعت خوانی نے مسلک اہل سنت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

بعض لوگوں نے تو اس کو اپنا بزنس اور کاروبار بنا لیا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لاکھوں روپے جمع کرتے ہیں۔ کچھ نعت خوانوں کو، پتے اور باقی منتظمین محفل ہڑپ کر جاتے ہیں۔



اس طرح اہل سنت و جماعت کی وہ قیمتی دولت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کو پھیلانے پر خرچ ہونی تھی وہ بد عمل نعت خوانوں کے نام پر بینکوں میں جمع ہو گئی اور وہ لوگ مال مفت دل بے رحم کے تحت اس مال غریباں کو اپنی ذاتی عیش و عشرت میں کھپاتے اور کھاتے ڈکاریں مارتے پھرتے ہیں۔

بعض محفلوں میں دیکھا گیا ہے کہ جاہل بد کردار اور بد عمل نعت خوانوں پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے لٹائے جاتے ہیں اور ان کے سروں پر سونے کے تاج سجائے جاتے ہیں حالانکہ سونے کا استعمال مرد پر حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام۔ یا تو سونا پہننے والے نعت خواں حضرات مرد ہی نہیں۔ ان کے پہنے ہوئے لباس کا قرینہ اس بات پر دال ہے یا پھر مرد ہیں مگر شریعت محمدیہ سے جاہل اور حد درجہ کے ناواقف ہیں۔ کیونکہ سہر کار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حُرْمَ لِبَاسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلٰی ذٰكُوْرِ اُمَّتِيْ۔“

ترجمہ: ”میرے امت کے مردوں پر ریشم اور سونے کو پہننا حرام کر دیا گیا ہے۔“  
مگر آہ ان لوگوں کی اصلاح کون کرے۔ انہوں نے خود اسلام کے دروازوں کو مقفل کر لیا ہے۔ ان کو کون سمجھائے کیونکہ تاج پہننے اور پہنانے والے جاہل بلکہ جہالت کا پلندہ ہیں جو پیسہ اہل سنت کی ترقی کے لیے خرچ ہونا تھا وہ ان کی جیبوں میں چلا گیا۔ ساری ساری رات محفل جمانے کے لیے عوام کو عمرے کے ٹکٹ کا لالچ دے کر بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ تمام آنکھیں لنگر کی صبح کی نماز ہی رہ جاتی ہے۔ ایک مستحب کام کے لیے فرض کا ترک حرام اور اشد حرام ہے۔

خدا را غور کرو! ایسے کام سے خدا اور رسول راضی ہوں گے یا ناراض؟

یقیناً وہ ناراض ہی ہوں گے۔ تو ذرا سوچو کہ لاکھوں روپے خرچ ہوئے مگر حاصل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ہوئی۔ مگر ان عقل کے اندھوں خرد کے دشمنوں کو کون سمجھائے۔  
آج کل ہمارے نعت خوانوں کا حال بھی لوگوں پر پوشیدہ نہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا ڈانس ریاستان کا گولڈ میڈلسٹ نعت خواں بنا بیٹھا ہے۔ حضرت کی نمود و نمائش کو ٹھے میں بیٹھ کر پیسہ کمانے والی کی طرح ہے اور ان کا سینہ سوز و گداز سے خالی اور چہرہ سنت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم سے مجرد پھر بھی عوام میں سوز و گداز پیدا کرنے کی بھرپور کوشش ناکام کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر کہاں عوام اتنی بھی بھولی نہیں وہ جانتی ہے کہ انگریزی تہذیب کا متوالا اور فیشن پر مر مٹنے والا، سنت مصطفیٰ سے گریزاں اور منہ پھیرنے والے کی یہ ساری بناوٹیں ظاہری اور ریاکاری کی بناء پر ہیں۔

### جاہل گدی نشین:

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں اور بڑے خطرات کے ساتھ ساتھ ایک بڑا خطرہ جاہل گدی نشینوں کا بھی ہے۔ والدین محنت کر کے اور اس کا پھل حاصل کر کے رخصت ہو گئے۔ اب ان کی جگہ ان کی جاہل اولاد پیر بن گئی اور دھڑا دھڑا مرید کرنا شروع کر دیا۔ ہمارے اس دور میں جاہل پیروں کا طبقہ ایک ایسا رستا ہوانا سو رہے جس کی کوئی دواء نہیں۔ یہ جہلاء حضرات اپنے مریدوں کو علماء کرام سے متنفر کرنے میں ہر وقت مصروف عمل رہتے اور ان کو کہتے ہیں کہ یہ ظاہر کے مولوی کیا جانیں حقیقت کیا ہے؟ اور طریقت کس شئی کا نام ہے، حالانکہ یقیناً وہ خود طریقت و حقیقت سے اتنے دور ہیں جتنا زمین سے آسمان۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہل سنت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمن نے فتاویٰ رضویہ شریف کے اندر پیر کی چار شرائط بیان کی ہیں:

- (1) صحیح العقیدہ سنی ہو (2) عالم دین ہو (3) اعلانیہ گناہ کرنے والا نہ ہو
  - (4) اس کا سلسلہ طریقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو، کسی جگہ منقطع نہ ہو۔
- الامان والحفیظ ہمارے دور میں پیروں کی اکثریت علم دین سے بالکل کوری ہے۔ بعض تو وہ ہیں جن کو کسی شخص نے خلافت نہیں دی مگر پھر بھی مسند پر قابض ہیں بلکہ ایسے پیر بھی ہیں جنہوں نے اپنے ارشادات کے پھندے میں لوگوں کو پھنسانے کے لیے اپنے کسی مردہ بزرگ کی قبر پر دربار بنا کر خود اس کے سجادہ نشین ہو گئے اور سلسلہ پیری مریدی شروع کر لیا۔ خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہی کے نہایت ہی عمیق گھڑے میں اتارنا شروع کر دیا۔
- ایسے پیر جو خود فیض ربانی سے کوسوں دور ہیں ان سے امید فیض رکھنا بانبجھ عورت سے بچہ اور نیل سے دودھ طلب کرنے کے مترادف ہے۔

ان جہلاء نے اپنے مریدوں کے نام اور ان کے رہائشی پتہ جات کے رجسٹریار

کروائے ہوئے ہیں۔ سالانہ دورے پر جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کی دعوتوں اور ضیافتوں سے لطف اندوز ہو کر ان کا کباڑہ کر کے آتے ہیں۔

جب تک کوئی مرید جیبیں گرم نہیں کرتا اس وقت تک اس کے گھر سے حضرت کا خروج ممنوع و محال ہے۔

جب ایسے جاہل پیر اپنے بزرگوں کے عرس کرواتے ہیں تو ان کے ہاں عام طور پر دو طرح کے کھانے پکتے ہیں۔

(1) لنگر کی دال (2) روست کیا ہوا مرغ

لنگر کی دال عوام الناس کے لیے اور روست مرغ ان امیر زادوں کے لیے جن کی تجوریوں کے پوشیدہ ڈالروں پر پیر صاحب کی نظر کرم رہتی ہے۔ جن کو اپنی موت تمنا نہیں وہ اپنے مریدوں کو احوال موت سے کیا آگاہ کرے گا۔ جو خود دنیا سے کنارہ کش نہیں ہو سکتا، وہ دنیا داروں کو اس کی تعلیم کیونکر دے سکتا ہے۔

شیخ جی کو فکر تھی لیک کے دس کیجئے

عزرائیل آ پہنچے کہ حضرت جان واپس کیجئے

بعض بے ضمیر پیر اور لوٹنے میں بے نظیر ایسے بھی ہیں جو امریکہ اور انگلینڈ وغیرہ کے دورے کرتے ہیں اور وہاں کے رہنے والے مریدوں کی ناز برداریاں کرتے اور اپنی جھولیاں ڈالروں سے خوب بھرتے ہیں۔ جسے مرید کی جھولی فیض محمدی مَلِیُّ الْمَلِیْنِ سے بھرنی چاہیے تھی وہ اپنی جھولی گندی دنیا سے بھرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ایسے جاہل پیر اپنے دولت مند مریدوں کے پیچھے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح بھوکی بلی موٹے تازے چوہے کے پیچھے بھاگتی ہے۔ ان کا مقصد واحد صرف ڈالر اور روپے پیسے ہوتے ہیں۔ جن سے کوٹھی بنگلہ کار خریدی جاسکے تاکہ دوسروں کو لوٹنے میں آسانی ہو۔ فقیر کا ایک محفل میں جانے کا اتفاق ہوا تو محفل کے بعد دیکھا کہ پیر اور مرید کے درمیان تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ پیر صاحب اصرار فرما رہے تھے کہ میں نے تمہارے جلسے کی صدارت کی ہے۔ میں پورے 25 ہزار روپے لوں گا۔ مرید صاحب 25 ہزار سن کر نیم جاں ہو گئے۔ آخر کار مرید کو پیر صاحب کی یہ آخری خواہش بھی پوری کرنی پڑی۔ ایسے پیر دین کا کام کرنے کی

بجائے امراء اور رؤسا سے لاکھوں روپیہ ہتھیانے کے سپیشلسٹ (Specialist) ہوتے ہیں۔ نت نئی کاریں ان کے آستانوں پر کھڑی ہوتی ہیں۔

### سلوک کی ایک منزل:

جاہل پیر اور گدی نشین حضرات اکثر بد اعمالیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ دعوتوں اور ضیافتوں میں ان کی نمازیں گول اور جوان کو سمجھائے تو اس کا بستر دنیا سے پکا گول ہو جاتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی ان کا نیا کرتوت سامنے آتا ہے۔

ایک پیر صاحب ایسے تھے جو دو پٹھان عورتیں اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ وہ ان کے فراق کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ لاہور کے اطراف میں ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ رات کو ذکر و فکر کی محفل منعقد ہوئی۔ بعد ازاں صاحب خانہ نے گرمی کا موسم ہونے کی وجہ سے تینوں کی چار پائیاں مکان کی چھت پر پہنچا دیں تاکہ خواب راحت میں خلل نہ آئے۔ حالانکہ مرید صاحب ان کے سکون میں سب سے بڑا خلل تھے۔ جب مرید صاحب آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ اس رات کی تاریکی میں پیر صاحب نے وہ تباہی مچائی جو لکھے جانے کے قابل نہیں۔ اچانک دریں اثنا پیر صاحب کی زیارت کے لیے چند مرید آ پہنچے اور صاحب خانہ ان کے اصرار پر ان مریدوں کو چھت پر لے کر حاضر ہو گئے۔ جب پیر صاحب کو سیاہ کاری میں مصروف دیکھا تو مریدوں کو طیش آ گیا تو وہ اس گرک سمین کلب جیم کے درپے ہوئے تو پیر صاحب ارشاد فرمانے لگے اور ریچھ کے منہ سے پھول جھرنے لگے۔ اقوال کچھ یوں ترتیب پائے۔

ارے نادانو! تم کیا جانو یہ بھی سلوک کی ایک منزل ہے۔

”لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“

یہ ہیں جہنمی اونٹ اور خچر جنہوں نے اہل سنت و جماعت کو نقصان عظیم پہنچایا ہے۔ انہوں نے گندے بلکہ گندگی کے پلندے دیوبندیوں اور وہابیوں کو اہل سنت پر انگلی اٹھانے کا موقع دیا ہے۔

اس واقعہ کو اخبار میں شائع کرنے کے بعد ایک وہابی مولوی کہتا ہے کہ دیکھ لوسنی پیروں کا یہ حال ہے۔



کام کوئی کر گیا بدنام اہل سنت و جماعت  
گناہ کسی کا اور خمیازہ بھگتے اہل سنت و جماعت

وائے تاکامی متاع کارواں جاتا رہا  
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ میرے وہ سنی بھائی جو ان جاہل پیروں پر اپنی  
تجوریاں کھول دیتے ہیں۔

اگر یہی پیسہ دینی مدارس پر خرچ ہوتا تو کتنا فائدہ ہوتا۔ وہاں محدث و مدرس عالم مقرر  
پیدا ہوتے جو اپنی نصیحتوں اور بیانیوں سے قرآن و سنت کی تبلیغ کرتے اور ہمارے اصلاح کی  
کوئی سبیل نکل آتی۔

مگر ہائے احساس زیاں جاتا رہا

3 کیسٹی مقررین:

اہل سنت کو نقصان پہنچانے میں کیسٹی مولویوں کا بھی بڑا کردار ہے۔ یہ علم سے بالکل  
کورے ہوتے ہیں۔ پس مختلف مشہور مقررین کی کینٹین سن کر مقرر بن جاتے ہیں۔ ان کا  
سارے کا سارا علم صرف اور صرف کیسٹوں میں موجود ہوتا ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک کیسٹی مقرر کے پاس کوئی بھولا بھالاسنی تاریخ  
لینے چلا گیا اور ان سے کہا حضور ہمارے گاؤں میں اہل تشیع لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آپ  
ہمارے ہاں قدم رنجا فرما کر ہمیں نواز ہیں اور آپ کا موضوع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان  
ہے۔ حضرت اس آنے والے پر ایسے برس پڑے جیسے ان پر ایک جلسے میں گندے انڈے  
برسے تھے اور بلند آواز سے کہا کیا میں ایسی تقریر کرنے والا ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی  
موضوع آپ کے پاس نہیں ہے؟

اس قول سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت اس موضوع پر لب کشائی نہیں فرما سکتے۔  
لب کشائی کیسے فرمائیں کیونکہ اس عنوان کی کوئی کیسٹ حضرت کے کیسٹ ہاؤس میں موجود

ہی نہیں۔ ایسے کیسٹی مولوی جب جلسہ گاہ میں تشریف لے جاتے ہیں تو فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا جاتا ہے اور علامہ کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔

سیاہ فام کیسٹی مولوی:

ایک کیسٹی مولوی جو قدرت الہی سے ایسے سیاہ فام ہیں کہ ان کو دیکھتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے کسی افریقہ کے جنگل سے درآمد کیے گئے ہیں۔ یہ حضرت جلسہ گاہ میں جانے سے پہلے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلی رات کی دلہن کی طرح میک اپ کرتے ہیں۔ اپنے ظلمت کدہ چہرے کو پوڈر کی تہہ سے مزین فرماتے ہیں۔ دیکھنے والے کے تخیل میں یہ گمان ہوتا ہے کہ جامن پرنمک پاشی کی ہوئی ہو اور علمی سرمایہ کا یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے مسئلہ پوچھ لیا تو حضرت فرمانے لگے کہ میں عالم نہیں ہوں بلکہ مقرر ہوں۔

ایسے مقرر حضرات ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں، ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے کردار سے باخبر ہو کر بھی ان کو اپنے جلسوں کی زینت بناتے ہیں۔ اپنے اور عوام اہل سنت پر ظلم عظیم کا گناہ کماتے ہیں۔

کچھ ایسے مقررین بھی ہیں جو خود علم سے بہرے ہیں مگر بڑے بڑے جامعات کے مہتمم بنے بیٹھے ہیں۔

یہ وہ حضرات ہیں جن کا ذہن فکر آخرت سے قدرے خالی ہے اور خوف خدا سے تہی دامن ہیں جن کا مقصد وحید حصول زر ہے۔ حصول دنیا کی خاطر اگر دین کو پس پشت بھی ڈالنا پڑے تو کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

جو امیروں کی چوکھٹ پر جبیں سائی کے عادی اور چند ٹکوں پر بک جاتے ہیں۔ جن کے ہاں حق گوئی کا جذبہ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا۔ ان لوگوں نے مدارس کی تعمیر صرف اور صرف اس لیے کی ہے تاکہ ان کا خالی جوف عظیم کسی نہ کسی طرح بھر جائے۔ لیکن ان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

یہ وہ چند عوامل ہیں جن پر اہل سنت کا پیسہ بے دریغ خرچ ہوتا ہے۔ ان میں سے چند میں نے تحریر کیے اور باقیوں کو طوالت کے پیش نظر چھوڑ دیا گیا۔ جب ان عوامل کے لیے اہل سنت کا قیمتی سرمایہ خرچ ہوگا تو وہ دینی مدارس جہاں علم دین سکھایا جاتا ہے ان کے لیے روپیہ

پیسہ کہاں سے آئے گا۔ عوام اہل سنت کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اپنے پیسوں کو دیکھ بھال کر خرچ کریں اور اس قیمتی سرمایہ کو اہل سنت کے مدارس میں خرچ کریں۔ تاکہ ان سے علم و عرفان کے موتی منجھے ہوئے عالم دین نکل سکیں۔ عوام تو عوام اچھے بلے مولوی کہلانے والے حضرات بھی معاذ اللہ ایسی فحش غلطیاں کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ

پتا نہیں ان حضرات کو کیوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈر نہیں لگتا نبی کریم ﷺ کے بارے میں ایسی من گھڑت روایات سناتے ذرا نہیں لجاتے اور منبروں پہ اپنے پیت تھرکاتے کہ ان کا دور سے بھی آپ ﷺ کی ذات سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ علماء کرام نبی کریم ﷺ کے خصائص کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے ان میں امام جلال الدین سیوطی کی شہرہ آفاق کتاب خصائص الکبریٰ سرے فہرست ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی عربی میں تلخیص بھی لکھی۔ اور اردو، میں بھی اس پر کام ہوا اور کئی علماء کرام نے معجزات پر کتابیں لکھیں لیکن کسی میں تخریج نہیں اور کسی میں عربی عبارت نہیں اور جس کی وجہ سے بد مذہب لوگ عوام اہلسنت کو یہ کہہ کر کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں دھوکا دینے کامیاب ہو جاتے۔ میں نے سوچا کہ معجزات مصطفیٰ ﷺ پر ایسا مضبوط کام ہو کہ تمام مکاتب فکر کی جو مسلمہ کتب ہیں ان سے یہ مواد لیا جائے وہ کتب یہ ہیں دلائل النبوة بیہقی اور دلائل النبوة لابی نعیم، خصائص الکبریٰ، حجة اللہ علی العالمین، شواہد النبوة، مدارج النبوة وغیرہ، تاکہ کوئی بد بخت اس کو میلی نگاہ سے نہ دیکھ سکے اور رسول اللہ ﷺ کی شان و عظمت رفعت کے علم پر لہراتی نظر آئے اور ہماری بھولی بھالی عوام اہلسنت تک صحیح مواد ارسال ہو۔ پھر پورے عزم کے ساتھ بعون اللہ تعالیٰ میں نے اس پر کام شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ لگا رہا۔ الحمد للہ یہ کام دو سالوں میں مکمل ہو گیا اور آج آپ کے ہاتھوں میں اس کی پہلی جلد آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام و خواص کو اس کتاب مستطاب سے مستفید فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

بقلم

محمد قاسم مدنی عطاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد  
المرسلين ﷺ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ﷺ  
و على الك و اصحابك يا حبيب الله ﷺ  
الصلوة والسلام عليك يا نبي الله ﷺ  
و على الك و اصحابك يا نور الله ﷺ

دروود پاک کی فضیلت:

رسول اکرم نبی محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً  
فِي الدُّنْيَا . (سعادة الدارين ص 60)

ترجمہ: قیامت کے دن ہر مقام اور ہر جگہ میں میرے زیادہ نزدیک تم میں سے  
وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا ہوگا۔

نور خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش سے پہلے کے واقعات

حضرت عبدالمطلب کا خواب:

﴿1﴾ ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے ابو بکر بن عبد اللہ بن ابوالجہم رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان  
کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب ابوطالب سے یہ خواب بیان کیا کرتے تھے کہ میں جب حجر  
اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا۔ جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور  
میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کا بن کے پاس آیا اور اس سے کہا۔ میں  
نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک



اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نور کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے، ایک لمحہ کو وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوب رو، حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی کمریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا۔ پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔

عبدالطلب نے کہا کہ کاہن کو خوب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا۔ پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

ثم قال صدقت رؤياك ليخرجن من صلبك رجل يملك  
المشرق والمغرب ويدين له الناس ثم قال لأبي طالب لعلك ان  
تكون هذا المولود فكان أبو طالب يحدث بهذا الحديث  
والنبي (صلى الله عليه وسلم) قد خرج ويقول كانت الشجرة  
والله ابا القاسم الأمين فيقال له ألا تؤمن به فيقول السبة والعار  
”اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق  
و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو  
جائے گی۔“ اس کے بعد عبدالطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب سے کہا: ”شاید  
وہ فرزند، یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔“

ابو طالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے۔  
”خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہیں۔“ اس پر کچھ مسلمانوں نے ان

سے پوچھا: ”پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ابو طالب جواب دیتے۔ ”مجھے شرم و حیا آتی ہے کہ قریش کہیں گے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر بھتیجے پر ایمان لے آیا۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۶۷ بیروت؛ شواہد النبوة ص ۴۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو مشرق و مغرب کا مالک و مختار بنا دیا گیا ہے اور زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ ﷺ کو عطا کر دی گئی ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اعطيت مفاتيح خزائن الارض یعنی مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب  
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا  
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوک پہ نہ ڈال  
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کہ صدقہ تیرا

حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

﴿2﴾ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ”تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟“  
میں نے کہا: ”میں بنی ہاشم سے ہوں۔“  
پھر اس نے کہا: ”کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟“

میں نے کہا: ”ستر عورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔“  
اس مشروط اجازت کے بعد، اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا نتھنا کھول کر

دیکھا پھر کہنے لگا:

فقال اشهد ان فی إحدى یدیک ملکا و فی الآخرى نبوة و اری  
ذک

”میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں  
نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔“

اس یہودی عالم نے پوچھا:

”کیا تمہاری کوئی شاعہ ہے؟“

میں نے جواب دیا:

”شاعہ۔ سے تمہاری کیا مراد ہے؟“

اس نے کہا:

”بیوی، زوجہ!“

اس کے جواب میں، میں نے کہا کہ:

”فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔“

اس نے کہا:

”جب تم اپنے وطن واپس پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔“

(خالص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸ بیروت شواہد النبوة ص ۴۷)

مدنی پھول:

اس واقعہ کے بعد جب عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو آپ نے ہالہ بنت وہب سے  
نکاح کیا اور ایک روایت کے مطابق جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قبیلہ نامی خاتون سے کر  
دیا قبیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے،  
قبیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں  
پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح فاطمہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے  
حضرت عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور جب

جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

نور مصطفیٰ ﷺ کا بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں منتقل ہونا:

﴿3﴾ ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر لیلیٰ العدویہ کی طرف ہوا۔ جب لیلیٰ کی نگاہ آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان ”نور مصطفیٰ ﷺ“ تاباں پایا۔ پس اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی، اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں، تو میں آپ کو سواؤنٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ٹھہر جا میں غسل کر کے صاف ہولوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور ﷺ کے ظہور و ولادت کے لیے حمل کا استقرار ہوا۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ لیلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا، اب تیری خواہش باقی ہے؟

قالت لا قال ولم قالت لأنك مررت بي وبين عينيك نور ثم رجعت إلى وقد انتزعتہ آمنة منك

اس نے جواب دیا نہیں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ لیلیٰ نے کہا: ”جب تم ادھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر ”نور نبوت“ تاباں تھا مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منتقل ہو کر آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔“ ایک روایت میں ہے کہ ”جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو۔ اگر تم نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اعلیٰ مقدر کو جنم دیں گی۔“ (خصائص الكبرى ج ۱ ص ۶۸ بیروت شواهد النبوة ص ۷۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ



## مدنی پھول:

لیلیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جنسی خواہش کی تھی جس کو آپ نے مسترد کر دیا اور دوبارہ لیلیٰ کے پاس نہیں گئے بلکہ وہ گزرگاہ میں مل گئی تھی اس وقت اس نے کہا تھا کہ اب تمہاری پیشانی نور مصطفیٰ ﷺ تاباں نہیں ہے۔ (مدارج النبوة ج ۲)

## ایام حمل اور ظہور برکات:

﴿4﴾ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے واقعہ نبی ﷺ نے خبر دی اور انہوں نے کہا مجھے علی بن یزید بن عبداللہ بن وہب بن زمرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچی سے حدیث بیان کی، کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا جب تولید حضور ﷺ کے لیے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور مجھ پر گرائی پیدا ہوئی جیسا کہ عام عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا حیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ رکھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر حیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔

وأتانی آت وأنا بین النائم واليقظان فقال هل شعرت أنك حملت فأقول ما ادری فقال انك حملت بسید هذه الأمة ونبیها وذلك یوم الاثنین ثم امهلنی حتی اذا ادنت ولادتی أتانی ذلك الآتی فقبال لی قولی أعیذه بالواحد من شر كل حاسد فكنت أقول ذلك فذكرت ذلك لنسانی فقلن لی تعلقی علیك حدیداً فی عضدیک وفی عنقك قالت ففعلت فلم یكن یترك علی إلا آیاماً فأجده قد قطع فكنت لا أتعلقه

ایک روز میری نیم خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: ”اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے تم حاملہ ہو؟ میں نے جواب دیا کہ ”میں تو نہیں جانتی۔“ پھر اس نے کہا: ”تم ایک بڑی اُمت کے سردار اور اس اُمت کے نبی کی تولید کے لیے حاملہ ہوئی ہو۔“

یہ دن دوشنبہ یعنی پیر تھا۔ پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: ”تم یہ پڑھا کرو۔“

أَعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ .

”میں الہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔“

جس سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکا لو۔ میں نے ایسا بھی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا، میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۷۰ مدارج النبوة ج ۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) حضور ﷺ کی والدہ آمنہ کو ایام حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کا نام ”احمد“ رکھیں۔

ایمان والدین کریمین:

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے والدین دین ابراہیمی پر تھے اور بتوں کر پرستش کی بجائے الہ واحد کی عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے الہ واحد سے پناہ طلب کی جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے والدین دین فطرت پر تھے اور اہل فطرت کے جنتی ہونے کے لے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے شرک نہ کیا ہو۔ اور اس کے علاوہ حضور ﷺ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین دوبارہ زندہ کیا تاکہ وہ بھی حضور ﷺ کی امت ہونے کا شرف حاصل کر لیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن عروة ابن الزبير عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله ﷺ سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُحْيِيَ أَبَوَيْهِ فَأَحْيَاهُمَا لَهُ فَأَمَّنَابَهُ ثُمَّ أَمَاتَهُمَا

زرقاتی علی المواہب ج ۱ ص ۱۶۸ حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۲

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ عزوجل میرے والدین کو زندہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا پس وہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اسی طرح اپنی قبروں میں آرام فرما ہو گئے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ  
اس حدیث پاک کے بارے میں ائمہ حدیث کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

## ائمہ حدیث کے تاثرات

امام زرقانی کا قول:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جعل الائمة هذا الحديث ناسخا للاحادیث الواردة بما يخالفه اس حدیث پاک کو ائمہ حدیث نے اس کے مخالف احادیث کے لیے ناسخ قرار دیا ہے۔ یعنی پہلی احادیث منسوخ ہیں اور اس بات پر صراحت کی ہے کہ یہ حدیث (جس میں والدین کو زندہ کیا ہے) بعد کی ہے۔

زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۱۶۹: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۲

علامہ حقی علیہ الرحمۃ کا قول:

آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو جو کفر پر مرے اس کو لعنت کرنا جائز ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کو ہرگز لعنت نہیں کر سکتے لثبوت ان الله احيهما له حتى آمناً کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ (روح البیان ج ۳ ص ۲۱۷)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ نے فرمایا کہ شرح ہمز یہ میں ہے کہ یہ حدیث پاک ضعیف نہیں بل صحیحہ غیر واحد من الحفاظ بلکہ اس کو بہت سارے حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے۔ اس قدر ائمہ نے اس حدیث پاک کی تصدیق کی ہے کہ مومن کو سوائے یقین کے چارہ

نہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی بدبختی کا کوئی علاج نہیں۔ میں ان تمام کی تصدیقات طوالت کے پیش نظر ترک کر رہا ہوں۔ اب چند اور دلائل کو پیش کرتا ہوں تاکہ یہ مومن کے ایمان کو جلا بخشیں۔

قارئین سے التجاء ہے کہ ان کو پڑھتے جائیں اور اپنے ایمان سے فیصلہ کرتے جائیں۔

(۱) حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُبْسِ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ

جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کا نور سورج کے نور سے زیادہ ہوگا۔

(ابودود شریف ج ۱ ص ۲۰۵: مشکوٰۃ ص ۱۸۶)

اپنے ایمان سے پوچھ کر بتائیے: اگر صرف قرآن پاک پڑھنے اور عمل کرنے والے کے والدین کو یہ مقام ملے گا تو جس کے وسیلہ سے قرآن پاک ملا ہے اس کے والدین کو کیا کیا انعامات ملنے چاہئیں۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

(۲) خصائص الکبریٰ میں ہے کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے رومال کو اپنے ہاتھوں سے لگنے کا شرف عطا فرمایا تو اس کے بعد اس کو کبھی آگ نے نہیں جلا یا جب وہ میلا ہو جاتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اسے آگ میں ڈال دیتے وہ بالکل اجلا ہو جاتا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰)

اے میرے اسلامی بھائی غور کر: جس کپڑے کے ساتھ جان دو عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک لگ جائے اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکم مبارک میں سرکار دو عالم ﷺ خود جلوہ گر رہے ہوں اس کے متعلق تیرا ایمان کیا کہتا ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

(۳) حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا قرآن

پاک میں ہے

آذہبوا بقمبصی هذا فالقوه علی وجه ابی یات بصیرا ترجمہ: میری یہ قمیص لے جاؤ اور اباجان کے چہرہ پر ڈال دو ان کی نظر لوٹ آئے گی۔

اے میرے سنی بھائی ذرا بتا: جو کپڑا یوسف علیہ السلام کے جسم پاک سے چھو گیا اس کی برکت سے بینائی واپس آجائے تو نبی الانبیا ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ جو چیز لگ جائے اس کا کیا حال ہونا چاہیے اور جس شکم اطہر میں نبی پاک ﷺ خود جلوہ گر رہے ہوں اس کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

(۴) تفسیر روح البیان میں ہے

جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی۔

روح البیان ج ۵ ص ۲۲۶

ذرا اپنے ایمان سے بتائیے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام چند دن رہے وہ جنت کی حقدار ہوگئی تو جس کے پیٹ میں حبیب کبریا احمد مجتبیٰ ﷺ کئی ماہ تک رہے ہوں اس کے متعلق آپ کا ایمان کیا کہتا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

ان دلائل سے مسئلہ واضح ہو گیا اور بدنہ جہوں کا غبار چھٹ گیا اور واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے ان کو کافر کہنے والے کافر پر خاتمے کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے اور میری اور میرے والدین اور مرشد پاک کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

غیبی تختی کا عطا ہونا:

ابو نعیم، بریدہ رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ”تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو۔ لہذا جب ان کی تمہارے بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد ﷺ رکھنا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا پھر جب میں بیدار ہوئی تو میرے سر ہانے ایک تختی موجود تھی، جس پر لکھا تھا:

”أَعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ، وَكُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ مِنْ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ،



عَنِ السَّبِيلِ عَانِدٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَافِثٍ أَوْ عَاقِدٍ، وَ كُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ،  
يَأْخُذُ بِالْمَرَاوِدِ، فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَنَّهَا هُمْ عَنْهُ بِاللَّهِ الْأَعْلَى، وَ أَحْوَظُهُ  
مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعُلْيَا، وَالْكَفِّ الَّذِي لَا يَرَى يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ وَ حِجَابُ اللَّهِ  
دُونَ عَادِيهِمْ لَا يَطْرُدُوهُ وَ لَا يَضْرُوهُ فِي مَقْعَدٍ وَ لَا مَنَامٍ وَ لَا مَسِيرٍ وَ لَا مَقَامٍ  
أَوَّلُ اللَّيَالِي وَ آخِرُ الْأَيَّامِ .“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۲ بیروت؛ حجة اللہ علی الغلمین ص ۷۰ مدارج النبوة ج ۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اصحابِ فیل کی بیت اللہ پر چڑھائی اور اللہ عزوجل کی مدد:

بیہقی اور ابو نعیم رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اصحابِ فیل نے  
چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان  
کے بادشاہ سے فرمایا: ”تم نے ہم پر چڑھائی کر دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستاد کو ہمارے پاس  
بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستاد کے ذریعے پورا کر دیتے، اس پر اس نے  
کہا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھرا یا ہے کہ جو کوئی بھی اس میں داخل ہو اوہ امن یافتہ  
اور حفاظت یاب ہوا، پس میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ جناب عبدالمطلب  
نے بہ نظر رفع فساد پھر اس سے کہا:

”تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور تم واپس ہو جاؤ۔“ مگر اس  
نے ان کی پیشکش کو رد کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش  
قدمی بھی شروع کر دی۔

عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: ”میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے  
اور حرم مقدس کے بے قصور ساکنوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا۔ پھر  
مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللَّهُمَّ إِنَّ لِكُلِّ إِلَهٍ حَلَالًا فَامْنَعْ حَلَالِكَ لَا يَغْلِبَنَّ مَحَالَهُمْ مَحَالِكَ  
اللَّهُمَّ فَإِنْ فَعَلْتَ فَأَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ

ترجمہ: ”یعنی اے خدا! ہر معبود کے لیے ایک حل ہوتا ہے تو اب تو اپنے حل کی

حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا داؤہر گز غالب نہیں آسکتا۔ اے خدا اب اگر تو بچانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر سمجھتا ہے، حکم فرما۔“

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پرندوں کا مثل ابر نظر پڑا، وہ ابابیل تھے جو ان پر چھا گئے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر چنگھاڑنے لگے اور سارے لشکر کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر ڈالا۔

سعید بن منصور اور بیہقی رضی اللہ عنہما نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ”طیْرًا اَبَابِیْلَ“ کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے درندوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے۔ جن کو نہ اس سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحابِ فیل کے جسموں پر چچک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چچک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے عبید بن عمیر لیشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ ﷻ نے جب اصحابِ فیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر پرندوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے یہ گویا ابلق ابابیل تھیں، ہر ایک کے پاس تین پتھر تھے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں۔ پھر وہ آئیں اور اصحابِ فیل کے سروں پر چھا گئیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ پتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ ﷻ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۷۳، بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۷۱ مدارج النبوة ج ۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور اصحابِ فیل کو ہلاک کیا۔ یہ آپ کی کرامت اور حضور ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ حضرت عبدالمطلب پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی آپ ﷺ کی نسبت کی وجہ سے ہی تو ہوئی ہے۔

روک لیتی ہے آپ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پہ چلتے ہیں

یہ کرم ہے حضور ﷺ کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلتے ہیں

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حضور ﷺ کے والد گرامی اور حفاظت خداوندی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے زمزم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ ﷻ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔ سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں۔ مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام قرعہ نکل آیا۔ پس وہ ان کو ہاتھ پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے چلے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ عبدالمطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا:

”آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اُونٹوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں۔“ پھر عبدالمطلب نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور دس اُونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اُونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ جناب عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اُونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سو اُونٹ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے مابین قرعہ اندازی میں اُونٹوں کے نام پر قرعہ نکلا اس موقع پر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہم نوائی کی اور سب اُونٹوں کو ذبح کر دیا گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۷ بیروت: دار الفکر ۱۹۹۷ء)

### مدنی پھول:

سو اُونٹوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار عبدالمطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہو گئی اور حکم الہی سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی، اس وجہ سے حضور ﷺ نے بھی اسے رد نہیں فرمایا۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نور خدا ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری

## صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا:

﴿8﴾ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا سمجھ دار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکا دکر کہنے لگا: ”اے گروہ یہود! دیکھو۔“ آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: ”تیری خراب ہو کیوں شور مچاتا ہے؟“ یہودی نے چھت پر سے کہا: **طَلَعَ نَجْمٌ أَحْمَدِي الَّذِي وَلَدَ بِهِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ أَحْمَدٌ رضی اللہ عنہ كَأَسْتَارِهِ طُلُوعٌ هُوَ كَمَا هِيَ، جَسَّ كَوَاجِرَاتٍ فِي كَسِيٍّ وَقَتٍ يَبْدَأُ هُونًا هِيَ۔**

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۲ بیروت؛ حجة اللہ علی الغلمین ص ۱۰۵)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے:

﴿9﴾ عثمان بن ابی المعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔

فَلَمَّا وَضَعَتْ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ وَالْدَارُ حَتَّى جَعَلَتْ

لَا أَرَى إِلَّا نُورًا

پھر جب آمنہ رضی اللہ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر شے روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۸ بیروت؛ حجة اللہ علی الغلمین ص ۱۶۹ بیروت شواہد النبوة ص ۵۶ مدارج النبوة ج ۲)

مدنی پھول:

جس کی آمد پر سارا جہاں روشن ہو گیا وہ خود کیونکر نور نہ ہوگا یقیناً وہ تو بقعہ نور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے **قَدْ جَاءَ كَمٍ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ** تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب آگئی۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ ۵۰ تقاسیر کی عبارات میرے پاس موجود ہیں جس میں اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔

جس کی آمد سے روشن زمانہ ہوا

گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

نور مصطفیٰ ﷺ سے محلاتِ شام کا روشن ہونا:

عن ام سلمه عن آمنه قالت لقد رايت ليلة وضعتُه نوراً اضاءت

له قصور الشام حتى رايتها

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ولادتِ حضور ﷺ کے وقت میں نے

ایسے نور کو جنم دیا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے کہ میں نے ان کو

دیکھ لیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۱۶۹ بیروت شواہد النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) اس روایت کی تصدیق خود حضور ﷺ نے کی ہے

طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کسی

نے دریافت کیا: ”اے اللہ ﷻ کے رسول ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے

میں کچھ ارشاد فرمائیے!“

قال رسول الله ﷺ دعوة ابي ابراهيم و بشرى عيسى و رات امي

حين حملت كأنه خرج منها نور اضاءت له بصرى من ارض الشام

تو حضور ﷺ نے بیان کیا کہ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لیے دُعا کی، حضرت



عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے سرزمین شام روشن ہوگئی۔“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا  
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا  
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

(۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شب ولادت میں حضرت

آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بحالت بیداری عینی مشاہدہ ہے۔ چھپسا کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے۔ کسی نے ان سے کہا: ”اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ہی ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ لقا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹ بیروت)

مشرق و مغرب کا روشن ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرائی اور تکلیف محسوس نہ کی۔

فلما فصل منی خرج معہ نور اضواء له ما بین المشرق الی المغرب :

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور نور پھیل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی جانب اٹھایا۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۷۹ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۶۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

جن کے آنے سے تمام جہان روشن ہو گیا جیسا کہ حدیث پاک کے یہ الفاظ مابین المشرق الی المغرب اس کا افادہ کر رہے ہیں تو ان کے نور ہونے میں کونسا شک باقی رہا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں تو آپ تو حضور ﷺ کی ساری نسل مبارک کو نور سے تعبیر کرتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت شفا بنت عمرو کا روم کے محلات دیکھنا:

ابو نعیم عبد اللہ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

”رَحِمَكَ اللَّهُ وَرَحِمَكَ رَبُّكَ“ الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی حتیٰ کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہو گئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا اس وقت میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا۔ تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے۔ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری بائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہو گئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہو گیا۔ پھر میں نے سنا تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا یہاں تک کہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۰ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۷۰ بیروت شواہد لدیوۃ ص ۵۶)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ ﷺ ..... صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

وقت ولادت ظہور پزیر ہونے والے واقعات:

ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے عمرو بن قتیبہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ ﷻ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتقاع بڑھ گیا سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہو گئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم کو نورِ عظیم کا لباس پہنایا گیا۔

اقیم علی راسها سبعون الف حوراء فی الهواء ينتظرون ولاءة  
محمد ﷺ و كان قد اذن الله تلك السنة لنساء الدنيا ان يحملن  
ذکورا کرامة لمحمد ﷺ وان لا تبقى شجرة الا حملت ولا  
خوف الا عاد امنا فلما ولد النبی ﷺ امتلأت الدنيا کلها نورا  
ستر ہزار حوریں خلاء میں اس کے سر پر استادہ کی گئیں جو کہ ولادت  
رسول ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کے  
لیے نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی خاطر اللہ ﷻ نے حکم دیا کہ اولادِ زینہ سے حاملہ  
ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور  
دور دراز علاقوں میں عافیت اور امن ہی امن تھا۔ جب حضور ﷺ کی  
ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔ ظلمت اور تاریکیاں چھٹ  
گئیں اور سارا جہان نور سے معمور ہو گیا۔

ملائکہ آپس میں مبارکیاں دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا  
اور ولادتِ سعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف  
ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا:

یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کئے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ

کی ولادت ہوئی، اللہ ﷻ نے حوضِ کوثر کے کناروں پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اُگائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کے بخور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ ﷻ سے سلامتی کی دُعا مانگتے تھے اور تمام بت اوندھے گر پڑے لیکن لات و عزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اٹھ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے۔ قریش کا بھلا ہوان کے یہاں امین آگئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا پہنچا ہے۔

خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی، اب اللہ ﷻ میرے نور کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ ﷻ مجھے جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ کا زلزلہ نہ رُکا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۰-۸۱ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۶۹ بیروت شواہد النبوة ص ۵۶-۵۷ مدارج

النبوة ج ۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدی و مرشدی امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ولادت مصطفیٰ ﷺ کے بارے یوں رقم طراز ہیں۔

• چھٹ گئے ظلمت کے بادل دور اندھیرا ہو گیا  
نور والا آ گیا صل علی خوش آمدید  
خانہ کعبہ میں جو بت تھے سب اوندھے گر پڑے  
دبدبہ آمد کا تھا صل علی خوش آمدید  
قبر میں جلوہ نبی کا دیکھ عطار کاش  
بول اٹھے بے ساختہ صل علی خوش آمدید

سامان بخشش ص ۲۴۹

ولادت کی رات ہر جانور گویا ہوا اور مشرق و مغرب کے چہند پرند نے آپس میں مبارک باد دی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

كان من دلالات حمل رسول الله ﷺ ان كمل دابة كانت  
لقريش نطقت ورب الكعبة وهو امان الدنيا سراج اهلها  
رسول الله ﷺ کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر  
چوپایہ بولا۔ ”رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ ﷺ حمل میں آئے  
اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔“

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور فنی کمال  
سے (خالی) ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھانہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ  
گوزگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا

مرت وحش المشرق الى وحش المغرب بالبشارات و كذا لك  
اهل البحار يبشر بعضهم بعضا له

مشرق کے چرند و پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مبارکی لے کر  
گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان  
دونوں پر یہ ندا تھی ”مژدہ ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی، وہ  
زمین پر امن و مبارکی کے لیے ضمانت بن کر تشریف لانے والے ہیں۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۶۷ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے: آمد مصطفیٰ ﷺ پر مشرق و مغرب کے جانوروں  
نے خوشیاں منائیں، مبارک بادیاں دیں، جشن منائے اور رسول اللہ ﷺ کی تعریف و ثنا  
کے ترانے گائے اور اسی طرح آج بھی عاشقان رسول ولادت مبارکہ پر خوشیاں  
مناتے، جھنڈیاں لگاتے، نعیتیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور جھوم جھوم کر کہتے ہیں۔

مبارک ہو حبیب رب اکبر آنے والا ہے

مبارک! انبیاء کا افسر آنے والا ہے



اندھیروں میں بھٹکتے پھرنے والوں کو مبارک ہو  
تمہیں حق سے ملانے آج رہبر آنے والا ہے  
مگر اس کے باوجود کچھ لوگ ان کاموں پر اعتراض کرتے اور لوگوں کو منع کرتے نظر  
آتے ہیں۔ یہ ان جانوروں سے بھی بدتر ہیں جو ولادت رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں مناتے  
ہیں۔ بیٹے کی سالگرہ پر ہزاروں روپے کھپاتے وقت ان کی بولتی بند ہو جاتی ہے اور اس وقت  
اسراف و زیادتی نظر نہیں آتی۔

آسمانوں اور جنتوں کے دروازوں کا کھلنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور ﷺ حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت  
عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ ﷺ منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں  
نے جناب باری میں عرض کی: ”اے ہمارے معبود! انبیاء ﷺ کا سردار اور تیرا نبی ﷺ یتیم  
ہو گیا۔“ حق تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔“ ان پر  
صلوٰۃ و سلام پڑھا اور ان کے لیے برکتیں طلب کرو اور ان کے لیے دعائیں مانگو،  
صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

فتح الله لمولده ابواب السماء وجنانه : اللہ ﷻ نے میلاد شریف کی رات  
تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۱۶۷ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

ولادت مبارکہ کے بعد ہونے والے واقعات:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرماتی ہیں کہ جب وقت ولادت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق  
ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا۔ میں نے  
دیکھا کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ  
پرندوں کی ایک ٹکڑی میرے زور پر آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں  
کی چونچ زمر کی اور بازو یا قوت کے تھے۔ اس وقت اللہ ﷻ نے میری آنکھوں سے

حجبات بالکل دور فرمادیئے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشرق و مغرب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے درِ زہ ہوا اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے۔ پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آرہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

”محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دریاؤں میں ”ماحی“ رقم کیا گیا ہے۔ کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔“ پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے اور آپ ابدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا: ”محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔“

اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گوڑھوں کے ہنہانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔

فسمعت منادیا ینادی طوفوا بمحمد الشرق والغرب وعلی  
موالیدالنبيين واعرضوه علی کل روحانی من الجن والانس  
والطیر والسباع واعطوه صفاء آدم ورقة نوح وخلة ابراهیم  
ولسان اسماعیل و بشری یعقوب وجمال یوسف و صوت  
داؤد وصبر ایوب وزهد یحی و کرم عیسی واعمر وہ فی  
اخلاق الانبیاء

میں نے منادی کو نداء کرتے سنا کہ ”محمد ﷺ کو شرق و غرب اور انبیاء علیہم السلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ کے حضور جن و انس اور وحوش و طیور کی رُوحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفا، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو اور تمام نبیوں کے اخلاق حمیدہ سے آراستہ کر دو۔“

اس کے بعد وہ ابرچھٹ گیا اور میں نے آپ ﷺ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ لیٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوشی ہے خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دُنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔

بعد ازاں میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمررد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ پھر اس آفتابے سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگشتری سے مہر لگائی اور حریر میں آپ کو لپیٹ دیا۔ پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۲ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۲۸ بیروت مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْعَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

یہودی کا نبوتِ محمد ﷺ کی تصدیق کرنا:

ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: ”اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟“ قریش نے جواب دیا: ”ہمیں نہیں معلوم۔“ اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

”آج رات اس آخری اُمت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا اپال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دُودھ نہ پئے گا کیونکہ ایک عفریت جننی نے اس کے منہ میں اُنکلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے وہ دُودھ پینے سے روک دیئے گئے ہیں۔“ پھر قریش کی مجلس برخواست ہو گئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر متعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چہ چاہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبد اللہ مرحوم کے گھر میں پیدا ہوا ہے، اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔ پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا، یہودی نے کہا: ”میرے ساتھ چلو تا کہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شناخت کروں۔“

وہ آئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔

فراى تلك الشامة فوق اليهودى مغشياً عليه فلما افاق قالوا  
ويلك مالك قال والله ذهبت النبوة من بنى اسرائيل افرحتم به يا  
معشر قريش اما والله ليسطون بكم سطوة يخرج خبرها من  
المشرق الى المغرب

انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہم کو تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟ یہودی نے کہا بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔

انے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہو

گا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۵ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۶۸ بیروت مدارج النبوة)  
 صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ  
 ہانڈی کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونا:

بیہقی و ابن عسا کرنے ابوالحکم تنوخی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نو مولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے سپرد کر دیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں۔

فلما اصبحن اتین فوجدن البرمة قد انفلقت عنہ اثین  
 چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ رُخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آ کر عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ تم لوگ یاد رکھو اور مجھے اُمید ہے کہ یہ بچہ خیر و فلاح کو پہنچے گا۔  
 جب ساتواں روز ہوا اور عبدالمطلب نے (عقیقہ میں) قربانی کی اور برادری کو کھانے پر بلایا تو کھانے سے فراغت کے بعد انہوں نے کہا:

”اے سردار (مطلب!) آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟“

عبدالمطلب نے بتایا: ”میں نے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے۔“

قریشی مہمانوں نے کہا: ”اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟“ فرمایا: ”میری خواہش ہے کہ اللہ ﷻ نے آسمانوں میں اس کی مدح فرمائی اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔“ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۵ بیروت؛ مدارج النبوة)

صلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ

ابلیس کو آسمانوں سے روک دیا گیا:

ابن عسا رضی اللہ عنہ نے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے



روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۷ بیروت: مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

کسری کے محل پر زلزلہ آنا، آتش کدہ ایران کا بجھنا، بتوں کا اوندھے منہ گرنا:

ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسری کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسری سخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اخفائے حال کے لیے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء کورات کی وہ شدنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا۔ جس میں از خود آتش خانہ کے سرد ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسری کا فکر دو چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبذ ان مجوسی عالم نے کہا، یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دائم رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ:

”سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔“

کسری نے پوچھا: ”اے محترم موبذ ان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔“

اس کے بعد کسری نے نعمان بن الہمذر کو خط لکھا کہ ”میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں دریافت کر سکوں۔“ نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا۔ جب وہ کسری کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: ”کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟“

عبدالمسیح نے جواب دیا: ”اے شہنشاہ فارس! دریافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتاؤں گا ورنہ اس شخص کی نشان دہی کر دوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔“ اس کے بعد بادشاہ

نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے کہا: ”اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سطح کا ہن کہتے ہیں۔“

بادشاہ نے کہا: ”اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔“ پس عبدالمسیح سفر دراز طے کر کے سطح کے پاس پہنچا وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔ عبدالمسیح نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطح کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے، آتش کدے کے بجھ جانے، موبدان کے خواب اور دجلہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے تجھے بھیجا ہے تو سن لے اور بتا دینا۔

إذا كثرت التلاوة وظهر صاحب الهراوة و فاض وادی

السمائة و غاضت بحيرة الساوة و خمدت نار فارس فليس

الشام لسطيح شاما

جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے

ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے گا تو سطح کے لیے شام، شام نہ رہے گا۔

بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔

سطیح یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔ عبدالمسیح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور

اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو

بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی

بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸۷-۸۸ بیروت: مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے تو ناف بریدہ اور مختون تھے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے "المستدرک" میں کہا ہم نے اپنی کتاب میں پایا ہے کہ حضرت آدم مختون پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا کئے گئے۔ ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام ﷺ جن کو بہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

حضرت شیث، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت سام، حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت شعیب، حضرت ہوج اور حضرت صالح۔ ان سب برگزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔ (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۰ بیروت: مدارج النبوة)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔

رايتك في المهد تناغى القمر وتشير اليه باصبعك فحيث  
اشرت اليه مال قال انى كنت احدثه ويحدثنى و يلهينى عن  
البكاء واسمع وجبته حين يسجد تحت العرش  
میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے  
اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔  
حضور ﷺ نے فرمایا: "میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں  
کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرش الہی کے نیچے سجدہ  
کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنتا ہوں۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۱ بیروت: شواہد النبوة ص ۶۸ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں  
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں  
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا  
کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیے  
خود سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا

اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مہد میں موجود چاند کے سجدہ کرنے  
کی آواز بھی سن لیتے تھے حالانکہ زمین اور چاند کا درمیانی فاصلہ زمینی قطر کئی گنا زیادہ ہے  
جب میرے آقا چاند کی آواز سن سکتے ہیں تو میرا یقین ہے حضور ﷺ ہم غریبوں کی محفلوں  
میں پڑھا جانے والا درود بھی ضرور سنتے ہیں۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان  
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام  
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے  
اتنا بھی تو ہو کوئی آہ کرے دل سے

فرشتوں کا سرکار ﷺ کے گہوارے کو ہلانا:

ابن سبع رضی اللہ عنہ نے ”الخصائص“ میں بیان کیا

ان مہدہ کان يتحرك بتحريك الملائكة وان اول كلام تكلم به  
ان قال الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا  
آپ ﷺ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کام جو  
آپ ﷺ نے کیا وہ یہ تھا: اللَّهُ اكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا .

(خصائص الكبرى ج ۱ ص ۹۱ بیروت: شواہد النبوة ص ۶۲ دارج النبوة)

صَلُّوا عَلَى الْعَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

### حضور ﷺ کا حلیمہ سعدیہ کی گود میں آنا؛

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حلیمہ بنت حارث (جو رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں) نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خورانی کے لیے بچوں کی جستجو کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی نیز میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سونہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا، نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے۔ ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعدیہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے، مگر جب اسے پتہ چلتا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ”میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کے لیے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہذا میں جاتی ہوں اور اسی کو لیتی ہوں۔“

بہر حال میں گئی اور بلا تردد حضور ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔

فا قبل علیہ ثدیای بما شاء من لبن فشرب حتی روی و شرب

اخوہ حتی روی قام صاحبی الی شارفنا تلك فاذا انها لحافل

فحلب ما شرب و شربت حتی روینا

میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور ﷺ کے منہ میں

دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی پیا، وہ بھی سیر ہو گئے۔

میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور آرام سے رات بسر

ہوئی۔

پھر میرے شوہر نے کہا، اے حلیمہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور

برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو، کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟“



پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریب کی طرف واپس ہوا۔ راہ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ جس پر ساتھی عورتوں نے کہا۔ کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم سواری تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔ انہوں نے کہا، اب تو اس گدھی کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آ گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۹۰ بیروت شواہد النبوة ص ۶۱ مدارج النبوة)

مبارک ہو حلیمہ سعدیہ تجھ کو مبارک ہو

تیری گود میں کل عالم کا سرور آنے والا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ

حلیمہ کا گھر برکات کا گہوارہ بن گیا:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور قحط زدہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں اس طرف کیوں نہیں چراتے؟ اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکی رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیر و برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔

اسی طرح دو سال گزر گئے اور حضور ﷺ کی نشوونما دوسرے بچوں کے مقابلہ میں زیادہ رہی اور دو سال کی عمر میں آپ ﷺ کے کھانے پینے والے ہو گئے اور پھر ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو حضور ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اظہار و بیان میں ہم نے بخل کیا۔ ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا:

”اے بی بی! اجازت دو کہ ہم بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ

ہے کہ شہر مکہ کی وہاں پر اثر انداز نہ ہو جائے۔“ ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ نے حضور ﷺ کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۳ بیروت؛ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۹۱ بیروت شواہد النبوة ص ۶۲ مدارج النبوة)  
صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

حضور اکرم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی عورت ثویبہ ابولہب کی کینز تھی۔ جس شب حضور اکرم ﷺ پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوش خبری پہنچائی کہ تمہارے بھائی عبد اللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ کافر تھا اور عذاب شدید میں مبتلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔ آج بھی اگر کوئی مسلمان میلاد پاک کی خوشی کرے تو یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے!

### شق صدر:

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک روز ہمارے مکان کے پیچھے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ دفعۃً آپ ﷺ کا رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا اس نے کہا:

”قرشی بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔“ یہ سن کر میں اور حضور ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے حضور ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا۔ آپ کے رضاعی والد نے حضور ﷺ کو سینے سے لگالیا اور دریافت کیا کہ اے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے۔ پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کر دیا

جیسا کہ پہلے تھا۔“ ہم حضور ﷺ کو گھر پر لے آئے پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: ”اے حلیمہ! مجھے تو ڈر ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہئے۔“

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں باوجود یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشتاق تھیں؟ میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: ”کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟“ ہم نے ساری صورت حال کہہ سنائی۔ انہوں نے کہا، شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہوا کہ حضور ﷺ پر شیطان کا اثر ہوا ہے واللہ، شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی گئی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے۔ تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

”میں اسی بچہ کے لیے حاملہ ہوئی تو دوران حمل کسی طرح کی گرانی اور بد مزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی ضو (روشنی) سے محلاتِ شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۳ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۹۱ بیروت شواہد النبوة ص ۶۲ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

کاہن چلا اٹھا:

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام ”اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا“ تھا اور جب چلنے پھرنے کی عمر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔

ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر

(دودھ شریک) بھائی کو موجود نہیں پاتا۔“ میں نے جواب دیا: ”جان من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟“

اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کے لیے جانے لگے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آدھا دن گزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمیرہ روتا پیتتا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: ”اے ابو! اے امی! محمد ﷺ قرشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مر جائیں گے۔“ ہم نے پوچھا حضور ﷺ کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا پھر اس نے محمد ﷺ کو پکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے سینہ چاک کیا۔ پھر میں آپ کو خبر دینے آ گیا ہوں۔

اس کے بعد میں اور اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی جانب ہے اور تبسم فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور ﷺ پر جھکی اور آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور کہا میری جان تم پر فدا ہو، تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اے امی! بالکل خیریت ہے۔ پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زرد کا طشت برف سے لبریز تھا انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ سیدھا اُلٹا دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا، شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلود گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا، اور کہا:

”اے حبیب اللہ! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔“ پھر اسے اس شے سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انگشتی سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا

شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: \

”اب تم ہٹ جاؤ! تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے پورا کر لیا۔“ اب وہ میرے قریب آیا اس نے اپنے ہاتھ کو میرے سینہ کے جوڑے سے ناف تک پھیرا اور کہا، آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور میں ان میں دس پروزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو۔ اگر تم ان کو ساری اُمت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑ کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا:

”اے اللہ کے حبیب ﷺ آپ خوف نہ کریں۔ اگر آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ پر کس درجہ مہربان ہے تو بلا شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔“ انہوں نے مجھے اس جگہ بیٹھا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا یہ فرماتی ہیں پھر میں آپ ﷺ کو اٹھا کر بنی سعد کی بستی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور کوئی اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔ غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں حضور ﷺ کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: ”خاتون آپ خاموش رہیں میں بچے سے سننا چاہتا ہوں، اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔“

پھر اس نے کہا: ”اے بچے! تم اپنی روداد بیان کرو!“

اس کے بعد حضور ﷺ نے از اول تا آخری پوری بات بیان کی۔ جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا:



”اے اہل عرب! ”مِنْ شَرِّ قَدِ اقْتَرَبَ“ تم اس بچے کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے بھی قتل کر دو کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رسوا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکذیب کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو میں نے حضور ﷺ کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر پر زور الفاظ میں، میں نے کاہن سے کہا: ”تو خاصا پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو ایسی بکواس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو تیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کے لیے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔“

پھر میں حضور ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ ﷺ کے جسم سے مجھ کو مشک کی طرح خوشبو آتی، نیز روزانہ دو شخص گورے رنگ کے آپ ﷺ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ ﷺ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہوتے۔ جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: ”اے بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس پہنچا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔“

حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی منادی کو پکارتے سنا:

”اے سرزمین مکہ! آج تمہیں مبارک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں پہلے حاصل تھا مگر اب دوامی حیثیت سے حاصل رہے گا۔“

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے یہ سارا ماجرا عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے میری آرزو ہے کہ

میں اس کے اس زمانے کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۹۳-۹۴ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۹۱ بیروت شواہد النبوة ص ۶۶ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اہل مکہ کی طلب بارش کے لیے حضور ﷺ کے دادا کے وسیلے سے دُعا:

ابن سعد، بیہقی، طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے متعدد سندوں کے ساتھ مخزمہ بن نوفل سے انہوں نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی ہے کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چنچ گئیں۔ چنانچہ میں روز سورہی تھی یا غنودگی کی حالت تھی کہ دفعۃً ایک نبی آواز سنی کہ:

”اے گروہ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ تم لوگ بارش اور خوش حالی کے لیے دُعا کیوں نہیں مانگتے۔ لہذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف و سفید اور جلد میں نازک و لطیف ہو، اس کی پلکیں دراز و کثیر اور زرخشاں شاداب و حسین ہوں اور اس کی ناک سوتی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو۔ اسے وہ فخر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں موقوف ہیں۔ اس قحط اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، پوتے کے لئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آ کر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو ملیں، رکن کعبہ و بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوتبیس پر چڑھیں بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اللہ ﷻ سے بارش کی التجاء و دُعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں۔ اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔“

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور دماغ پکرا رہا تھا، میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور مکی خانوادوں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالمطلب کے سوا کسی میں نہیں۔ پس اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک

فرد بطور نمائندہ مجتمع ہو کر عبدالمطلب کی خدمت میں آئے، غسل کئے، خوشبوئیں لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا۔ پھر جبل ابوالقیس پر آئے، عبدالمطلب پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کمن پوتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ان الفاظ میں دُعا کے لیے لب کشائی کی:

”اللَّهُمَّ سَادِ الْخِلَّةِ وَكَاشِفِ الْكُرْبَةِ أَنْتَ عَالِمٌ غَيْرُ مُعَلِّمٍ وَ  
مَسْنُولٌ غَيْرُ مُبْخَلٍ وَ هَذِهِ عَبْدُ أَوْكَ وَ أَمَاؤُكَ بِعَذْرَاتِ حَرَمِكَ،  
يَشْكُونَ إِلَيْكَ سُنَّتَهُمْ أَذْهَبَتِ الْخَفَّ وَالظَّلْفَ اللَّهُمَّ فَاْمُطِرَنَّ غَيْثًا  
مُغْدِقًا وَ مُرْبِعًا.“

دُعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہو جانے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۶ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۹۱ بیروت مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!.....عَصَلَى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

بچپن میں ہی اخلاق حمیدہ کے مالک:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سو کر اُٹھتے اور حضور ﷺ صاف لور سترے۔ ابوطالب سب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے ضرری اور حرص اور طلب زیادتی کا مظاہرہ، جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر حضور ﷺ پر وقار طریقہ پر خاموش بیٹھے رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورت حال دیکھ کر ان سے علیحدہ آپ ﷺ کا انتظام کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۰ بیروت؛ مدارج النبوة)

حضور ﷺ منبع برکات تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت حضور ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے

کہتے:

ٹھہر جاؤ محمد ﷺ کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر غذا میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترتیب اس طرح رکھتے کہ پہلے حضور ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے۔ اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۱ بیروت: مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضور ﷺ کے بارے میں بحیرا راہب کی پیش گوئی:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب رسول اکرم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے، ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملنے نہیں آیا۔ یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔ پھر یکبارگی اس نے رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! سارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ ﷻ رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بڑے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟

راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھائی سے نمودار ہوئی۔

فَقَالَ انْكُمْ حِينَ اشْرَفْتُمْ مِنَ الْعُقْبَةِ لَمْ يَمْرُ بِشَجْرَةٍ وَلَا حَجْرٍ إِلَّا

خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيِّ

میں نے دیکھا کہ اس فرزند کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا

تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے۔

میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نچلے حصہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کے لیے کھانے کا بندوبست کیا اور رسول اللہ ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران

بحیرا تاکید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نورومی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرا جا کر ان سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا انہوں نے جواب دیا:

”ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو عنقریب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم

چاہتے ہیں کہ اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔“

بحیرا نے ان سے کہا: ”تم نے کبھی سنایا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادہ باری کو ٹالنے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟“

انہوں نے جواب دیا: ”سنا نہ دیکھا۔“

راہب نے مشورہ دیا: ”تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو، اس کے کاموں میں

شریک بن جاؤ۔“

بحیرا راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرا نے حضرت ابوطالب کو نزاکت حال سے آگاہ کیا اور اس نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس راہب نے روانگی کے وقت زیتون کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۲ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۱۹۶ بیروت شواہد النبوة ص ۴۷ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بادلوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا:

ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب، چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے حضور ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا۔ گرمیوں کی تپتی دوپہر میں بصری کے مقام پر پہنچنے ہی والے تھے۔

رفع الراہب بصرہ فاذا غمامة تظل النبي ﷺ من بين من معه

من الشمس



خانقاہ کی چھت پر سے جب بحیرا نے اپنی نظروں کو اٹھایا اور یہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ پس بحیرا نے کھانا بنوایا اور مسافروں کو خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا۔

فلما دخل النبی ﷺ الصومعة اشرقت الصومعة فورا جب حضور ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ منور ہو گیا۔ بحیرا نے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دُنیا کے لیے عرب سے عنقریب بعثت ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴۵ بیروت؛ حجة الله على العالمين ص ۱۹۷ بیروت شواہد النبوة ص ۴۳ مدارج النبوة)

حضور ﷺ کے وسیلے سے ابوطالب کا بارش کی دُعا مانگنا:

جلہمہ بن عرفطہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شدید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے مجاور حرم ابوطالب سے کہا۔ ”وادیوں خشک ہو گئیں اور لوگ بھوکوں مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کے لیے دُعا کریں۔“

فخرج ابوطالب ومعه غلام كانه شمس دجن تجلت عنه  
سحابة قماء وحوله اغليمة فاخذه ابوطالب فالصق ظهره  
بالكعبة ولاذباصبه الغلام وما في السماء قرعة فاقبل السحاب  
من ها هنا وها هنا واغدق و انفجر له الوادي و اخصب البادي  
و النادی

چنانچہ ابوطالب اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچے کو تھام لیا۔ دفعۃً اُفق سے بادل اُٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور نالے بھر گئے۔

اس موقع پر ابوطالب نے آپ ﷺ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے:

وَ اَبْيَضُ يَسْتَسْقِي الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثَمَّ اَلُ الْيَتَامَى عِصْمَةً رَامِلٍ

آپ ﷺ ایسے حسین و جمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرہ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے پنلہ گاہ ہیں۔

يَلُوذُ بِهِ الْهَلَاكُ مِنْ اِلِ هَاشِمٍ

فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَ فَوَاضِلٍ

ہلاک ہونے والے ہاشمیوں کی اولاد، آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے۔ تو وہ لوگ آپ ﷺ کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔

(خصائص الكبرى ج ۱ ص ۱۳۶ بیروت؛ حجة الله على العالمين ص ۹۷ بیروت مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ابولہب کا منہ بند کر دیا

شیخین (امام بخاری و مسلم) رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب

آیہ کریمہ ”وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ“ (ب 19: 214)

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے برادرانِ قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب

سے سواروں کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر

یقین کرو گے؟ سب نے کہا ہاں، کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں

سنی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تو میں تمہیں پیش آنے والے عذاب

شدید سے ڈراتا ہوں۔“

ابولہب نے کہا: ”تَبَالِكُ“ کیا اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں جمع کیا ہے۔ اس پر

اللہ عز وجل نے سورہ ”تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ“ نازل فرمائی۔

(خصائص الكبرى ج ۱ ص ۱۵۰ بیروت؛ حجة الله على العالمين ص ۹۷ بیروت مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

فرشتوں کا حضور ﷺ پر سایہ کرنا:

ابن سعد، ابن عساکر رحمہ اللہ نے یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو ”الامین“ ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے ساتھ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصریٰ میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطور راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا۔ پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: ”کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟“

میسرہ نے جواب دیا: ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے۔ راہب نے اس علامت کو پا کر کہا: ”وہ نبی ہیں، آخر الانبیاء ہیں۔“

شام میں پہنچ کر حضور ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص اُجھ پڑا اور حضور ﷺ سے کہا۔ آپ لات وعزئی کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزئی کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے اجتناب کر۔ اس شخص نے کہا۔ آپ کا مشورہ درست ہے۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزمان ہیں، ہمارے علماء نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔

جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہیں، اس طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ واپس تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں۔

فَرَاتِ رَسُولِ اللهِ وَهُوَ عَلٰی بَعِيرِهِ وَمَلِكَانَ يَظْلَانِ عَلَيْهِ فَارْتُهُ

نَسَاءُهَا فَعَجَبْنَ لَذَلِكَ

انہوں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اونٹ پر تشریف لا رہے ہیں اور ان کو تمازتِ آفتاب سے محفوظ رکھنے کے لیے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ فلکین ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں۔ پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روزِ داد سفر تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

(ذماتھن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۵۲ بیروت؛ حجة اللہ علی الغلمین ص ۱۹۸ بیروت شواہد النبوة ص ۷۳ مدارج النبوة)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## جمادات کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ

درختوں اور پتھروں کا السلام علیک یا رسول اللہ کہنا:

ابو نعیم نے معمر ابن سلیمان سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔  
 أَنَّ جِبْرِيلَ أَخَذَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَجْلَسَهُ عَلَى بَسَاطٍ كَهَيْئَةِ الدَّرْنُوكِ  
 فِيهِ اللُّوْلُوُّ وَالْيَاقُوتُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي  
 خَلَقَ﴾ (العلق: 1) اِلَى قَوْلِهِ: ﴿مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (العلق: 5) ثُمَّ قَالَ لَا  
 تَخَفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ فَاقْبَلْ رَاجِعًا فَجَعَلَ لَا  
 يَمُرُّ بِشَجَرَةٍ وَلَا بِحَجَرٍ إِلَّا وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ فَاطْمَأَنَّتُ نَفْسُهُ وَعَرَفْتُ كَرَامَةَ اللَّهِ إِيَّاهُ .

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر ایک قالین نما چٹائی پر بٹھایا۔  
 اس قالین پر موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے  
 آپ ﷺ سے کہا: "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ . (العلق: 1-5)"  
 پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد مصطفیٰ ﷺ خوفزدہ نہ ہوں بلاشبہ  
 آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ  
 جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ جھک کر آپ ﷺ کو یوں سلام  
 عرض کرتا: "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" یہ سن کر آپ ﷺ کا قلب  
 اطہر مطمئن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس عزت و کرامت کو جان لیا جس کے  
 ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مختص فرمایا تھا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص  
 الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)



اس روایت کی تصدیق یہ روایت بھی کرتی ہے جو حدیث مشہور کے قبیل سے ہے۔  
 وَأَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ  
 وَالتَّبْرَانِيُّ وَ أَبُو نُعَيْمٍ وَالبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا  
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجَ فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ  
 شَجَرٌ وَلَا مَدْرٌ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا قَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ .

دارمی، ترمذی، حاکم، الطبرانی، ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے  
 روایت کیا ہے کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ  
 میں تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ جس پتھر یا درخت یا پہاڑ کے  
 پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا۔ ”السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ“ میں ان اشیاء کے سلام کو سنتا تھا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص  
 الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵ بیروت ترمذی)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) یہ پتھر جو نبی مکرم ﷺ پر الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ کے مبارک صیغوں  
 سے درود پاک پڑھتا تھا مکہ کی گلی زقاق الحجر میں موجود تھا اور امام ابو حفص المیاشی فرماتے  
 ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں جس سے ملاقات کی اس نے یہی بتایا کہ حضور ﷺ پر سلام  
 عرض کرنے والا پتھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں نصب تھا۔ وہ  
 حضور ﷺ سے میٹھی میٹھی باتیں بھی کرتا تھا۔ آج تک لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے  
 ہیں۔ (حجة اللہ علی العالمین ج 2 ص 16)

اعلیٰ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی زالی ہاتھ میں

شگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

(حدائق بخشش)

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ افضل و مستحب ہے۔ پھر یہ درود پاک پڑھ کر باعث رشک اور صاحب تبرک ہو جائے تو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کیوں اس سے محروم رہیں۔

مومنو! پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود

ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

(3) اس درود پاک کو بدعت و شرک کہنے والے ذرا عدل و انصاف سے کام لیں۔ کیا اس سلام کا احادیث مبارکہ میں ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر یہ بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟ تابعین کے عہد مبارک سے لے کر آج تک مسلمان اس درود و سلام سے فیض حاصل کرتے اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ پڑھتے رہے۔ اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار ہو جاؤ۔ ہمارے پیچھے شیطان اور اس کے ساتھی محبتِ مصطفیٰ ﷺ سلب کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے سائے سے بھی بچیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ دشمنانِ رسول کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(4) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ کہنا جائز اور حدیث پاک سے ثابت ہے۔ پھر والی حدیث پاک کا درجہ صحت بیان کرتے ہوئے شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ روایت بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کثیر تابعین نے روایت کی ہے۔ یہاں تک اب یہ تو اتر معنوی کے درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ کوئی بھی عقلمند اس میں شک نہیں کر سکتا۔ درخت کا سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا: اقوال جو اس میں شک کرتا ہے وہ عقل سے پیدل اور درجہ سفاہت میں یدِ طولی رکھتا ہے۔ الوہابیۃ قوم لا یعقلون۔

درخت کا حضور ﷺ سے کلام کرنا:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ خَارِجٌ مِنْ مَكَّةَ قَدْ خَضَبَهُ أَهْلُ مَكَّةَ بِالِدِمَاءِ قَالَ مَا لَكَ قَالَ خَضَبَنِي هَؤُلَاءِ بِالِدِمَاءِ وَفَعَلُوا قَالَ تُرِيدُ أَنْ أُرِيكَ آيَةً قَالَ نَعَمْ أَدْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ فَدَعَاَهَا فَجَاءَتْ تَخِذُ الْأَرْضِ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ مُرَّهَا فَلْتَرْجِعْ قَالَ ارْجِعِي إِلَى مَكَانِكَ فَرَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا قَالَ حَسْبِي حَسْبِي -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ سے باہر تشریف فرماتھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں کہ آپ ﷺ خون میں لت پت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم نے مجھے اذیتیں دے کر لہولہان کر دیا ہے اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو کوئی نشانی دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو پکاریں۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو آواز دی۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے فرمایا، واپس اپنی جگہ پر چلا جا، آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: مصنف ابن شیبہ۔ داری)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## درخت کی شاخ نے حضور ﷺ کا حکم مانا:

امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ کی ایک وادی کی جانب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اہل مکہ کے جھٹلانے کی وجہ سے از حد غمگین تھے۔

قَدَعَا غُصْنَا فَاِنْتَزَعَ مِنْ مَكَانِهِ ثُمَّ خَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى جَاءَ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِرْجِعْ اِلَى مَكَانِكَ  
فَرَجَعَ الْغُصْنُ فَخَدَّ فِي الْأَرْضِ حَتَّى اسْتَوَى كَمَا كَانَ

آپ ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں التجا کی مولا! مجھے ایسی نشانی دکھا جس کو دیکھ کر میرا دل مطمئن ہو جائے اور میرا یہ فکر و اندیشہ اور غم ختم ہو جائے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی جانب وحی فرمائی کہ آپ ﷺ اس درخت کی جس شاخ کو چاہیں بلا لیں۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ کو آواز دی۔ وہ شاخ اپنی جگہ سے ٹوٹی اور زمین پر چلتی ہوئی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ اس کے بعد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اے شاخ! اپنی جگہ پر چلی جا۔ وہ دوبارہ زمین پر چلتی ہوئی اسی درخت کے ساتھ متصل ہو گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر سرورِ کائنات ﷺ بارگاہِ صمدیت میں مدح خواں ہوئے۔ آپ ﷺ کا قلب مطمئن ہو گیا اور آپ ﷺ واپس گھر تشریف لے گئے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۸ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھئے میرا رب کریم عزوجل کس قدر نبی کریم ﷺ سے محبت فرماتا ہے۔ جب محبوب کریم کفار کی تکالیف سے رنجیدہ خاطر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسکین قلب کے لیے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا اور آپ کو خبر دی کہ اے پیارے حبیب ﷺ آپ بے اختیار نہیں بلکہ میں نے آپ کو مختار کل بنا کر بھیجا

ہے۔ ذرا درخت کو آواز دے کر تو دیکھو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(2) اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسبت کا دعویٰ باطل محض ہے۔ یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ وہ بھی اللہ کے بندے تھے ہم بھی بندے ہیں، بس اُن پر وحی نازل ہوئی تھی۔ ہم اس سے معری ہیں۔ کتنی بڑی گستاخی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے درمیان فرق معلوم کرنا چاہو تو اپنے مکان کی چھت پر موجود کوئے کو آواز دیکر تو دیکھو کہ وہ آپ کی دستار و جبہ دیکھ کر متاثر ہو کر آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آتا ہے یا آپ پر بیٹ کر کے مسکراتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کس کھیت کی مولیٰ ہیں اور کس گندی نالی کے پکڑے ہیں۔ حالانکہ کوئے پر تو تمہارا رحم و کرم تمہارے اکابر سے ثابت ہے اور تم زاغ معروف حلال است کے قائل ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شور بے ہی سے کھائے  
بیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

اعرابی کا قبول اسلام:

حضرت بریدہ سے روایت ہے۔

سَأَلَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم آيَةً أُمَّيَّ عَلَامَةٍ تَدُلُّ عَلَيَّ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُ قُلْ لِيَتْلِكَ الشَّجَرَةَ رَسُولُ اللَّهِ يَدْعُوكَ فَدَعَاهَا فَمَالَتْ الشَّجَرَةُ عَنْ يَمِينِهَا وَشَمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوقَهَا ثُمَّ جَاءَتْ تَحِذُ الْأَرْضَ تَجْرُ عُرُوقَهَا مُغْبِرَةً حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْأَعْرَابِيُّ مَرَّهَا فَلْتَرْجِعْ إِلَيَّ مِنْتِهَا فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوقَهَا فَاسْتَوَتْ .



ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کی رسالت کی نشانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! جا اس درخت کو جا کر حکم دے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلا رہے ہیں۔ اعرابی نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت پہلے دائیں پھر بائیں پھر آگے اور پیچھے جھکا، اس کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں۔ پھر اپنی جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" اعرابی نے کہا اب آپ اس درخت کو حکم دیں کہ وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کی جڑیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ یہ ممانعت سن کر اعرابی نے کہا آپ ﷺ مجھے حکم فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دی۔ اس اعرابی نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۸۷ بیروت۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۱۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) درخت جس کے اندر دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے کی حس موجود نہیں۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اعرابی دو عالم کے داتا ﷺ کا بھیجا ہوا ہے جب یہ بے حس ہو کر جاننے کی اتنی قوت رکھتا ہے تو میرے آقا ﷺ اپنے امتیوں کے احوال کو کیونکر جانتے نہ ہوں گے۔ وہ کیسے ان سے بے علم ہو سکتے ہیں۔

(2) درخت کے سامنے کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ درود و سلام پڑھتے وقت تعظیم سے کھڑے ہونا بھی جائز و مستحب ہے جس کو قیام تعظیسی سے تعبیر کیا جاتا ہے اس طرح کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضہ ہے اور ہرگز شریعت کے منافی نہیں۔

(الدر المعظم ص 139)

(۳) اعرابی معجزہ دیکھ کر تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا قائل اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا دم بھرنے لگا لیکن آج دشمنانِ رسول سب کچھ پڑھنے کے باوجود منبروں پر پیٹ تھرکاتے اور نفی میں سر ہلاتے نظر آتے ہیں اور حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قدم چومنا جائز ہیں۔ ان کو ناجائز کہنا حدیث کے خلاف ہے۔

کھجور کے خوشہ کا بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہونا:

﴿6﴾..... امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں آیا۔ اس نے عرض کی میں کس طرح پہچانوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلا لوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ اس نے عرض کی ہاں۔

فَدَعَاهُ فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَي يَشْبُ حَتَّى أَتَاهُ فَقَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ إِلَى مَكَانِهِ .

آپ ﷺ نے اس کھجور کے خوشہ کو آواز دی وہ خوشہ اُچھلتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ خوشہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۸ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۱:)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

دو درختوں کا حکم بجالانا:

﴿7﴾..... امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں شرکت کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ

ہوئے۔ حتیٰ کہ ہم نے ایک وسیع وادی میں قیام کیا۔ حضور پر نور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ حضور پر نور ﷺ نے دیکھا تو آپ کو کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے آپ ستر پوشی فرما سکیں۔ اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کی طرف حضور ﷺ تشریف لے گئے۔

فَأَخَذَ غُصْنَا مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي مَعِيَ يَا ذَن اللّٰهِ تَعَالَى  
فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوسِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ  
وَالْمَخْشُوشُ الَّذِي وَضِعَ فِيهِ الْخَشَاشُ وَهُوَ عُوْدٌ يُجْعَلُ فِي  
أَنْفِ الْبَعِيرِ لِيَنْقَادَ بِسَهْوَلَةٍ ثُمَّ فَعَلَ بِالْآخِرَى كَذَلِكَ حَتَّى كَانَ  
بِالْمَنْصَفِ بَيْنَهُمَا قَالَ التَّيْمَا عَلَيَّ يَا ذَن اللّٰهِ تَعَالَى فَالْتَامَتَا .

آپ ﷺ نے اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میرے ساتھ جھک جا۔ وہ شاخ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ جھک گئی۔ آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اسے بھی یہی حکم سنایا پھر آپ نے دونوں شاخوں کو جمع کیا اور فرمایا اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔

(صحیح مسلم ج ۲ کتاب الناقب: انوار الحمد یہ من الموابب الدنیہ ص ۷۷ ایروت۔ حجة اللہ علی العلمین ص ۳۱۷)

بیروت: دلائل النبوة ج ۱:

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) میرے بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! غور کیجئے کہ کھجور کا خوشہ اور درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کو جانتی اور آپ کی عظمت پہچانتی ہیں اور وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مختار کل بنایا گیا ہے، یعنی درخت اس کے حال سے باخبر ہے تو میرے آقا ﷺ اپنے امتیوں کے احوال سے کیونکر باخبر نہ ہونگے۔ درخت جانتا ہے کہ یہ رسول اللہ

ﷺ ہیں اب ان کی اطاعت کے بغیر چار نہیں۔ ان کی اطاعت میں ہی بھلائی اور خیر ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرے تو وہ ان بے حس چیزوں سے بھی گیا گزرا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے  
یہ گھٹائیں اسے منظور ہے بڑھانا تیرا  
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے  
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

کھجور کے درختوں کا حکم مصطفیٰ ﷺ کی تعمیل کرنا:

﴿8﴾..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے سفر کے

دوران حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس وادی میں قضائے حاجت کے لیے کوئی جگہ ہے۔ میں نے عرض کی یہ وادی تو لوگوں سے بھر پور ہے یہاں تو اس مقصد کے لیے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تجھے کوئی پتھریا کھجور نظر آتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے بعض کھجوروں کے بعض ایسے درخت نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

قَالَ انْطَلِقْ وَقُلْ لَهُنَّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ يَأْمُرُ كُنَّ اَنْ تَقَارِبْنَ وَقُلْ  
لِلْحِجَارَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُنَّ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ  
رَأَيْتُ النِّخَالَاتِ يَتَقَارِبْنَ حَتَّى اجْتَمَعْنَ وَالْحِجَارَةُ يَتَعَاقَدْنَ حَتَّى  
صِرْنَ رِكَامًا .

آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ اور میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں نے کھجوروں اور پتھروں کو آپ ﷺ کا حکم سنایا تو تمام کھجوریں ایک جگہ جمع ہو گئیں اور تمام پتھرتہ بہتہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ اب ان کھجوروں اور پتھروں سے

کہہ دو کہ وہ جدا جدا ہو جائیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنی جگہ پر جاگزین ہو گئے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۹ بیروت۔ حجة الله على الغلمین ص ۳۱۹ بیروت: دلائل النبوة ج ۱:)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور ﷺ نے رکانہ پہلوان کو پچھاڑ دیا:

﴿۹﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک پہلوان تھا، اس کا نام رکانہ تھا، وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر اور قوی تھا، وہ مشرک تھا اور وادی اضم میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور اس وادی میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے رکانہ سے ملاقات کی۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ تھا۔ رکانہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے محمد! (ﷺ) کیا آپ وہ شخص ہیں جو ہمارے بتوں لات وعزلی کو دشنام طرازی کرتے ہیں اور اپنے حکیم اور عزیز رب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان قرابت داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں آپ سے کوئی گفتگو نہ کرتا بلکہ آپ کو قتل کر دیتا۔ آج آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو پکار لیں کہ وہ آپ کو مجھ سے بچالے۔ میں عنقریب آپ پر ایک معاملہ پیش کرنے لگا ہوں۔ وہ یہ کہ کیا آپ مجھے پچھاڑ دیں گے؟ آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو بلا لیں کہ وہ میرے خلاف آپ کی مدد کرے۔ میں بھی لات وعزلی کو بلا لیتا ہوں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میرے ریوز سے آپ کو اپنی پسند کی دس بکریاں لینے کی اجازت ہوگی اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو کشتی لڑنا چاہتا ہے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔

فَقَالَ لَهُ رُكَانَةُ قُمْ فَلَسْتُ أَنْتَ الَّذِي فَعَلْتَ بِي هَذَا إِنَّمَا فَعَلَهُ  
إِلَهُكَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَخَذَلَنِي اللَّاتُ وَالْعَزَىٰ وَمَا وَضَعَ جَنَبِي



أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَكَ ثُمَّ قَالَ رُكَّانَةٌ عُدَّةٌ فَإِنْ أَنْتَ صَرَعْتَنِي فَلَكَ عَشْرَ  
 أُخْرَى تَخْتَارُهَا فَأَخَذَهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رُكَّانَةٌ قُمْ لَسْتُ  
 أَنْتَ الَّذِي فَعَلْتَ بِي هَذَا وَإِنَّمَا فَعَلَهُ إِلَهَكَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
 وَخَذَلْنِي أَلَاتٌ وَالْعُزَّى فِدُونِكَ ثَلَاثِينَ شَاةً مِنْ غَنَمِي فَأَخْتَرُهَا  
 فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مَا أُرِيدُ ذَلِكَ وَ لِكِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى الْإِسْلَامِ يَا  
 رُكَّانَةٌ .

رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) میرے سینے سے اٹھ جائیں۔ آپ وہ ذات نہیں  
 جس نے مجھے پچھاڑا ہے بلکہ آپ ﷺ کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے  
 شکست دی ہے اور لات و عزی نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ آپ سے کشتی  
 لڑنے سے پہلے کسی شخص نے بھی میرا پہلو زمین پر نہیں لگایا تھا۔ رکانہ نے کہا  
 آئیں ہم دوبارہ کشتی لڑتے ہیں۔ اگر آپ نے مجھے اس کشتی میں مغلوب کر لیا  
 پھر آپ ﷺ کو میرے اس ریوڑ سے اپنی پسند کی دس اور بکریاں لینے کی  
 اجازت ہوگی۔ آپ ﷺ نے پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کر دیا۔  
 حضور ﷺ نے کشتی میں رکانہ کو پھر مغلوب کر دیا اور آپ اس کے سینے پر بیٹھ  
 گئے۔ رکانہ نے کہا آپ اٹھ جائیں۔ آپ (ﷺ) نے مجھے مغلوب نہیں کیا  
 بلکہ آپ کے حکیم اور عزیز معبود نے مجھے شکست سے دوچار کیا ہے اور لات و  
 عزی نے مجھے رسوا کر دیا ہے۔ آپ سے قبل کوئی شخص بھی میرا یہ پہلو زمین پر  
 نہیں لگا سکا تھا۔ رکانہ نے پھر کہا اگر اب تیسری مرتبہ آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو  
 پھر میں آپ کو اپنے ریوڑ کی دس ایسی بکریاں دوں گا جو آپ پسند فرمائیں  
 گے۔

آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) نے مجھے  
 نہیں پچھاڑا۔ آپ (ﷺ) کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے مغلوب کیا ہے۔ مجھے لات و  
 عزی نے رسوا کر دیا ہے۔ وہ میری بکریاں چر رہی ہیں ان میں سے جو چاہیں پسند کر لیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں بکریوں کی خواہش نہیں کرتا۔ میں تو تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو آتش جہنم کا ایندھن بنے۔ اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو بیچ جائے گا۔ رکانہ نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہ دکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرا کوئی گواہ ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور وہ تجھے کوئی نشانی دکھا دے تو تو میری دعوت پر لبیک کہے گا؟ رکانہ نے جواب دیا ہاں، آپ ﷺ کے قریب ہی ایک بول کا درخت تھا، جس کی کئی چھوٹی اور بڑی شاخیں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ ”اللہ کے حکم سے میری طرف آ جا، وہ درخت دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس کا ایک حصہ اپنے تنے اور شاخوں سمیت بارگاہِ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ وہ درخت نبی کریم ﷺ اور رکانہ کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر رکانہ نے کہا آپ (ﷺ) نے مجھے ایک عظیم علامت دکھائی ہے۔ اب آپ اس کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کیا تو اللہ کو گواہ بناتا ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تو اسلام قبول کر لے گا۔ رکانہ نے جواب دیا ہاں میں آپ کی دعوت کو قبول کر لوں گا۔ وہ درخت اپنی شاخوں اور تنے سمیت واپس چلا گیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے رکانہ! اسلام قبول کر لے تو بیچ جائے گا۔ رکانہ نے جواب دیا۔ اگرچہ آپ ﷺ نے ایک عظیم معجزہ دکھایا ہے لیکن میں صرف اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کروں گا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں گے کہ میں نے اسلام صرف اس خوف اور ڈر کی وجہ سے قبول کیا ہے جو آپ ﷺ کی وجہ سے میرے دل میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ شہر کی تمام عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ آج تک نہ ہی کسی شخص نے مجھے پچھاڑا ہے اور نہ ہی میرا دل مرعوب ہوا ہے۔ اب آپ اپنی بکریاں لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے اس مقام پر آ گئے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہ

بات مشہور تھی کہ رکانہ کی وادی میں کوئی شخص بھولے سے بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کی جستجو میں نکلے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ کی ملاقات رکانہ سے ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کو شہید نہ کر دے۔ انہوں نے ہر نشیب و فراز میں آپ ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ نبی محترم ﷺ سامنے سے تشریف لارہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ اس وادی میں اکیلے تشریف لے آئے۔ حالانکہ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی وادی ہے اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور آپ ﷺ کو جھٹلانے میں سب سے آگے ہے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی رسائی مجھ تک ناممکن تھی۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں تمام داستان سنانا شروع کی آپ ﷺ کے معجزہ کے متعلق سن کر ان دونوں نے تعجب کا اظہار کیا۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا آپ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا تھا۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ہم نہیں جانتے کہ کسی انسان نے اس کا پہلو زمین پر لگایا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ اسی نے اس کے خلاف میری اعانت کی۔

(دلائل النبوة للبیہقی ج ۱ بیروت؛ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۹-۳۲۰ بیروت؛ شواہد النبوة ص ۲۳۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

بچے تندرست ہونا:

﴿10﴾..... امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اتنی دُور تشریف لے جاتے کہ آپ ﷺ کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم ایک چشیل میدان میں فروکش ہوئے اس میں کوئی جھاڑی یا درخت نہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! برتن پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں نے برتن کو پانی سے بھرا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ ہم اتنی دُور نکل گئے کہ ہمیں کوئی شخص بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دو درخت دیکھے جن کے مابین ایک گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ مجھے فرما رہے ہیں کہ

اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ مل جاتا کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کر سکوں  
میں نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا وہ درخت دوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔  
حضور ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی پھر ہم واپس قافلہ میں آگئے اور ہمارا  
کارواں سفر پر رواں دواں ہو گیا۔

فَإِذَا نَحْنُ بِأَمْرٍ أَوْ قَدْ عَرَضْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَهَا صَبِيٌّ  
تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي هَذَا يَا خُذُهُ الشَّيْطَانُ كُلَّ  
يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا يَدَعُهُ فَوْقَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنَاوَلَهُ فَجَعَلَهُ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُقَدِّمَةِ الرَّجُلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِحْسَاءُ عَدُوِّ اللَّهِ  
أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثًا ثُمَّ نَاوَلَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا عَرَضَتْ لَنَا الْمَرْأَةُ  
مَعَهَا كَبْشَانٌ تَقُودُهُمَا وَالصَّبِيُّ تَحْمِلُهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِقْبَلْ  
مِنِّي هَدِيَّتِي فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ عَادَ إِلَيْهِ بَعْدُ .

اچانک ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے ننھے بچے کو  
اٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ شیطان روزانہ تین  
بارے میرے اس بچے پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا۔ حضور نبی  
مکرم ﷺ نے اس خاتون سے بچے لے کر اپنے آگے کجاوہ میں بٹھا لیا۔  
آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ کے دشمن! دفع ہو جا میں اللہ کا رسول  
ہوں۔ پھر اس خاتون کو اس کا بچہ واپس کر دیا۔ جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو  
پھر ہمیں وہی عورت ملی اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور انہیں ہانک کر لارہی  
تھی اس نے اپنا بچہ بھی اٹھایا ہوا تھا۔

اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے  
ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ شیطان اس دن کے بعد میرے بچے کے پاس نہیں آیا۔  
حضور ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھالے لو اور دوسرا واپس کر دو۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے۔  
رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک بھاگا  
ہوا اونٹ حاضر ہوا۔ جب ہم اس وادی کو عبور کرنے ہی والے تھے تو اونٹ آپ ﷺ کے



سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار کے ایک نوجوان نے کہا یہ ہمارا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ سب مال آپ ہی کا تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت آجائے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۱:)

## مدنی پھول:

(1) اس عورت کے بچے کو روزانہ تین مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا تھا اور مرگی کا دورہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ بات اہل عرب میں مشہور تھی اسی وجہ سے اس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اِنِّیْ هٰذَا یَاْخُذُهٗ الشَّیْطٰنُ . یعنی اس پر شیطان حملہ آور ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا اِحْسَاْ عَدُوَّ اللّٰهِ . یعنی اے دشمن خدا! دور ہو جا۔ تو شیطان فوراً سے پہلے بھاگ گیا اور بچہ بالکل تندرست ہو گیا اور وہ عورت اپنی جھولی مرادوں سے بھر کر واپس پلٹ گئی۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا  
 نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
 میں تو مالک ہی کہوں کہ ہو مالک کے حبیب  
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

(2) عورت کا بچہ بیمار ہوا۔ وہ تو اس کی شفا یابی کے لیے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ وہ یہ جانتی تھی کہ رب تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآن پاک کے اس حکم سے بھی آگاہ تھی۔ وابتغوا الیہ الوسیلة . اس کی طرف آنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔ اس لیے وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔

(3) سرکارِ مدینہ ﷺ نے اس عورت کو جھڑکا نہیں، ڈانٹا نہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں آئی ہو۔ جاؤ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دُعا کرو۔ میرے پاس آنا شرک ہے۔ ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ اس عورت کی التجاسن کر اس کی حاجت کو پورا فرما دیا۔



معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذن پروردگار شافی الامراض ہیں۔

(4) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی حاجت کے لیے اللہ والوں کے پاس جانا شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔ ذرا سوچو تو سہی ہم اللہ والوں کے پاس کیوں جاتے ہیں صرف اور صرف اس لیے کہ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ اللہ عزوجل ان سے راضی ہے اور ان کے صدقے ہم سے بھی خوش ہو جائے گا۔ بتاؤ اس میں کیا حرج ہے؟ یہ عین توحید ہے یا نہیں۔ اور احادیث سے بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب کوئی آفت آئی وہ سیدھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حالانکہ وہ لوگ تم سے زیادہ توحید کے قائل اور شرک سے اجتناب کرنے والے تھے اور اس کو زیادہ جاننے والے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی شفاعت فرماتا ہے اور ہر دعا کا قبول کرنے والا ہے لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رب تعالیٰ دعا ضرور قبول فرماتا ہے مگر جن کے صدقے قبول فرماتا ہے وہ ہستی رسول پاک ﷺ کی ذات ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم  
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ  
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر  
خدائے محمد ﷺ برائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش)

(5) جو لوگ اللہ والوں کے پاس جانے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حصول شفاء کے لیے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرنی چاہیے اور غیر اللہ کے پاس جانا شرک ہے تو وہ لوگ ذرا عدل و انصاف کا ترازو تھام کر جواب دیں کہ سردرد، پیٹ درد اور دیگر امراض کے لیے ڈاکٹر سے کلینک میں بھاگے بھاگے کیوں جاتے ہیں۔ کیا اس وقت انہیں بارگاہ خداوندی یاد نہیں ہوتی۔ اس وقت اپنی ساری خود ساختہ توحید بالائے طاق رکھ کر اللہ یا ڈاکٹر کا نعرہ بلند کرتے اور شرک کے سارے فتوؤں کو منبر مسجد تک محدود رکھ کر استعانت بغیر اللہ کا علم لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر غیر اللہ نہیں ہے؟ کیا اس کے پاس جانا اور مدد مانگنا غیر اللہ سے استعانت نہیں ہے۔ ہائے افسوس! تم پر صد ہزار افسوس کہ داڑھی

منڈے اور پینٹ میں کسے کسائے ڈاکٹر کو شافی الامراض (شفادینے والا) مانتے ہو اور رسول اللہ ﷺ کو شافی الامراض دافع البلاء مانتے ہوئے تمہیں کون سی تکلیف ہوتی ہے۔ (6) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اونٹ بھی جاں بخشی اور پناہ طلبی کے لیے بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے جس کو ان کی بارگاہ میں پناہ مل جائے اسے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ڈھونڈا ہی کریں گے صدرِ قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

اور مزید فرماتے ہیں:

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یا اور

ہر طرف سے وہ پرارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کر مٹتے ہیں

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام

لو لگی ہے اب اس درگے غلام چارہ درد رضا کرتے ہیں

رکنِ غربی کا کلام کرنا:

﴿11﴾..... امام بخاری نے احمد بن محمد کی سند سے حضرت ابو عبد اللہ الصادق سے

روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

لَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الرُّكْنِ الْغَرْبِيِّ فَجَازَهُ قَالَ لَهُ

الرُّكْنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلَسْتُ مِنْ قَوَاعِدِ بَيْتِ رَبِّكَ فَمَا بِي لَا

أُسْتَلِمَ فَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَسْكُنْ عَلَيْكَ السَّلَامُ غَيْرُ

مَهْجُورٍ .

جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم رکنِ غربی کے پاس آئے اور اس کے پاس سے

گزرے تو رکن نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کے رب کے

گھر کی بنیادوں میں سے نہیں ہوں؟ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس رکن کے قریب ہوئے اور فرمایا اے رکن! خاموش ہو جا۔ تجھ

پر سلامتی ہو۔ اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

(بخاری شریف: حجۃ اللہ علیٰ الغلمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۱:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(1) مغرب کی جانب خانہ کعبہ کی دیوار کو رکن غربی کہتے ہیں۔

(2) ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خانہ کعبہ کی ایک جانب دیوار کو بوسہ دیا اور رکن غربی کو ترک کر دیا تو رکن غربی محبوب کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فراق کو برداشت نہ کر سکا اور دست بستہ نہایت ادب سے سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بطور تبرک التجاء کی کہ حضور مجھے بھی بوسہ مبارک سے نوازئیے۔ یہ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا معجزہ ہی ہے کہ پتھر نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کلام کیا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی زالی ہاتھ میں  
سگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

3 سرکارِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پتھر کے کلام کو سمجھ بھی لیا اور اس کی مراد کو بھی پورا فرما دیا

آپ بھرتے ہیں جھولیاں سب کی آپ سنتے ہیں بولیاں سب کی  
آوشہر نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا:

﴿12﴾..... ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو سلام عرض کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سامنے کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔

فَأَخَذَهُنَّ فَوَضَعَهُنَّ فِي كَفِّهِ فَسَبَّحَنَ حَتَّى سَمِعْتُ لَهُمْ حَيْنًا

### كَحَنِينِ النَّحْلِ

آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ دست مصطفیٰ ﷺ میں جا کر کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ میں نے ان کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے پھر تسبیح پڑھنا شروع کی۔ میں نے ان کنکریوں کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں جا کر تسبیح خوانی کی۔ ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آرہی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو زمین پر رکھا تو خاموش ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو پکڑا اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز آئی۔ جب انہوں نے ان کو نیچے رکھا تو پھر وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۶ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ.

ترجمہ کنز الایمان: ”اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی

ان میں ہے۔“

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ان کی تسبیح کو بعض صالحین سنتے اور جانتے ہیں۔

اقول جب صالحین کا یہ حال ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم کیا ہوگا اور افضل الانبیاء حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کا عالم کیا ہوگا۔

(2) خلفاء راشدین نے بھی اس تسبیح کو سنا اور ان کا اس تسبیح کو سننا ان کی کرامت ہے۔

(3) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلافت کی ترتیب کا علم تھا۔ جس ترتیب

کے ساتھ خلافت عطا ہونی تھی اس ترتیب سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی اپنے معجزے کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں اور آخر میں اس کی صراحت بھی فرمادی کہ ہذہ خلافة نبوی کہ یہ نبوت کی خلافت ہے۔ یعنی میرے بعد اس ترتیب کے ساتھ خلفاء ہوں گے۔

(4) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کی اس ترتیب سے راضی بھی

ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے خلافت اہل بیت سے چھینی ہے ان کا یہ وسوسہ بھی واہیات کے قبیل سے ہے۔ نہ اہل بیت نے خلافتِ طلی کی خواہش ظاہر کی اور نہ ہی شیخین کریمین نے ان سے خلافت کو غصب کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا حضور! کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا ناس ہو۔ میرے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دینی امور میں امام بنایا انہیں کو ہم نے اپنے ذنیوی امور بھی سونپ دیئے۔

بعض لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر باغِ فدک کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حدیث قرطاس کا اعتراض کرتے ہیں اس کی مکمل تفصیل اعتراض و جواب کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔



## باغ فدک

اعتراض:

حضور ﷺ نے باغ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو غصب کر لیا۔ لہذا حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ جس نے فاطمہ کو ستایا اس نے مجھے ستایا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوگا؟

جواب:

بعض حصہ زمین جو کفار نے مغلوب ہو کر بغیر جنگ کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا ان میں ایک فدک بھی تھا۔ حضور ﷺ اس آمدنی سے اپنے اہل عیال اور ازواج مطہرات پر خرچ فرماتے تھے۔ یتیموں اور غریبوں کو بھی عطا فرماتے تھے اور اصحاب صفہ کی حاجتیں بھی اسی سے پوری کرتے تھے اور جہاد کا سامان بھی اس سے خریدتے تھے۔

پھر جب خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے بھی فدک کو انہیں مدوں میں استعمال کیا۔

یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا یہ رافضیوں کا افتراء ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں بلکہ رافضیوں کی بھی کئی کتابوں سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیا تھا۔ رافضیوں کی معتبر مذہبی کتاب شرح ابن الحدید اس میں ایک روایت ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ لَمَّا طَلَبْتَ فِدَكَ بِأَبِي وَ أُمِّي أَنْتِ الصَّادِقَةُ الْأَمِينَةُ  
عِنْدِي إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ عَهْدًا إِلَيْكَ أَوْ وَعَدَكَ وَعَدًّا صَدَقْتُكَ  
وَسَلَّمْتُ إِلَيْكَ فَقَالَتْ لَمْ يَعْهَدْ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ .

ترجمہ: جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فدک طلب کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے

نزدیک صادقہ امینہ ہیں۔ اگر حضور ﷺ نے آپ کے لیے فدک کی وصیت کی ہے یا وعدہ فرمایا تو میں اس کو تسلیم کروں گا اور فدک آپ کے حوالے کر دوں گا۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس معاملہ کے بارے میں حضور ﷺ نے میرے لیے کوئی وصیت نہیں فرمائی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ نے باغ فدک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا نہ فرمایا تھا اور نہ ہی کوئی وصیت فرمائی تھی۔

اعتراض: اگرچہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں باغ فدک سیدہ کو نہ دیا تھا مگر وراثت میں تو ملنا چاہیے تھا۔

جواب: حضور ﷺ بہت زیادہ فیاض تھے جب کوئی مال آتا اس کو تقسیم فرمادیتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آخری وقت حضور ﷺ کی ملکیت میں چھ یا سات اشرفیاں تھیں جن کو حضور ﷺ نے خیرات کر دیا۔

وراثت اس چیز سے جاری ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہو اور سرکار ﷺ نے کوئی مال بطور وراثت چھوڑا ہی نہیں وراثت اس چیز سے جاری ہوتی ہے جو مورث کی ملکیت ہو اور سرکار ﷺ نے کوئی مال بطور وراثت چھوڑا ہی نہیں وراثت کیسے جاری ہو۔ اور فدک مالِ فنی سے تھا اور مالِ فنی کسی کی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ عامۃ المسلمین کے لیے ہوتا ہے۔ اگر فدک کو حضور ﷺ کی ملکیت میں مان بھی لیں پھر بھی اس سے وراثت جاری نہیں ہو سکتی۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَاهُ صَدَقَةٌ (مشکوٰۃ ص 550)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑتے وہ سب صدقہ ہے۔

ان تمام شواہد سے خوب واضح ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ کو باغ فدک نہیں دیا بلکہ یہ حدیث پاک سنائی تو سیدہ خاموشی سے واپس چلی گئیں۔

اور رافضی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جو الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے بغض و

عداوت کی وجہ سے سیدہ کو باغ عطا نہ کیا۔ یہ سراسر غلط و باطل ہے۔ اگر سیدہ سے دشمنی تھی تو ازواج مطہرات کو حضور ﷺ کے ترکہ سے حصہ پہنچانا تھا۔ ان کو کیوں محروم کیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو حصہ ملنا تھا ان کو کیوں محروم کیا گیا۔

لہذا ماننا پڑے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد رسول ﷺ پر عمل کیا اس لیے حضور ﷺ کے حصہ سے وراثت جاری نہ کی۔ رافضیوں کی معتبر کتاب اصول کافی سے بھی یہ ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی کو وارث نہیں بناتے۔

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ  
الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا  
وَلَكِنْ أَوْرَثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ مِنْهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ .

(اصول الکافی باب العلم والاعلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علمائے دین انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کسی شخص کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں اور جس شخص نے علم دین حاصل کیا اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا۔

اعتراض: اگر حضور ﷺ کے مال سے وراثت جاری نہیں ہوتی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی تلوار، زرہ اور دلدل کیوں دیا۔

جواب: ان چیزوں کا دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے وارث نہیں ہیں۔ اگر وراثت جاری ہوتی تو یہ چیزیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ملتیں یا حضرت عباس کو ملتیں۔ مگر چونکہ حضور ﷺ کا مال صدقہ ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زیادہ لائق سمجھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں ستایا۔ بخاری و مسلم میں ہے۔

قَالَ فَاطِمَةُ بِضَعَّةٍ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَيْتَنِي .

ترجمہ: سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے جس نے قصداً

فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غضب دلایا اس نے مجھے غضب دلایا۔

یہ حدیث شریف حق ہے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگانا غلط ہے کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ستایا۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کا مطالبہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک سنائی۔ کیا حدیث سنانا اس پر عمل کرنا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ستانا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے بعد چھ ماہ باحیات رہیں کبھی بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی شکایت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں اور سیدہ کے ناراض نہ ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ وہ برابر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے گھر کے تمام اخراجات لیتی رہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی اسما بنت عمیس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کو جایا کرتی تھیں۔ اگر سیدہ ناراض ہوتیں تو ان کی اور ان کی بیوی کی خدمات کو ہرگز قبول نہ کرتیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا پہنچانے کا مقصد ہرگز نہ تھا بلکہ وہ مقام عذر میں فرماتے رہے۔

يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ قَرَابَةَ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصِلَ قَرَابَتِي .

ترجمہ: خدا کی قسم اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی مجھے اپنی قرابت سے

حضور ﷺ کی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے۔

اعتراض: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کر دی تھی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ

عنہ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو رات میں ہی دفن کر دیا؟

جواب: معتبر کتابوں میں کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ

عنہا نے یہ وصیت کی ہو۔ یہ رافضیوں کا افتراء بہتان ہے اور یہ بھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ

عنہا ایسی وصیت کیسے کر سکتی ہیں کیونکہ جنازہ پڑھانے کا حق بحیثیت امیر المؤمنین ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا سیدہ کسی کا حق کیسے تلف کر سکتی ہیں۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد مجھے بے پردہ مردوں کے سامنے نہ نکالیں اس لیے آپ رضی اللہ عنہا کو رات کو دفن کیا گیا بلکہ اہل سنت کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی پڑھائی۔ جیسے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

قَالَ صَلَّى عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا .  
ترجمہ: امام شعبی اور امام نخعی رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نماز جنازہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہا پر چار تکبیر کہیں۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کے جنازہ میں شریک نہ ہوئے تو یہ شریک نہ ہونا ناراضی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ عذر کی وجہ سے تھا۔ اگر رافضی جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ حضرت سیدہ کی وصیت ہی کو ٹھہرائیں تو پھر ان کے پاس اس کا جواب کیا ہوگا کہ سیدہ کی نماز جنازہ صرف سات آدمیوں نے پڑھی۔

جیسا کہ رافضیوں کی معتبر کتاب جلاء العیون میں ہے۔ وہ سات صحابہ یہ ہیں۔  
(۱) ابو ذر (۲) سلمان (۳) عمار (۴) حذیفہ (۵) عبداللہ بن مسعود (۶) مقداد (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

تو بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے سیدہ کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی ان کے لیے سیدہ نے کون سی وصیت فرمائی تھی۔  
لہذا معلوم ہو گیا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی عدم شرکت کی وصیت نہ فرمائی تھی یہ سب رافضیوں کا ڈرامہ ہے۔



حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام جائیداد سیدہ کو پیش کی:

رافضیوں کی معتبر کتاب حق الیقین میں ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث رسول (لَا نُورِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃً) سنانے کے بعد فرمایا:

اموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم آن چہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی و شجرہ طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند گردد تو حکم تو نافذست در اموال من اما در اموال مسلمانان مخالفت گفته پدر تو نمی توانم کرد۔

ترجمہ: میرے جملہ اموال و احوال میں آپ کو اختیار ہے آپ جو چاہیں بلا روک ٹوک لے سکتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی امت کی سردار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کے فرزندوں کے لیے شجرہ مبارک میں آپ کی فضیلت کا انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ کا حکم میرے تمام مالوں میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مالوں میں میں خود آپ کے والد ماجد حضور ﷺ کے فرمان کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ (حق الیقین ص 231)

رافضی حضرات باغ فدک کو دلیل بنا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہر طرح کے الزام لگاتے ہیں حالانکہ مکمل وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ یہ افسانہ سراسر غلط ہے۔ اللہ ﷻ رافضیوں کو بری ہٹ دھرمی سے بچائے اور ہمیں اور انہیں ہدایت نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

## حدیث قرطاس

اعتراض:

حضور ﷺ نے مرض وفات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ قلم دوات لاؤ تا

کہ میں تحریر کر دوں تا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ درد کی شدت میں ہڈیاں بول رہے ہیں۔ ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ اس پر چار اعتراضات ہوتے ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کے قول کو رد کیا حالانکہ حضور ﷺ کا قول وحی قرآن ہے۔

(۲) حضور ﷺ کی طرف ہڈیاں کی نسبت کرنا تو ہین رسول ہے جو کہ کفر ہے۔

(۳) حضور ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنا نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے ایسا کیا۔

(۴) لکھنے کا سامان نہ دینے میں مسلمانوں کی حق تلفی کی۔

جواب:

جواب لکھنے سے پہلے اصل واقعہ کو لکھا جاتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمُّوا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجْعُ وَعِنْدَكُمْ قُرْآنٌ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَاجْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاجْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ فَرَبُّوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمُوا عَنِّي .

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضور ﷺ کے گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے۔ جن میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آؤ! میں تمہارے لیے تحریر لکھ دوں تا کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جاؤ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت حضور ﷺ کو بیماری کی تکلیف بہت زیادہ ہے۔ تمہارے پاس قرآن ہے پس اللہ ﷻ کی کتاب تمہیں کافی ہے۔ تو جو

لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض کہتے تھے لکھنے کا سامان رکھ دو تا کہ وہ تمہارے لیے ایک تحریر لکھیں اور بعض لوگ وہی کہتے تھے جو عمر نے کہا جب اختلاف بڑھ گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

جواب:

حدیث پاک کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صرف عمر رضی اللہ عنہ نے ہی نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ اس میں شریک ہیں اور ان صحابہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

اگر یہ دونوں حضرات لکھنے کا سامان نہ لانے میں عمر رضی اللہ عنہ کے موافق تھے تو یہ سارے الزامات ان پر بھی آتے ہیں۔ اور اگر یہ دونوں حضرات لکھنے کا سامان لانے کی تائید میں تھے تو لکھنے کا سامان حاضر نہ کرنے کا الزام ان دونوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ واقعہ جمعرات کا ہے۔ حضور ﷺ کا وصال شریف پیر کو ہوا۔

تو فرصت کا موقع بہت تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضور ﷺ سے کیوں نہ لکھوایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قول رسول ﷺ رد نہ کیا

یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے قول کو رد کیا اس لیے کہ انہوں نے درد کی شدت میں حضور ﷺ کے آرام و راحت کا خیال کیا کہ حضور ﷺ امت کے کسی فائدے کے لیے مشقت میں نہ پڑیں اور اس طرح شدت تکلیف میں حضور ﷺ کا کچھ لکھنا گوارا نہ کیا اور بلحاظ ادب حضور ﷺ کو مخاطب نہ ہوئے بلکہ صحابہ کو فرمایا کہ تمہیں کتاب اللہ کافی ہے۔

اگر پھر بھی رافضی لوگ حضور ﷺ کے قول کے ٹھکرانے اور وحی خدا کا رد کرنے کا الزام حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لگائیں تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا کیا جواب ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی کئی معاملات میں حضور ﷺ کی بات رد

کرنے اور وحی کے ٹھکرانے کا الزام عائد ہوگا۔ یہ واقعات درج ذیل ہیں۔

(۱) بخاری میں ہے کہ سرکار اقدس ﷺ رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب گاہ سے اٹھایا اور نماز تہجد پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا

قَوْمًا فَصَلِّ يَا لِعَنِي تَمِ دُونُوا نِمْزَا ز پُرْهُو حَضْرَت عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِي فَرْمَايَا

وَاللّٰهُ لَا نَصَلِّي اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (بخاری شریف)

ترجمہ: اللہ کی قسم ہم فرض نماز کے علاوہ نہ پڑھیں گے۔

اور حضور ﷺ ان کے گھر سے واپس ہو گئے اور فرمایا

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْئِي جَدَلًا (پارہ 15 رکوع 20)

ترجمہ: اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

کیا اس موقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قول رسول ﷺ کا رد کرنے والا وحی خدا کا ٹھکرانے والا کہا جائے گا یا نہیں۔

(۲) بخاری و مسلم میں ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر جو صلح نامہ حضور ﷺ اور کافروں

کے درمیان لکھا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھ

دیا کافروں نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (رسول اللہ مٹا

دو) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہرگز اسے نہ مٹاؤں گا تو پھر رسول اللہ

ﷺ نے اس کو مٹایا۔

کیا اس واقعہ میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قول رسول ﷺ کا رد کرنے والا اور

وحی خدا کا ٹھکرانے والا کہا جائے گا یا نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ تو شدید محبت کی بناء پر ہے پھر

ازراہ محبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ درد کی شدت میں حضور ﷺ کا مشقت میں پڑنا گوارا نہ

فرمایا تو ان کو وحی خدا کا ٹھکرانے والا کیوں قرار دیا جائے گا۔

اگر رافضی ایسی باتوں کو قول رسول ﷺ کا رد کرنا اور وحی خدا کا ٹھکرانا کہیں گے۔ تو

اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑیاں گے کیونکہ اس طرح بے شمار واقعات ان کی کتابوں میں بھی

موجود ہیں۔

حضور ﷺ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہذیان کی نسبت نہیں کی:

(۳) یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکارِ اقدس ﷺ کی طرف ہذیان (بہکی بات) کی نسبت کی ہے۔

کیونکہ حدیث کریمہ کا جملہ یہ ہے **أَهْجَرَ اسْتَفْهِمُوا** (کیا حضور ﷺ نے پریشان بات کہی ان سے پوچھو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی یہ جملہ کہا یہ یقین کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں ہے۔ لیکن عداوت کی وجہ سے رافضی اس جملہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ہی تھوپتے ہیں۔ لیکن پھر اس کا جواب دینا ہمارے اوپر لازم ہے۔

ہجر کے معنی پریشان بات و ہذیان کے ہیں یہ بات تو تسلیم ہے مگر یہ جملہ استفہام انکاری پر مشتمل ہے۔ جو قرآن میں جگہ جگہ استعمال ہوا جیسے **أَنْتُمْ كَمَا مِنَ السُّفَهَاءِ** (کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے قوف ایمان لائے) یعنی ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ اسی طرح **أَهْجَرَ اسْتَفْهِمُوا** جملہ استفہام انکاری پر مشتمل ہے اس کا معنی یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کو ہذیان تو ہوا نہیں آپ ﷺ سے پھر پوچھو۔

اور دوسرا احتمال اس میں یہ بھی ہے لفظ **هَجْرَانُ** سے مشتق ہو اس کا معنی "چھوڑنے" کے ہیں اور لفظ **الحياة** مفعول مقدر نکلے گا پورے جملے کا معنی یہ ہوگا۔ کیا حضور ﷺ نے ظاہری زندگی چھوڑ دی معلوم کرو۔ اس صورت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

(۳) حضور ﷺ کی آواز پر کسی صحابی نے اپنی آواز اونچی نہیں کی:

بے شک یہ تسلیم ہے کہ حضور ﷺ کی آواز پر اپنی آواز کو اونچی کرنا نیکیوں کو برباہ کر دیتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

**لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ** (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو)

حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا سخت گناہ ہے مگر اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو کیا کسی صحابی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ صحابہ کی آپس کی آواز پر آوازیں بلند



ہوئیں مگر حضور ﷺ کی آواز پر آوازیں بلند نہیں ہوئیں۔ اللہ ﷻ نے فوق صوت النبی فرمایا ہے۔ عندا لنبی نہیں فرمایا کہ نبی کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا منع ہے مگر حضور ﷺ کیسا منے آواز بلند کرنا جائز ہے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگوں میں نعرہ کی آواز بلند کرتے تھے۔ تو فرصت کا موقع بہت تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دوران حضور ﷺ سے کیوں نہ لکھوا لیا۔

### (۴) مسلمانوں کی حق تلفی نہیں ہوئی:

یہ کہنا بھی سراسر غلط باطل ہے کہ لکھنے کا سامان نہ دینے کی صورت میں مسلمانوں کی حق تلفی ہوئی۔ اس لیے کہ حق تلفی اس صورت میں ہوتی ہے جب اللہ ﷻ کی جانب سے کوئی نئی بات آئی ہوتی اور امت کے لیے نفع بخش ہوتی۔ جبکہ اللہ ﷻ نے قرآن پاک میں فرمایا:

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (پارہ 6 رکوع 5)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی۔

یہ آیت کریمہ جو تقریباً تین ماہ پہلے نازل ہو چکی تھی اس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ کوئی نیا حکم نہیں تھا بلکہ کوئی امر دینی بھی نہیں تھا بلکہ صرف ملکی مصلحتوں کا کوئی ارشاد تھا۔ اگر یہ کوئی امر دینی ہوتا تو حضور ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو منع کرنے سے نہ رکتے بلکہ اس کو امت تک پہنچاتے کیونکہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ .

ترجمہ: اے رسول تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا اس کو پہنچاؤ۔

اگر وہ کوئی امر دینی ہوتا تو رسول پاک ﷺ ہرگز عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے اس امر دینی سے نہ رکتے۔

لہذا معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں سے کسی چیز کا لکھنا منظور نہ تھا بلکہ دنیوی

معاملات میں سے کچھ ارشاد فرمانا تھا وہ یہ تھا جس کی وصیت فرمائی کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلچیوں کی خاطر مدارات کرو وغیرہ۔

لہذا اس سے مسلمانوں کی حق تلفی نہ ہوئی۔ غضب کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی حق تلفی کا الزام صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہی کیوں لگایا گیا حالانکہ دوسرے کئی صحابہ بھی قلم و کاغذ نہ دینے کے قائل تھے۔

اعتراض: حضور ﷺ خلافت کا معاملہ لکھنے لگے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔

جواب: خلافت کا معاملہ لکھنا ہرگز منظور نہ تھا اس لیے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق حضور ﷺ نے مرض میں ہی ارادہ فرمایا تھا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

إِدْعَى لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكَ وَ أَخَاكَ حَتَّى أَكْتُبَ لَهُمَا كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ  
أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَ يَا بِي اللَّهُ وَ الْمُؤْمِنُونَ إِلَّا  
أَبَا بَكْرٍ (مسلم شریف جلد 2 ص 273)

ترجمہ: اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ان کے لیے وصیت کر دو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کہنے والا کہے کہ میں افضل ہوں حالانکہ خدا اور مومنین ابو بکر کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے۔

پھر اگر خلافت کی وصیت کرنی تھی تو کیا اس کے لیے لکھنا ضروری تھا بلکہ جو لوگ حجرہ مبارک میں موجود تھے ان کے سامنے زبانی وصیت کر دینا ہی کافی تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کو کسی نے لکھنے سے منع نہیں کیا۔ یہ رافضیوں کا دوسوہ ہے اللہ ان کو ان وساوس سے نجات دے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

## کھانے کا حمد الہی کرنا:

﴿13﴾..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں؛  
 اَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ ثَرِيدٍ فَقَالَ إِنَّ هَذَا الطَّعَامُ يُسَبِّحُ قَالُوا  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَفَقَّهُ تَسْبِيحَهُ قَالَ نَعَمْ .

منبع کمالات، مجسمہ معجزات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھانا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کھانے کی حمد کو سمجھ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کا یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو۔ جب کھانا اس شخص کے قریب کیا گیا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کھانا تو واقعی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہے۔ پھر مجھے بعد دیگرے وہ کھانا تمام افراد کے سامنے پیش کیا گیا۔ تمام لوگوں نے تصدیق کی کہ وہ اللہ کی حمد کے نفعی الاپ رہا ہے۔

(انوار الحمد یہ من السواہب الدنیہ ص ۷۷ ابیر دہی۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ستونِ حنانہ کا رونا:

﴿14﴾..... أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ جُدْعُ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجُدْعِ صَوْتًا مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعَشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَتَ .

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھجور کا ایک تنا تھا جس کے ساتھ کھڑے ہو کر شہر یا مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر رکھا گیا تو ہم نے اس تنے سے رونے کی آواز سنی۔ وہ اونٹنیوں کے بلبلانے کی طرح کی آواز تھی۔

حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس اس پر رکھا۔ ہاتھ مبارک رکھتے ہی وہ تناخاموش ہو گیا۔

دارمی عبداللہ بن برید کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ تنے سے جدا ہوئے اور آپ ﷺ نے منبر پر جانے کا قصد فرمایا تو اس تنے نے اس طرح رونا شروع کر دیا جس طرح اونٹنی بلبلائی ہے۔ نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس تنے پر رکھا اور فرمایا

وان شئت ان أغرسك في الجنة فتشرب من أنهارها و عيونها  
فيحسن نبتك و تثمر فيأكل أولياء الله من ثمرتك فسمع  
النبي ﷺ و هو يقول له نعم قد فعلت مرتين فسئل النبي ﷺ  
فقال اختار ان أغرسه بالجنة .

اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اسی مقام میں لگا دیتا ہوں۔ جہاں تو پہلے تھا تو پھر اسی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ جس طرح تو پہلے تھا اور اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے سیراب ہوگا، تیری نشوونما عمدگی سے ہوگی، تو زیادہ ثمر آور ہوگا اور اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کی آواز سماعت فرمائی وہ کہہ رہا تھا۔ ہاں میں نے پسند کر لیا، ہاں میں نے پسند کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ تنے نے دنیا اور آخرت میں کس کو پسند کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ پسند کیا ہے کہ میں کو جنت میں لگا دوں۔

حتى تفرع الناس و كثر البكاء مما راوه فقال رسول الله ﷺ  
سبحان الله ألا ترون هذه الخشبة انزعوها واجعلوها تحت  
المنبر .

لوگ اس تنے کی آہ وزاری کو دیکھ کر ڈر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اے لوگو! کیا تم اس تنے کو نہیں دیکھ رہے ہو۔ اس کو اس جگہ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دو۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۹۷ بیروت۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۶ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) آپ ﷺ اکثر و بیشتر کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس و تدریس فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کو کافی دیر تک اپنی صحبت مبارک کے فیوض و برکات سے نوازا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے لیے منبر کا انتظام کر دیا اور حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہو کر چشمہء عبوت سے تشنگان عشق و محبت کو توحید کے جام پلانا شروع ہو گئے تو اس تنے سے حضور ﷺ کی جدائی برداشت نہ ہو سکی اور جب اور کوئی وصال یار کی سبیل نظر نہ آئی تو اس کھجور کے تنے نے اپنی محبت کے راز کو فاش کر دیا اور مرتا کیا نہ کرتا کہ مصداق بن کر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ وہاں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کو سنا۔ تاریخ نے بھی پہلی مرتبہ اس طرح کی محبت کا نظارہ کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ دیکھئے پیٹھے پیٹھے اسلامی بھائیو! جس کی جدائی درخت برداشت نہیں کر سکتا وہ ہماری مثل کیسے ہو سکتے ہیں جن سے اپنے بھی دُور بھاگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

(2) علامہ التاج سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ معجزہ متواتر ہے۔ 20 صحابہ کرام نے اس معجزہ کو روایت کیا ہے اور ان تمام کی روایات بھی صحیح اور علم قطعی کا فائدہ دیتی ہیں۔ (انوار محمدیہ ص ۱۷۹)

(3) حضور ﷺ نے جیسے ہی تنے پر اپنا ید اللہ والادست اقدس رکھا تو وہ تناخاموش ہو گیا۔ جب بے حس تنا اتنا علم رکھتا ہے کہ یہ ہاتھ نبی کا ہے تو سید الانبیاء کے علم کا عالم کیا ہو گا۔



(4) اس کھجور کے تنے نے خرق عادت (عادت کے خلاف) کام کیا جسے کرامت کہتے ہیں۔ معلوم ہوا جن کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاتی ہے ان سے کرامات کا صدور شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے  
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

درود یوار کا آمین کہنا:

﴿15﴾..... ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن الغسل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے عم محترم! مجھے آپ سے اور آپ کی اولاد سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ انہیں لے کر چلے حضور ﷺ نے انہیں ایک گھر میں داخل فرمایا۔ ان پر اپنا عمامہ پھیلا یا پھر دعا مانگی۔

وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَعِترَتِي فَاسْتِرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَمَا  
سَتَرْتَهُمْ بِهَذِهِ الشِّمْلَةِ فَمَا بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَدْرٌ وَلَا بَابٌ إِلَّا آمَنَ .  
مولا! یہ میرے اہل بیت اور میری عزت ہیں۔ ان کو آگ سے اسی طرح محفوظ  
رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنے عمامہ کے نیچے محفوظ کر لیا ہے۔ حضرت  
عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر کے ہر ڈھیلے اور ہر دروازے نے آپ ﷺ  
کی دعا پر آمین کہا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۷ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

پہاڑ کی حرکت:

﴿16﴾..... أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ  
النَّبِيُّ ﷺ أُحْدًا أَوْ حِرَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ  
بِهِمْ فَضْرَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِرِجْلِهِ وَقَالَ أُثْبِتْ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ

صَدِيقٌ وَ شَهِيدَانِ .

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں سرور کائنات ﷺ کوہ اُحد یا کوہ حرا پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور کہا حالت سکون میں ہو جا۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد سے یہی روایت ذکر کی ہے اس میں اُحد پہاڑ کا نام موجود ہے۔ یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ اُحد پر تشریف لے گئے تھے تو وہ حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں جھومنے لگا۔

(2) قدم نبوت سے جب اُحد پہاڑ کو ٹھوکر لگی تو اس کی ساری حرکت و مستی زائل ہو گئی۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اس کی یوں منظر کشی فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا  
رکتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

(3) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ غیب جانتے ہیں۔ اسی لئے سرکارِ

مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان۔ تجھ پر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید جلوہ افروز ہیں۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہی ہوئے۔ میرے سرکار ﷺ کی نظروں نے شہادت عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو پہلے ہی ملاحظہ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود  
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی  
کوئی کمی سرور! تم پہ کروڑوں درود

خوفِ الہی سے منبر کا حرکت کرنا:

﴿17﴾..... امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت تہامان بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا خُدَّ الْجَبَّارُ  
سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْجَبَّارُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ  
الْمُتَكَبِّرُونَ وَيَتَمَيَّلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى  
نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْئٍ مِنْهُ حَتَّى آتَى أَقْوَلَ  
أَسَاقَطَ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جبار (اللہ تعالیٰ) اپنے دستِ اقدس میں آسمانوں اور زمین کو لے کر فرمائے گا۔ میں جبار ہوں۔ جبار کہاں ہیں۔ تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جھک رہے تھے۔ اچانک میری نظر منبر پر پڑی میں نے دیکھا کہ وہ خوفِ الہی کی وجہ سے لرزہ بر اندام تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کی شدید حرکت کی وجہ سے ابھی حضور ﷺ نیچے گر جائیں گے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل البدوۃ ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## زہر آلود بکری اور یہودی عورت:

﴿18﴾..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کو ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کے بازو کو تناول فرمایا اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے بھی اس کو کھایا۔

فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ أَمْسِكُوا فَإِنَّهَا مَسْمُومَةٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ قَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَ إِنْ كُنْتُ نَبِيًّا فَسَيَطْلُعُكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَإِنْ كُنْتُ كَاذِبًا أُرِيحُ النَّاسَ مِنْكَ فَمَا أَعْرَضَ لَهَا .

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے ہاتھوں کو روک لو۔ آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملا دیا تھا۔ اس عورت نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بازو نے بتایا ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملایا تھا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا اس سے تیرا مقصد کیا تھا؟ اس عورت نے کہا میں نے سوچا تھا۔ اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اس کا تعاقب نہ کیا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ فَقَالَتْ الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا مُحَمَّدُ الَّذِي سَلَّمْتُ كُنْتُ نَذْرًا لِلَّهِ نَذْرًا إِنْ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَالِمًا لَا ذَبْحَنَ هَذَا الْجَدِيَّ وَلَا شَوَيْسَهُ وَلَا حَيْلَنَهُ إِلَيْكَ لِتَأْكُلَ مِنْهُ فَانْطَقَ اللَّهُ الْجَدِيَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا تَأْكُلْنِي فَإِنِّي مَسْمُومٌ .

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۷۹ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

اشارہ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا گرنا:

﴿19﴾..... امام بخاری، امام مسلم اور ابو یعلیٰ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے ارد گرد

تین سو ساٹھ بت تھے۔ ان کو سیسہ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیا گیا تھا۔

فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ عَامَ الْفَتْحِ جَعَلَ يُشِيرُ بِقَضِيْبٍ فِي يَدِهِ إِلَيْهَا وَلَا يَمْسُهَا وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ (الاسراء: 81) فَمَا أَشَارَ إِلَى وَجْهِ صَنَمٍ إِلَّا وَقَفَ لِقْفَاهِ وَلَا لِقْفَاهِ إِلَّا وَقَعَ لِرُجْوِهِ حَتَّى مَا بَقِيَ مِنْهَا صَنَمٌ .

جب فتح مکہ کے دن حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بغیر ہاتھ لگائے صرف چھڑی سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرما رہے تھے:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ .

ترجمہ کنز الایمان: ”اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔“ (بنی اسرائیل: 81)

آپ ﷺ نے جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پشت کے بل گر پڑا اور جس بت کی پشت کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا۔ ان میں سے کوئی بھی بت قائم نہ رہ سکا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنا نیزہ ان کے ساتھ مس کر رہے تھے اور اپنی زبان اقدس سے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيدُ .

ترجمہ کنز الایمان: ”تم فرماؤ حق آیا اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے۔“ (سبا: 49)

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۵ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: بخاری شریف و مسلم)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) آپ ﷺ کے عصا مبارک کے اشارے سے ہی بتوں کا منہ کے بل گرنا آپ ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی چھڑی میں یہ طاقت ہے وہ ایک بمب کا کام دے رہی ہے تو آپ ﷺ کی طاقت کا عالم کیا ہوگا۔



اعلیٰ حضرت محمد ﷺ عصائے کلیم اور عصائے محمد ﷺ میں فرق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا  
گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان:

﴿20﴾..... علامہ شہاب الدین الخفاجی نے ”شفا“ کی شرح میں لکھا ہے کہ

إِذَا مَسَى غَاصَ قَدَمُهُ فِي الْحِجَارَةِ بِحَيْثُ بَقِيَ ذَلِكَ إِلَى الْآنَ

آپ ﷺ بعض اوقات چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدمین شریفین کے نشانات پتھروں پر پڑ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ نشانات ابھی تک موجود ہیں۔ لوگ ان کا زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کر کے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک نشان ”قدس“ میں ایک پتھر پر تھا۔ پھر یہ پتھر مصر کے مختلف مقامات پر منتقل کیا گیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے اس کو بیس ہزار دینار میں خرید لیا اور وصیت کی تھی کہ اس پتھر کو اس کی قبر کے پاس رکھ دیا جائے۔ اب بھی وہ مبارک پتھر سلطان کی قبر کے پاس موجود ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۵ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: نسیم الریاض شرح شفاء)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

خندق کی چٹان کا ریزہ ریزہ ہونا:

﴿21﴾..... بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

غزوة خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان آگئی جس کو توڑنے سے آلات ناکام تھے۔

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ كُذِيَّةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ

رَشَوْهَا بِالْمَاءِ فَقَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ أَيْ مِنَ الْجُوعِ وَكَبْنَا

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذُوقًا فَآخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَسَمَى ثَلَاثًا ثُمَّ

ضَرَبَ فَعَادَ الْمَضْرُوبُ كَثِيبًا رَمْلًا يَسِيلُ .

لوگ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس چٹان پر پانی چھڑکو۔ پھر آپ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں تین دن گزر چکے تھے کہ ہم نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے دست اقدس میں لی۔ تین مرتبہ بسم اللہ پڑھی پھر اس چٹان پر ضرب لگائی۔ جونہی آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس کے ٹکڑے ریت کے ریزوں کی طرح بکھر گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب مبارک پھینکا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی پھر وہ پانی چٹان پر پھینک دیا جو شخص وہاں موجود تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ چٹان ریت کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۶ بیروت: دلائل النبوة)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) غزوة خندق کے موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا جو بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبول ہو گیا اور آپ ﷺ نے خندق کی کھدائی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے خندق کی کھدائی میں مصروف ہو گئے۔ اچانک ایک سخت چٹان آگئی اس کو توڑنے کے لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایزی چوٹی کا زور لگایا لیکن ناکامی رہی۔ تھک ہار کر بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنی مشکل کشائی کے لیے حاضر ہو گئے اور اپنے مابعد لوگوں کو یہ درس دیا کہ جب مشکل آ پڑے یا آفت ٹوٹے تو اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو یہ شیطانی وسوسہ نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا چاہیے۔ غیر اللہ۔

طرف جانا شرک ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے صحابہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو۔ میرے پاس اپنی مشکل کشائی کے لیے آنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جو اس طرح کے شیطانی وساوس کا شکار ہیں۔

صحابہ کرام جانتے تھے کہ جو اس بارگاہ میں آتا ہے اپنا کشلول مرادوں سے بھر کر لاتا ہے۔

بھر جائے کشلول مرادوں سے تیرا بھی

بن کر میرے آقا کا گدا مانگ ارے مانگ

آ جائے ایک روز بھی طیبہ سے بلاوا!

ہر وقت مدینے کی دُعا مانگ ارے مانگ

اس در سے اس لیے مانگنا چاہیے کیونکہ یہ در کسی غیر کا در نہیں بلکہ خدا کا ہی در ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت اسی در سے ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

## حیوانات کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ

مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈے دینا:

﴿22﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو مصعب المکی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی وہ تمام بیان فرماتے تھے کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت کی رات غارِ ثور میں قیام فرمایا،

أَمَرَ اللَّهُ بِشَجْرَةٍ فَنَبَتَتْ فِي مَوَاجِئِهِ فَسَتَرَتْهُ وَأَمَرَ اللَّهُ حَمَامَتَيْنِ وَحَشِيتَيْنِ فَوَقَعَتَا بِفَمِ الْغَارِ وَأَقْبَلَ فِتْيَانُ قُرَيْشٍ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ بِعَصِيهِمْ وَهَرَاوِيهِمْ وَسُيُوفِهِمْ حَتَّى إِذَا كَانُوا مِنْ النَّبِيِّ بِقَدْرِ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا جَعَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَنْظُرُ فِي الْغَارِ فَرَأَى حَمَامَتَيْنِ بِفَمِ الْغَارِ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ .

اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ غار کے دہانے پر اُگ آیا اور حضور ﷺ کے لیے آڑ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا۔ انہوں نے غار کے دہانے پر اپنا آشیانہ بنا لیا۔ قریش کے نوجوان لائٹیوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر آئے۔ حضور ﷺ اور قریش کے جوانوں کے مابین صرف چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ ایک شخص نے غار میں دیکھا اس نے غار کے دہانے پر دو جنگلی کبوتر دیکھے پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا تو غار کے اندر کیوں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے غار کے دہانے

پر کبوتروں کو دیکھا ہے انہیں دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے اس کی گفتگو سنی تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے جزاء مقرر فرمائی وہ کبوتر حرم کعبہ میں آگئے۔ انہوں نے وہاں انڈے دیئے۔ اب حرم کعبہ میں تمام کبوتر اسی جوڑے کی اولاد ہیں۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غار ثور میں داخل ہوئے تو ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر ایک جالاتن دیا۔ جب قریش مکہ غار کے دہانے تک پہنچے تو ایک کہنے والے نے کہا غار میں داخل ہو جاؤ۔ امیہ بن خلف نے کہا تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے دہانے پر ایک جالاتن نظر آ رہا ہے جو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ (اگر محمد ﷺ اندر جاتے تو جالاتن ٹوٹ جاتا)۔ اس دن سے حضور ﷺ نے مکڑی کو ہلاک کرنے سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کی افواج میں سے ایک فوج ہے۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۸۰ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۶ بیروت: دلائل النبوة ج ۶ ص ۴۸۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرنی پھول:

(1) جب کفار قریش حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے تو حضور ﷺ غار میں تشریف لے گئے تاکہ خوف کے وقت چھپنا میری امت کے لیے سنت ہو جائے وگرنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو چھپنے کے لیے غار کی محتاجی نہیں بلکہ کفار کی آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا .

ترجمہ کنز الایمان: ”ہم نے تم میں اور ان میں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے

ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا ہے۔“ (پ 15 بنی اسرائیل: 45)



مفتی احمد یار خاں نعیمی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

جب تبست یدنا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی جمیلہ پتھر لے کر وہاں آئی جہاں حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ تو اس نے حضور ﷺ کو نہ دیکھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں۔ وہ میری ہجو کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شعر گوئی نہیں کرتے۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئی کہ میں پتھر انہیں کھینے کے لیے (معاذ اللہ) لائی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس نے حضور کو نہ دیکھا کیا وجہ ہوئی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(نور العرفان پ 15 بنی اسرائیل 45)

(2) حضور ﷺ نے کبوتروں کے لیے دعا کی تو آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اعلیٰ

حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا  
 ذہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ  
 اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا  
 بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے آج ہر کوئی کبوتروں سے محبت کرتا ہے کیونکہ جس چیز کی نسبت آپ کی طرف ہو جاتی ہے وہ خلق کی نظروں میں پیاری ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کی مبارک اوثنی:

﴿23﴾ ..... امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ  
 قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا دَخَلَ جَاءَتْ الْأَنْصَارُ  
 بِرِجَالِهَا وَنِسَائِهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ دَعُوا النَّاقَةَ  
 فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ فَبَرَكْتُ عَلَى بَابِ أَبِي أَيُّوبَ فَخَرَجَتْ جَوَارُ  
 يَضْرِبْنَ بِالذُّفُوفِ .

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔ وہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ بنونجار کی بچیاں اپنے گھروں سے باہر آ گئیں۔ وہ دف بجا کر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کر رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٌ مِّنْ بَنِي النَّجَارِ . يَا حَبْدًا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ  
 ”ہم بنونجار کی نور نظر ہیں اور محمد عربی ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں۔“

اس وقت وہاں کی عورتیں اور بچیاں محفیت کے پھول یوں نچھاور کر رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ فَنِيَاتِ الْوَدَاعِ . وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا  
 لِلَّهِ دَاعِ

”ماہ تمام ثنیۃ الوداع سے طلوع ہو کر ہمارے ہاں تشریف لایا۔ ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اس وقت تک جب تک دعا کرنے والے اللہ کے حضور دعا مانگتے رہیں۔“ (حجۃ اللہ علی الغلین ص ۳۲۶ بیروت: دلائل النبوة ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

وہ اونٹنی جہاں بیٹھی تھی۔ وہ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما کا مرید تھی۔ حضرت سہیل حضرت سہل بن رافع بن عمرو کے لخت جگر تھے۔ مرید سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ ابھی تک حضور ﷺ اونٹنی کے اوپر ہی تشریف فرما تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ پھر وہاں سے اٹھی اور دوبارہ اس جگہ پر آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مطہرہ بھی اسی جگہ بسر ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہء اطہر بھی اسی جگہ پر ہوگا۔  
 (1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ناقہ (اُونٹنی) اپنے بیٹھنے کی جگہ کا علم رکھتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا عالم ہوگا۔ آپ کیوں نہ باذن پروردگار غیب پر خبردار ہوں گے۔  
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم پہ نہاں ہو بھلا  
 جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(2) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سالم بن عوف کے قبیلہ سے گزرے تو حضرت عتبان بن مالک، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیے کیونکہ ہمارے پاس مال و دولت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میری اُونٹنی کی مہار کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دے رکھا ہے۔ اس کے بعد وہ اُونٹنی ابوایوب انصاری کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے  
 بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مجنون تندرست ہو گیا:

الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر رواں ہوئے۔

وَ ذَكَرَ قِصَّةَ الْمَرْأَةِ الَّتِي جَاءَتْ بِوَلَدِهَا مَجْنُونًا فَبَرَّقَ صلی اللہ علیہ وسلم بِفَمِهِ  
 فَشَفَاهُ اللَّهُ .

پھر انہوں نے اس خاتون کا قصہ بیان فرمایا جو اپنے مجنون بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا کے کاملہ عطا فرمائی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۹ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُونٹ کا حضور ﷺ سے کلام کرنا:

۲۲..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غزوة ذات الرقاع سے واپس آ گئے۔

جب ہم مقام حسره کے نشیبی علاقہ میں پہنچے۔

أَقْبَلَ جَمَلٌ يَرْقُلُ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ هَذَا الْجَمَلُ هَذَا  
جَمَلٌ يَسْتَعِدِنِي عَلَى سَيِّدِهِ يَزْعُمُ أَنَّهُ كَانَ يَحْرُكُ عَلَيْهِ مِنْذُ سِنِينَ  
وَ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَنْحَرَهُ .

ایک اُونٹ بھاگتا ہوا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ اُونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اُونٹ میرے پاس اپنے مالک کے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی سال اپنے مالک کی کھیتی باڑی کی اور اب وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ اے جابر! اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے میری بارگاہ میں لے کر آؤ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اُونٹ تیری راہنمائی کرے گا۔ وہ اُونٹ تیزی کے ساتھ میرے آگے آگے چلا اور مجھے اپنے مالک کے پاس لے گیا۔ میں اس کے مالک کو بارگاہ رسالت میں لے آیا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۰ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص

الکبریٰ ج ۲ ص ۹۴ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آسیب زدہ بچے کا شفا یاب ہونا اور اُونٹ کی جاں بخشی:

﴿25﴾..... حضرت یعلیٰ بن مرہ فرماتے ہیں

وَ أَنَّتَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنِي هَذَا بِهِ لَمُ مِنْذُ سَبْعِ سِنِينَ يَأْخُذُهُ

فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ أَرَيْنِيهِ فَتَفَلَّ فِي فِيهِ وَقَالَ أُخْرِجْ عُدْوَةَ  
اللَّهِ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا إِذَا رَجَعْنَا فاعلمينا ما صنع فلَمَّا  
رَجَعَ اسْتَقْبَلَتْهُ فَقَالَتْ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ مَا رَأَيْنَا بِهِ شَيْئًا مِّنْذُ  
فَارَقْتَنَا .

ایک عورت بارگاہِ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا میرے اس نور  
نظر کو سات سال سے آسیب ہے۔ وہ دن میں دو مرتبہ اس پر حملہ کرتا ہے۔  
آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا مجھے اپنا بچہ دکھاؤ۔ آپ ﷺ نے اس کے  
منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا نبی  
ہوں۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔ جب ہم واپس آئیں تو ہمیں  
اس بچے کی کیفیت کے متعلق آگاہ کرنا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس  
عورت کو آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ عرض کی مجھے اس ذات  
کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عز و شرف سے نوازا ہے۔ جب سے آپ ہم  
سے جدا ہوئے ہیں ہم نے دوبارہ آسیب کو نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ کی  
خدمت اقدس میں ایک اونٹ حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو  
گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے  
مالکوں کو بلایا اور فرمایا اس اونٹ کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہے؟ یہ تمہاری  
شکایت کر رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس اونٹ کو اپنے کام میں لاتے  
ہیں، جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس میں کام کرنے کی طاقت نہ رہی تو ہم نے عہد  
کیا کہ ہم کل اسے ذبح کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو ذبح نہ کرو۔  
اس کو اپنے اونٹوں میں چھوڑ دو۔

(انوار الحمد یہ من الواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۸ بیروت۔ دلائل البیہود ج ۶: خصائص  
الکبریٰ ج ۲ ص ۹۴ بیروت)



## مدنی پھول:

(1) مدینہ کے لوگوں کا اعتقاد مرجبا کہ جب بھی کوئی آفت ٹوٹی مشکل آپڑی در مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو گئے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے درس ہے جن کو شیطانی وساوس تک کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ اللہ والوں سے کچھ نہیں ملتا۔ ان کے مزاروں پر ہرگز نہیں جانا چاہیے اور ان کے پاس جانا شرک ہے۔ مجھے ذرا یہ تو بتاؤ کیا تم مدینہ والے صحابہ و صحابیات سے زیادہ توحید دان ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ جانتے تھے کہ در مصطفیٰ ﷺ ہی خدا کا در ہے۔ اسی در سے ہی سب کچھ ملا ہے اور ملے گا۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

(2) حضور ﷺ کے لعاب مبارک سے مجنون بچے کا جنون (پاگل پن) جاتا رہا۔

پھر میں آپ ﷺ کو شافی الامراض، دافع البلاء کیوں نہ کہوں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

(3) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اونٹ بھی اپنی مشکل کشائی کے لیے

آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کی بولی کو سمجھتے اور ان کی حاجت بھی پوری کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہرنی داد

اسی در پہ شترانِ ناشاد گلہء رنج و عناء کرتے ہیں

(4) انسانوں اور جانوروں کا آپ ﷺ سے فریادیں کرنا اس بات پر دلالت کرتا

ہے کہ آپ جمیع مخلوق کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا:

أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ الْكَافِيَةَ .

ترجمہ: ”مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
 اُن کی نبوت اُن کی ابوت ہے سب کو عام  
 اُم البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

تشریح شعر:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس ابوالارواح ہے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام اگرچہ ظاہراً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اور اُم البشر (اماں حوا رضی اللہ عنہا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پسر (بیٹے) آدم علیہ السلام کی ذلہن ہیں۔

ایک اُونٹ کا بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فریاد کرنا:

﴿26﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے۔

اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنِي عَلَيْهِ فَلَمَّا رآه الْبَعِيرُ جَرَّ جَرَّوً وَوَضَعَ جِرَانَهُ  
 فَدَعَا صلی اللہ علیہ وسلم بِصَاحِبِهِ وَقَالَ اِنَّهُ قَدْ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلْفِ  
 فَاَحْسِنُ اِلَيْهِ .

ہم ایک اُونٹ کے پاس سے گزرے اس پر بہت سامان لدا ہوا تھا۔ جب اُونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے بلبلا نا شروع کر دیا اور اپنی گردن نیچے رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا یہ اُونٹ کم چارہ اور زیادہ کام کی شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ پھر ہم سفر پر رواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم ایک جگہ فرودکش ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس درخت نے اپنے رب

سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۵ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ

مست اونٹ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں:

﴿27﴾..... امام بیہقی، ابو نعیم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی۔ یا رسول اللہ ﷺ ہمارا ایک اونٹ مست ہو کر ہمارے باغ میں بیٹھ گیا ہے۔

حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس آئے اور فرمایا اے اونٹ! میرے پاس آ۔ آپ ﷺ کی آواز پر اونٹ سر جھکاتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ فَخَطَمَهُ وَ اَعْطَاهُ صَاحِبَهُ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّهُ عَلِمَ اَنَّكَ نَبِيٌّ فَقَالَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَجْدٌ اِلَّا يَعْلَمُ اِنَّيْ اِلَّا كَفَرَةُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

حضور ﷺ نے اس کو نکیل ڈالی اور اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! گویا یہ اونٹ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دو سخت زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں لیکن کافر انسان اور کافر جنات کو یہ علم نہیں۔

اونٹ کا سجدہ کرنا:

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۹ بیروت: دلائل النبوة)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ

مدنی پھول:

(1) جیسے ہی اونٹ کی نظر دو عالم کے ہادی و رہبر پر پڑی تو اونٹ نے سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور ایک ہی بار سرکار ﷺ کو دیکھا تو جان لیا کہ یہ نبی برحق ہیں مگر ابو جہل بار بار دیکھنے کے باوجود بھی حقیقت کو نہ پہچان سکا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی نظروں میں بغض و عناد تھا اور اس کی نظروں میں محبت و پیارتھا۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چیز سرکارِ مدینہ ﷺ کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ جب ہر چیز شجر و حجر، برگ و سمر، سماں و فلک، فرش و عرش، شمس و قمر بے حس ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو جانتی ہے تو آپ ﷺ افضل الانبیاء حبیب کبریا ہونے کے باوجود ہر چیز کو نہ جانتے ہوں گے ضرور ضرور جانتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا

پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ کی مرادوں سے واقف ہیں لہذا مجھے بتانے کی کیا حاجت ہے۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں

اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

یعنی آپ ﷺ کا علم غیب تو قرآن کی آیتوں اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ .

ترجمہ: ”یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“ (پ: 30: تکویر)

اور حدیث پاک میں ہے:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهَا أَنْظُرُ إِلَى كَفَى هَذِهِ .

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا رکھ دی۔ تو میں تمام دنیا کو

اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ اس طرح دیکھتا ہوں

جیسے اپنی اس ہتھیلی کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔ (مسلم شریف جلد 2: ص 390)

ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں:

﴿28﴾ ..... ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

انصار کا ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر ایک اونٹ ہے جو ہم سب کو مارتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے پاس جانے کی جرأت نہیں کرتا۔ حضور ﷺ اس شخص کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور اونٹ نے آپ ﷺ کا دیدار کیا۔

فَلَمَّا رَأَاهُ الْجَمَلُ جَاءَ إِلَيْهِ فَسَجَدَ لَهُ وَوَضَعَ جِرَانَهُ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَأْسِهِ فَمَسَحَهُ ثُمَّ دَعَا بِالْخَطَامِ فَخَطَمَهُ دَفَعَهُ إِلَى صَاحِبِهِ .

وہ سجدہ ریز ہو گیا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کو سر سے پکڑا اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا۔ پھر آپ ﷺ نے مہار منگوائی اور اونٹ کو ڈال کر اس کے مالک کو دے دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس اونٹ کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کافر انسانوں اور کافر جنات کے علاوہ ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔ (انوار الحمد یہ من السواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۲۹ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۷ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

گھوڑے کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا:

﴿29﴾..... قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے، راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔

وَالْفَرَسُ غَيْرُ مَرْبُوطٍ لَا تَبْرُحُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ حَتَّى نَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِنَا وَجَعَلَهُ فِي قِبْلَتِهِ فَمَا حَرَّكَ عُضْوًا حَتَّى صَلَّى ﷺ .

آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا حتیٰ کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے اس کو قبلہ کی جانب کھڑا کیا۔ حضور ﷺ کے نماز ادا فرمانے تک گھوڑے نے اپنے کسی عضو کو بھی حرکت



ندی۔ اس واقعہ میں حضور ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے وہ یہ کہ ایک حیوان نے آپ ﷺ کے کلام کو سمجھا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

خچر کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا:

﴿30﴾..... امام بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَاوَلْنِي مِنَ الْحَصْبَاءِ

وَأَفْقَهُ اللَّهُ الْبَغْلَةَ كَلَامَهُ فَإِنْ خَفَضَتْ بِهِ حَتَّى كَادَ بَطْنُهَا يَمْسُ

الْأَرْضَ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْبَطْحَاءِ فَحَنَّا فِي وُجُوهِهِمْ .

غزوہ حنین کے دن حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مجھے کچھ

نگریزے زمین سے اٹھا کر دیں۔ آپ ﷺ کے اس کلام کو خچر نے سمجھ لیا۔

وہ نیچے جھکی حتیٰ کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ چھونے لگا۔ اس نے کچھ کنکریاں

آپ ﷺ کو پیش کیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں دشمن کی طرف پھینکیں

اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوهُ حَمَّ لَا يُنْصَرُونَ .

ترجمہ: اس کی برکت سے وہ ساری قوم شکست سے دوچار ہوئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) گھوڑے اور خچر کا آپ ﷺ کے کلام کو سمجھنا حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔

آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والا گھوڑا یا خچر فصیح عربی سمجھنے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایسا کیوں نہ

ہو جبکہ اصحاب کہف سے نسبت رکھنے والا کتا کلام کر سکتا ہے تو کیا سرکار ﷺ سے نسبت

رکھنے والا گھوڑا کلام کو سمجھ نہیں سکتا ضرور سمجھ سکتا ہے۔

(2) گھوڑے اور خچر کا آپ ﷺ کا حکم بجالانا بانگ دہل عاشقانِ رسول ﷺ کو سنتوں پر عمل کی دعوت دے رہا ہے۔ دیکھو گھوڑے نے فرمانِ مصطفوی ﷺ سن کر اپنے کسی عضو کو حرکت نہ دی کہ کہیں نا فرمانی نہ ہو جائے۔ لہذا اے میرے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی فرمانِ رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ہر سنت کو گلے سے لگائیں اور اپنی زندگی کو سنتوں کا گہوارہ بنائیں۔ سیدی و مرشدی امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت فیوضہم فرماتے ہیں:

تیری سنتوں پر چل کر میری رُوح جب نکل کر  
چلے تم گلے لگانا مدنی مدینے والے  
تیرے غم میں کاش عطار رہے ہر گھڑی گرفتار  
غم مال سے بچانا مدنی مدینے والے

گدھے کا آپ ﷺ سے ہم کلام ہونا:

﴿31﴾ ..... ابن عساکر نے ابن منظور سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی محترم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس وقت آپ ﷺ کو ایک کالا گدھا ملا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے گفتگو فرمائی اور اس گدھے نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسل میں ساٹھ گدھوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ان پر صرف انبیاء ﷺ نے ہی سواری کی ہے۔ مجھے اُمید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر ضروری سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں اور میں اپنی نسل میں سب سے آخری ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ ان کو جان بوجھ کر نیچے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ بھوکا رکھتا تھا اور مجھے مارا کرتا تھا۔

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْتَ يَعْفُورٌ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْعَثُ بِهِ  
إِلَى بَابِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْبَابَ فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ فَإِذَا خَرَجَ إِلَيْهِ

صَاحِبُ الدَّارِ أَوْ مَا إِلَيْهِ أَنْ أَجْلَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَبِضَ  
النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ إِلَى بَنِي كَانَتْ لِأَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانِ فَتَرَدَّى  
فِيهَا جَزَعًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

حضور ﷺ نے اس گدھے سے فرمایا تیرا نام یعفور ہے۔ حضور ﷺ اس  
گدھے کو کسی شخص کے دروازے پر بھیجتے۔ وہ اس شخص کے دروازے پر آتا  
اپنے سر سے دوازے پر دستک دیتا۔ جب گھر کا مالک باہر آتا تو گدھا اس کو  
اشارے سے کہتا تجھے نبی کریم ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے  
وصال فرمایا تو وہ گدھا ابوہیثم بن التیہان کے کنویں کی طرف چلا گیا اور  
حضور ﷺ کی جدائی اور فراق کے غم میں اپنے آپ کو کنویں میں گرا دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۰۷ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ کے گدھے میں وہ سارے خواص موجود تھے جو عموماً ایک انسان میں  
پائے جاتے ہیں۔ اس کا حضور ﷺ کے ساتھ کلام کرنا اور حضور ﷺ کا پیغام صحابہ  
کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچانا اور ان کو بلا کر لانا وغیرہ۔ سب سے اعلیٰ و اولیٰ چیز اس میں یہ تھی کہ یہ  
آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو انسان کی شکل میں  
جنت میں داخل فرمائے گا کیونکہ جس نے حضور ﷺ سے محبت کی اس کا مقام جنت ہے۔  
اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

(2) جب حضور ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا اس وقت یہ مدینے کی گلیوں میں گھومتا  
ہوا زیارتِ مصطفیٰ ﷺ کا جام پینے کے لیے حاضر ہو رہا تھا۔ جب درِ مصطفیٰ پر آیا اور صحابہ  
کرام رضی اللہ عنہم کو روتا ہوا پایا تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ جب گدھا حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

کے گھر پر آیا آپ بھی اس وقت اپنے بابا جان کے فراق میں رورہی تھیں۔ گدھے نے جب آپ کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ اسی وقت اس عاشق گدھے نے اپنے آپ کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اے یعفور! جب حضور ﷺ دنیا سے چلے گئے تو اب تیرے زندہ رہنے کا کیا فائدہ وہ فوراً بجلی کی طرح بھاگا اور اپنے آپ کو ابوہشیم کے کنویں میں گرا دیا۔

(3) گدھے کو خودکشی کا گناہ نہیں ملے گا کیونکہ جانور احکام شرعیہ کے مکلف نہیں بلکہ حضور ﷺ کے فراق میں تڑپنے کا صلہ ملے گا۔

(4) اس عاشق رسول ﷺ جانور نے جان کی قربانی دے کر یہ درس دیا ہے کہ جب ناموس رسالت ﷺ کا کوئی معاملہ ہو تو عاشقان رسول کو جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے مفتی ہند مصطفیٰ نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ اک جان کیا ہے اگر ہو کروڑوں  
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں  
حبیب خدا کا نظارہ کروں میں  
دل و جان اُن پر وارا کروں میں

بکریوں کا حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہونا:

﴿32﴾ ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

وَفِي الْحَائِطِ غَنَمٌ فَسَجَدْنَ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِالسُّجُودِ لَكَ مِنْ هَذِهِ الْغَنَمِ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي فِي  
أُمَّتِي أَنْ يَسْجُدَ أَحَدٌ لِأَحَدٍ وَلَوْ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَسْجُدَ أَحَدٌ  
لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .

باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان بکریوں سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا کوئی شخص بھی کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

بکری پناہ کے لیے بارگاہِ مصطفویٰ ﷺ میں حاضر ہو گئی:

﴿33﴾..... عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔ الرضین بن عطاء نے فرمایا

ہے کہ ایک قصاب نے ایک بکری کو ذبح کرنے کے لیے دروازہ کھولا

فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ حَتَّى جَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ وَاتَّبَعَهَا فَأَخَذَهَا يَسْحُبُهَا بِرِجْلِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ اِصْبِرِي لِأَمْرِ اللَّهِ وَ أَنْتِ يَا جَعَزَارُ سُقِّهَا إِلَى الْمَوْتِ سَوْقًا رَفِيقًا .

وہ بکری وہاں سے بھاگ گئی۔ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔

قصاب بھی اس کے پیچھے پیچھے بارگاہِ مصطفویہ میں حاضر ہوا اور اس بکری کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری سے فرمایا اللہ کے حکم پر

صبر کر اور اے قصاب! تو اسے موت کی جانب نرمی سے لے جا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۱ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: خصائص

الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۰ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) بکری قصاب سے بھاگ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں زیارت سے مشرف



ہونے لگی کہ آخری وقت میں حضور ﷺ کے جلووں سے محروم نہ رہوں۔

(2) حضور ﷺ کے جسم انور کی خوشبو سے کلیاں معطر معطر ہو جاتی تھیں۔ اسی خوشبو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی کی اطلاع حاصل کیا کرتے تھے۔ جب بکری نے اس خوشبو کو ملاحظہ کیا اور جان لیا کہ ضرور حضور ﷺ قریب ہی موجود ہیں۔ تلاش و بسیار کے بعد حضور ﷺ مل گئے اور نبی کریم ﷺ بکری کی فریاد کو سمجھ گئے اور اس بکری کو صبر کی تلقین کی۔ وہ بکری حضور ﷺ کے حکم کو سن کر ہنسی خوشی اپنے مالک کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

(3) معلوم ہوا کہ اپنی چیز پر اتنا اختیار مالک کو نہیں جس قدر حضور ﷺ کو اس پر اختیار ہے کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا ہے اور حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ:

أَعْطَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ .

ترجمہ: ”مفاتیح اختیارات سے کنایہ ہے یعنی حضور ﷺ کو زمین پر مکمل مختار بنا دیا گیا ہے۔“

حبشی غلام نے اسلام قبول کر لیا:

﴿34﴾..... امام بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ کی سند سے روایت

کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں خیبر کا ایک سیاہ فام حبشی غلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس اس کے آقا کا ریوڑ تھا۔ اس نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو مجھے کیا ملے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا تجھے جنت عطا کی جائے گی۔ وہ حبشی غلام دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اسے ہمارے لشکر سے نکال کر لے جاؤ۔ پھر اس کی طرف کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا فرمائے گا۔ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ وہ ریوڑ صحیح و سالم اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا۔ جب یہودی کو معلوم ہوا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کر لیا ہے تو

اس نے اس کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت عطا فرمائی ہے اور بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ وہ سچا مسلمان تھا۔ وَقَدْ رَأَيْتُ عِنْدَ رَأْسِهِ اثْنَتَيْنِ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ۔

میں نے دیکھا ہے کہ اس کے سر پر دو حوریں کھڑی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) دیکھو حضور ﷺ نے غلام کو فرمایا کہ اگر تو اسلام لے آئے گا تو تجھے جنت ملے گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال کا ایمان میں کوئی دخل نہیں مگر ہاں اعمال ضروری ہیں اور حضور ﷺ کے اس جملے نے غلام کو اسلام پر ثابت قدمی کی بشارت بھی عطا فرمادی۔

(2) اس سے حضور ﷺ کے علم غیب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ دخول جنت جو مستقبل میں اس کو نصیب ہونا تھا اس کی پہلے ہی خبر عطا فرمادی۔

(3) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نظر میں وہ کمال ہے کہ دنیا میں رہ کر جنت کے نظاروں کو ملاحظہ کر لیتی ہے۔ اب یہ دعویٰ کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے، یہ بے دینوں اور بد مذہبوں کا دعویٰ ہے جن کو نہ حدیث سے کوئی تعلق اور نہ ہی قرآن سے کوئی واسطہ۔ ایسے برے مذہب والوں سے بچنا ہی چاہیے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب  
ایسے برے مذہب پہ لعنت کیجئے  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

ایک ہرنی کی بارگاہ رسالت ﷺ میں فریاد:

﴿35﴾..... الطبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحراء میں موجود تھے۔

فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِيهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَلْتَفِتُ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا ثُمَّ  
الْتَفِتَ فَإِذَا ظَبْيَةٌ مُؤْتِقَةٌ فَقَالَتْ أَدْنُ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَدَنَا  
مِنْهَا فَقَالَ مَا حَاجَتِكَ فَقَالَتْ إِنَّ لِي خَشْفَيْنِ فِي هَذَا الْجَبَلِ  
فِيحِلْنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَرْضِعُهُمَا ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَيْكَ قَالَ أَتَفْعَلِينَ قَالَتْ  
عَذَّبَنِي اللَّهُ عَذَابَ الْعُشَارِ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ .

اچانک آپ ﷺ کو ایک آواز سنائی دی۔ کسی نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے توجہ فرمائی لیکن آپ ﷺ نے کسی چیز کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے ایک بندھی ہوئی ہرنی دیکھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے قریب تشریف لائیں۔ حضور ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا ہے۔ اس ہرنی نے عرض کی اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے اس شکنجے سے آزاد فرمائیں میں انہیں دودھ پلا کر ابھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے وعدے کو نبھائے گی۔ اس نے جواب دیا اگر میں وعدہ شکنی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔ حضور ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد فرمایا وہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔ آپ ﷺ نے اس کو دو بارہ وہاں ہی باندھ دیا۔ اسی اثناء میں وہ اعرابی آگیا۔ حضور ﷺ کو وہاں تشریف فرما دیکھ کر اس نے عرض کی۔

فَقَالَ أَلَيْكَ حَاجَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ تُطَلِّقُ هَذِهِ فَأَطْلِقَهَا  
فَخَرَجَتْ تَعْدُو وَهِيَ تَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّكَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ .

یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں

اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اس اعرابی نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی وہاں سے بھاگتی جا رہی تھی اور ساتھ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ .

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۸۳ بیروت۔ حجة الله على الغلمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۱ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۳۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

اگر کوئی بد مذہب کہے کہ اس کی سند میں اغلب نامی شخص ضعیف ہے تو اس کا جواب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں

قال الحافظ السيوطي في اسناده اغلب بن تميم ضعيف لكن للحديث طرق كثيرة تشهد بان للقصة اصلا

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۱)

کہ اس حدیث کی سند میں اغلب بن تمیم ہے۔ جو ضعیف ہے لیکن اس روایت کی کئی اور بھی اسناد ہیں جو اس واقعہ کے سچے ہونے کی گواہی دیتی ہیں لہذا اس کا ضعیف ہونا اس کو کچھ ضرر نہیں دیتا۔

لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن لغیرہ ہوگئی کیونکہ علامہ ابن السبکی نے ابن الحاجب کی شرح میں لکھا ہے کہ سنگریزوں کا تسبیح بیان کرنا اور ہرنی کا کلام کرنا اگرچہ یہ روایات آج متواتر نہیں ہیں لیکن یہ اس زمانہ میں متواتر تھیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں یہ تمام روایات لوگوں میں مشہور ہیں۔

مدنی پھول:

(۱) جب ہرنی اعرابی کے جال میں پھنس گئی تو اس نے حضور ﷺ کو مدد کے لیے پکارا اور حضور ﷺ اس کی امداد کے لیے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں سے مدد مانگنا جائز ہے اور جس سے مدد طلب کی جائے تو اس کی مدد کرنا بھی جائز ہے۔ اس کا شرک

سے کوئی تعلق نہیں۔ شرک شرک کے نعرے لگانے والے خود ہر جگہ المدد المدد کے نعرے بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بس سٹاپ پر کھڑے ہو کر المدد یا ٹیکسی ڈرائیور کے نعرے لگا رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت تو نہیں کہتے کہ اے اللہ کوئی ایسی ہوا چلا دے جو مجھ کینے کو اٹھا کر لاہور پہنچا دے کیونکہ ٹیکسی کی مدد سے لاہور جانا غیر اللہ سے مدد مانگنا ہے اور یہ شرک میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ جب لاہور پہنچنے کے لیے ٹیکسی ڈرائیور کی مدد ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے اللہ والوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ ضرور ہوگی۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

حاکم حکیم داد و دوا دیں اور یہ کچھ نہ دیں

مردود! یہ مراد کس آیت و خبر کی ہے

یعنی حاکم دنیوی امور میں تمہاری مدد کرے اور حکیم تمہیں دوا دے کر تمہارا علاج کرے اور اولیاء اللہ کچھ نہ دیں۔ اے مردود شخص مجھے تو بتا یہ کس آیت اور حدیث سے ثابت ہے۔

(2) ہرنی نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر فوراً حاضر ہو گئی۔ ہم نے اپنے اللہ تعالیٰ سے تمام احکام شرع کو اپنانے کا وعدہ کیا ہے مگر ہم اس ایفائے عہد میں کافی کوتاہ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(3) حضور ﷺ کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں ہر مخلوق اپنی حاجت کو پیش کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہرنی داد

اسی در پہ شترانِ ناشاد گلہء رنج و عنا کرتے ہیں

بھیڑیئے کا چرواہے کو نیکی کی دعوت دینا:

﴿36﴾..... حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے کئی اسناد سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک چرواہا ”حرہ“ کے مقام پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا وہ چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا:

فَاقَى الذَّنْبُ عَلَى ذَنْبِهِ ثُمَّ قَالَ لِلرَّاعِي أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ تَحُولُ بَيْنِي



وَبَيْنَ رِزْقٍ سَأَقَهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَقَالَ الرَّاعِي الْعَجَبُ مِنْ ذَنْبٍ يَتَكَلَّمُ  
بِكَلَامِ الْإِنْسِ فَقَالَ الذِّئْبُ إِلَّا أَحَدْتُكَ بِأَعْجَبَ مِنِّي .

بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہنے لگا اے چرواہے! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو میرے اور میرے اس رزق کے درمیان حائل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بھیجا ہے۔ چرواہے نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے کہ ایک بھیڑیا انسان کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کیا میں تجھے اس سے تعجب خیز بات نہ بتاؤں

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْحُرَّتَيْنِ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ

وہ یہ کہ دو سخت چٹانوں کے درمیان حضور ﷺ تشریف لائے ہیں۔ وہ لوگوں کو غیب کی خبریں بیان فرما رہے ہیں۔ اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور مدینہ طیبہ آ گیا۔ وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بھیڑیے کا قصہ عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ انسانوں کے ساتھ درندوں کا ہم کلام ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے ہم کلام نہ ہوں گے۔ انسان اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے عصا سے ہم کلام ہوگا۔ انسان کی ران اس کو بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے گھروالوں نے کیا کیا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۲ بیروت۔ حجة الله على العالمين ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۳۲)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(۱) میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث کے ان الفاظ یُسَحِّدُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ . (وہ لوگوں کو غیب کی خبریں عطا فرماتے ہیں) غور کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ بھیڑیا بھی حضور ﷺ کو عالم الغیب (غیب کا علم رکھنے والا) مانتا ہے اور جو انسان ہونے کے باوجود حضور ﷺ کو باذن پروردگار غیبوں پر خبردار نہ مانے وہ جانوروں سے بھی برا اور شر الدواب کے قبیل سے ہے۔

(2) بھیڑیا کا کلام کرنا بھی حضور ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ بھیڑیے نے کلام میں آپ ﷺ کی ہی نعت خوانی کی ہے۔

(3) اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے کافی غیب کی خبریں دی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) قرب قیامت جانور انسانوں سے ہم کلام ہوں گے۔ (2) جوتے کا تسمہ اور عصا انسان سے گفتگو کرے گا۔ (3) ران گھروالوں کے کام پر آگاہ کرے گی۔

(4) غیب کی خبر وہی دیتا ہے جو علم غیب رکھتا ہو۔ کبھی آپ نے یہ دیکھا ہے کہ جاہل و بے علم شخص علم کا درس دے رہا ہو، کبھی نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ اسے اس کا علم ہی نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

بھیڑیے کا حضور ﷺ سے ہم کلام ہونا:

﴿37﴾..... بزار، سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دم ہلانے لگا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ تمام بھیڑیوں کا نمائندہ ہے۔ یہ تمہارے پاس یہ التجا لے کر آیا ہے کہ تم ان کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کر دو۔

امام بیہقی نے حضرت حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا ہے:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَإِذَا الدِّئْبُ مُفْتَرِشًا  
ذَرَاعِيهِ عَلَى الطَّرِيقِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا يَسْتَفْرِضُ  
فَأَفْرَضُوا لَهُ قَالُوا تَرَى رَأْيَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مِنْ كُلِّ  
سَائِمَةٍ شَاةٌ فِي كُلِّ عَامٍ قَالُوا كَثِيرٌ فَأَشَارَ إِلَى الدِّئْبِ أَنْ خَطَسَهُمْ  
فَانْطَلَقَ الدِّئْبُ .

حضور ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا حاضر ہوا۔ وہ راستہ میں اپنے ہاتھ پھیلا کر

بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا تم سے اپنے حصے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ تم اس کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے، اس کے لیے کیا مقرر کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر ریوڑ سے سالانہ ایک بکری اس کے لیے مقرر کر لی جائے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تو ان سے چھین لیا کر۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر وہ بھیڑیا چلا گیا۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۸۲ بیروت۔ حجة الله على العالمين ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۳۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

بھیڑیے کا ابوسفیان بن حرب سے کلام کرنا:

﴿38﴾..... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک بھیڑیے نے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے کلام کیا۔ یہ واقعہ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے۔ انہوں نے ایک بھیڑیے کو دیکھا جو ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا۔ بھیڑیے نے حرم کعبہ سے باہر ہرن کا تعاقب کیا

فَدَخَلَ الظَّبْيُ الحَرَمَ فَاِنصَرَفَ الذئبُ عَنْهُ فَعَجَبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ  
الذئبُ لَمَّا سَمِعَ تَعَجُّبَهُمَا اَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
بِالْمَدِينَةِ يَدْعُوكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَتَدْعُونَهُ اِلَى النَّارِ .

وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا۔ بھیڑیا وہاں سے پلٹ آیا۔ انہوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ ان کا یہ تعجب دیکھ کر بھیڑیے نے کہا۔ اس سے تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہیں، وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ تم آپ ﷺ کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۸۲ بیروت۔ حجة الله على العالمين ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا:

﴿39﴾..... امام الطبرانی نے اوسط اور صغیر میں، ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شفیع معظم، رحمت عالم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرماتے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ پکڑ رکھی تھی۔ اس نے کہا مجھے لات و عزی کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے گی۔

فَقَالَ الضُّبُّ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا لَبَّيْكَ وَ  
نَسْعَدِيكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ مَنْ تَعْبُدُ فَقَالَ الْغُذِي فِي  
السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ وَفِي  
الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ قَالَ فَمَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَ قَدْ خَابَ مَنْ  
كَذَّبَكَ فَاسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ .

حضور ﷺ نے فرمایا اے ضب! گوہ نے فصیح اور واضح عربی میں عرض کیا اور  
اس کی گفتگو کو تمام اہل محفل نے سمجھا وہ عرض کنان ہوئی:

یا رسول رب العالمین! ﷺ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ  
نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا میں اس ذات کی پرستش کرتی  
ہوں جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ جس کی سلطنت زمین پر ہے۔ جس کا  
راستہ سمندر میں ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے اور آگ میں اس کا عذاب  
ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں۔ وہ عرض کرنے لگی۔  
آپ ﷺ رب العالمین کے رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے  
آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارہ پانے  
والوں میں سے ہو گیا۔ جب اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھا تو وہ اسی

وقت مسلمان ہو گیا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۸۲ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۳۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا اور شیر:

﴿40﴾..... ابن سعد، ابو یعلیٰ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے خادم رسول حضرت - نینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کشتی کے تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ وہاں ایک شیر تھا۔

فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قُلْتُ يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا سَفِينَةٌ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
فَأَقْبَلَ يَبْضِبُ بَدَنِي حَتَّى قَامَ إِلَيَّ جَنِبِي ثُمَّ مَشَى مَعِيَ حَتَّى  
أَقَامَنِي عَلَى الطَّرِيقِ ثُمَّ هَمَّ سَاعَةً فَرَأَيْتُ أَنَّهُ يُودِعُنِي .

جب میں نے شیر کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے ابو الحارث! میں خادم رسول اللہ ﷺ ہوں، میرا نام سفینہ ہے۔ وہ اپنی ذم کو ہلاتا ہوا میرے پاس آیا حتیٰ کہ وہ میرے پہلو کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے سیدھے راستے کی طرف میری راہنمائی کی۔ اس کے بعد وہ تھوڑا سا غرّا آیا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۸۲ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) شیر کا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کے کلام کو سمجھنا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی صحبت میں رہنے والا صاحب کرامت ہو جاتا ہے ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ ایک لوہار کے ہاتھ خام لوہے کو لگ جائیں تو وہ کندن بن جاتا ہے تو جن کو اللہ کے نبی



ﷺ کے ہاتھ لگ جائیں تو اس کا عالم کیا ہوگا۔

(2) جن کو اللہ والوں سے نسبت ہو جائے ہر چیز ان کا احترام کرتی ہے۔ دیکھو شیر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کا احترام بھی کیا اور مہمان نوازی کرتے ہوئے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی بھی کی۔ نسبت کی بڑی بہاریں ہیں۔ نسبت ہی کی وجہ سے اصحاب کہف کے کتے کا نام قرآن پاک میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلْبَهُمْ بِاسِطٍ ذَرَاعِيَةٍ - ترجمہ: ”ان کا کتا غار کے دہانے پر بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔“  
لہذا دنیا میں کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نسبت قائم کر لینی چاہیے۔ اس کے فوائد آپ خود دیکھ لیں گے۔

چڑیا کا حضور ﷺ کو شکایت کرنا:

﴿41﴾..... امام بیہقی، ابو نعیم اور ابوالشیخ نے اپنی کتاب العظمت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ اس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔

فَمَرَّتِ الْحُمْرَةُ إِلَى النَّبِيِّ وَهِيَ تَعْرِضُ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هِدْيَهُ  
بِفَرْخَيْهَا قُلْنَا نَحْنُ قَالَ رُدُّوهُمَا مَوْضِعَهُمَا فَرَدَدْنَاهُمَا .

وہ چڑیا چھپاتی ہوئی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کی عرض سن کر فرمایا اس چڑیا کو اس کے دو بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف دی ہے ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ہی اس کے بچوں کو اٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں واپس ان کی جگہ پر لوٹا دو۔ ہم نے انہیں اسی آشیانہ میں رکھ دیا۔

(انوار الحمد یہ من السواہب الدنیہ ص ۸۲ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة ج ۱: خصائص الکبریٰ ج ۳ ص ۱۰۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) دیکھئے! جب چڑیا کے بچوں کو اٹھالیا گیا تو وہ اپنے بچوں کی شکایت لے کر بارگاہ

رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ کسی نے میرے بچوں کو اٹھایا ہے۔  
 اُن بچوں کو مجھے عطا فرما کر میری مدد کیجئے کیونکہ ماں کی ساری پونجی اس کی اولاد ہوتی ہے تو  
 سرکارِ مدینہ ﷺ نے اپنی نگاہِ نبوت سے دیکھ لیا کہ اس کے بچوں کو کسی نے نہیں اٹھایا بلکہ  
 میرے صحابہ نے ہی یہ کام کیا ہے۔ لہذا حکم جاری کیا کہ جاؤ اس کے بچے اسے واپس کر دو۔  
 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہیں ہر نی داد

اسی در پہ شترانِ ناشاد گلہء رنج و عنایت کرتے ہیں

(۲) حضور ﷺ کا سوال کرنا کہ اس کے بچوں کو کس نے اٹھایا ہے۔ یہ اپنے علم کے  
 لئے نہ تھا کیونکہ حضور ﷺ تو عالم الغیب ہیں۔ آپ کو تو علم تھا۔ یہ صرف اپنے صحابہ کو سنجیدہ  
 کرنے کے لیے کیا تھا۔ سوال ہر جگہ علم حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوتا۔ حدیث میں آیا کہ  
 اللہ تعالیٰ اُن فرشتوں سے جو ذکر کی محفلوں سے آتے ہیں اُن سے سوال کرتا ہے کہ تم کہاں  
 سے آئے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کو علم نہیں کہ فرشتے کہاں سے آئے ہیں۔ استاد شاگرد سے سوال  
 کرتا ہے۔ کیا استاد کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ سرکار ﷺ کا سوال کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔  
 کو حضور ﷺ کا موزہ لے کر اڑ گیا:

﴿42﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

حضور ﷺ نے اپنے نعلین مبارک منگوائے۔ ابھی ایک موزہ پہنا ہی تھا

جَاءَ غَرَابٌ لِيَاخْتَمَلَ الْآخِرُ فَرَمَى بِهِ فَنَحَرَ جَثْمَهُ مِنْهُ حَيَّةٌ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ خُفَيْهِ  
 حَتَّى يَنْفِضَهُمَا .

ایک کوا آیا دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا۔ بلندی پر جا کر اس نے اس موزے کو نیچے  
 پھینک دیا۔ جو نیچے موزہ نیچے گرا اس میں سے ایک سانپ نکل آیا۔ حضور ﷺ  
 نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ  
 وہ جھاڑنے سے پہلے اپنے جوتے نہ پہنے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(1) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال فاسد کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم غیب ہے تو موزے میں موجود سانپ پر کیوں مطلع نہ ہو سکے۔ موزے سے سانپ کو کیوں نہیں نکالا۔ میں نے عرض کیا اے عقل کے اندھے اگر اس حدیث کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ رکھنے والی آنکھ سے پڑھتا تو اس حدیث میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ رفعت کے علم پر لہراتی ہوئی نظر آتی۔

میرے آقا دو عالم کے داتا ﷺ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبِ کریم ﷺ کے نعلین (جوتوں) کو اپنی مخلوق پرندوں سے اس لیے صاف کرواتا ہے تاکہ دُھبیا کو معلوم ہو جائے کہ میرے محبوب کی بادشاہت جنوں اور انسانوں پر ہی نہیں بلکہ پرندوں پر بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہی لا مکاں کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

یہ تشریح میں نے اپنے پاس سے نہیں کی بلکہ خود نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ہٰذِہ کَرَامَةٌ اَکْرَمٰنِی اللّٰهُ بِہَا۔ یہی وہ عزت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص 335 بیروت)

(2) جوتوں کو جھاڑ کر پہننا سرکارِ مدینہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اس سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کا جوتے جھاڑنے والے عمل پر بہت زیادہ تاکید کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سرکارِ ﷺ کو امت سے بڑی محبت ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت ارشاد فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

شکر ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب

اس برے مذہب پر لعنت کیجئے

ایک پالتو جانور کا عشق مصطفیٰ ﷺ:

﴿43﴾..... امام احمد، قاسم بن ثابت اندلسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عِنْدَنَا دَاجِنٌ فَإِذَا كَانَ  
عِنْدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَرَّوْ بَتَّ مَكَانَهُ فَلَمْ يَجِيءْ وَلَمْ يَذْهَبْ وَ  
إِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَ وَ ذَهَبَ أَيُّ مَشَى فِي الْبَيْتِ . (لَمْ  
يَهْرَ لِعَدَمِ رُؤْيَيْهِ ﷺ شَوْقًا لَهُ .)

وہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پالتو جانور تھا۔ جب تک ہمارے ہاں  
حضور ﷺ تشریف فرما رہتے۔ وہ بھی پرسکون رہتا، وہ کسی قسم کی حرکت نہ  
کرتا، نہ ہی کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کرتا۔ جب حضور ﷺ باہر تشریف لے  
جاتے تو اس کا چین و آرام ختم ہو جاتا۔ وہ اُچھلنا اور کودنا شروع کر دیتا کیونکہ  
حضور ﷺ کا دیدار نہ کرنے کی وجہ سے اس کو قرار نہ آتا تھا۔

مدنی پھول:

(1) اس واقعہ میں گزرا کہ ایک جانور رسول اللہ ﷺ سے اس قدر عشق کرتا ہے کہ  
جب حضور ﷺ گھر میں نہ ہوتے وہ فراق رسول ﷺ میں تڑپنا شروع کر دیتا۔ واہ سبحان  
اللہ! اللہ تعالیٰ ایسا عشق رسول ﷺ ہمیں بھی عطا کرے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے  
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے  
اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اٹھ  
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمانی ہے

(1) یعنی اے عشق تو نے ہمیں وہ آگ لگائی ہے جو ہم گنہگاروں سے جہنم کی آگ  
حرام کر دے گی۔

(2) اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ دل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ کیا تو ہر وقت عشق کی آگیں  
سلگتا رہتا ہے۔ جلنا ہے تو ان کے عشق میں جلدی جل اٹھ تیری وجہ سے میرا دم گھٹنے لگا ہے۔

ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا:

﴿44﴾..... امام بیہقی، دارقطنی، خطیب بغدادی نے حضرت معروض یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ کی معیت میں حج ادا کیا۔ میں مکہ معظمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ ماہ تمام کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ اہل یمامہ میں سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ وہ بچہ اسی دن پیدا ہوا تھا۔ اس نے اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا غُلَامُ مَنْ أَنَا قَالَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ صَدَقْتَ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ ثُمَّ إِنَّ الْغُلَامَ لَمْ يَجِبْكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى سَبَّ فَكُنَّا نُسَمِّيهِ مُبَارِكَ الْيَمَامَةِ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بچے! میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اللہ تجھے بابرکت بنائے۔ پھر اس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی۔ ہم نے اس کا نام ”مبارک الیمامہ“ رکھا تھا۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ  
مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص الکبریٰ میں فرمایا ہے۔ یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔



## انباء الغیب کے متعلق معجزاتِ رسول ﷺ

حضور ﷺ کی غیبی خبریں بھی آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم ماکان وما یكون رکھتے تھے آئیے میں اس پر قرآن پاک اور احادیث مبارکہ پیش کرنے کی سعی کرتا ہوں تاکہ قاری پر یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے۔ اس کے علاوہ بزرگانِ دین کے اقوال بھی پیش کئے جائیں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔ اور یہ سب کچھ میرے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا فیضان اور آپ کے علم کی منہ بولتی تصویر ہے۔ بالتصریح کہتا ہوں کہ یہ سب مواد اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا ہی فیض ہے۔

### حضور ﷺ کا علم غیب:

علم غیب ذاتی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کو علم غیب عطائی (اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا) مانتے ہیں۔

### آیات قرآنیہ سے علم غیب کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ کی عطا سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ رب تعالیٰ خود فرماتا ہے

(۱) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء۔

اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے (اس کے لیے) مقرر لیتا ہے۔

نوٹ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے چنے ہوئے اور پسندیدہ بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو علم غیب کی عطا سے روک سکے۔ جب وہ عطا فرماتا ہے تو اس کے بندوں کو علم غیب ہوتا بھی ہوگا۔ اور یقیناً ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۲): عالم الغیب فلا ینظر علی غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔  
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) اور فرماتا ہے:

وما هو علی الغیب بضنین۔ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔  
ہو کی ضمیر نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس میں تو صراحتاً اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ نبی (محمد ﷺ) غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ سکھایا اور بتایا اسی چیز کو جاتا ہے جو خود کو حاصل ہو۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیب جانتے تھے۔

اعتراض: ہو ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔  
جواب: اگر اس ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہو تو تب بھی ہمارا دعوہ ثابت ہے کیونکہ جب اللہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں تو اس نے ضرور بتایا ہوگا۔ پھر کس کو بتایا ہوگا جس کو سب سے زیادہ چاہا ہوگا اور وہ ذات میرے آقا ﷺ کی ہی ہے۔ جو افضل الانبیاء ہیں۔

(۴): ذلک من انباء الغیب نُوحیہ الیک: اے نبی! یہ غیب کی باتیں جس کو ہم تم پر وحی کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ چار آیتیں بالصریح اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے علم غیب کے حصول پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیث مبارکہ سے حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:  
حدیث ۱: بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:  
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاماً ماترک شینا

يكون في مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه " . ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش (دنیا) سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح متفق علیہ کتاب الفتن الفصل الاول مطبع مجبائی دہلی ص 461)

حدیث 2: صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قام فينا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه " ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق جلد 1 ص 453 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حدیث 3: صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا "فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيمة فاعلمنا احفظه " . اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن جلد 2 ص 290 قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی نشست میں ابتدائے دنیا سے لے کر قیامت تک سارے حالات بتا دیئے۔ یہ حالات بتانا کیا رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر دلالت نہیں کرتا؟ جبکہ پوشیدہ چیز کے بارے میں علم دینا ہی تو علم غیب

کہلاتا ہے۔ بلکہ یہ احادیث ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم ماکان وما یکون حاصل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو دنیا کے ذرے ذرے کا علم ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ میرے لیے ہر چیز روشن کر دی گئی۔

حدیث 4: ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ میں دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فرايتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت برد انا ملہ بین  
ثدی فتجلی لی کل شیء وعرفت .

ترجمہ: میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

(سنن الترمذی کتاب التفسیر جلد 5 ص 160 دار الفکر بیروت)

حدیث 5: اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "فعلمت مافی السموات وما فی الارض"۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ میں نے جان لیا۔ (سنن الترمذی کتاب التفسیر جلد 5 ص 160 دار الفکر بیروت)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام علوم حاصل تھے:

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

پس دانستم ہر چہ در آسمانها و ہر چہ در زمین ہا بود عبارت  
است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن۔

چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے کہ حضور ﷺ کو تمام علوم کے حاصل تھے وہ علوم جزوی ہوں یا کلی۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ جلد 1 ص 333 مکتبہ نوریہ رضویہ سکر)

عبدالحق محدث دہلوی وہ شخصیت ہیں جن کو بد مذہب بھی اپنا پیر جانتے اور ان کے اقوال مانتے ہیں۔ مگر ایسے اقوال ماننے (جس میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا پہلو نکلتا ہو) سے ان کا پیٹ درد اور ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ مگر ان گندی نالی کے کیڑے مکوڑوں کے گھٹانے سے شان مصطفیٰ ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں۔

مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا  
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا  
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ:

حدیث 6: امام احمد اپنی مسند میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لقد ترکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یتحرك طائر  
جناحیه فی السماء الا ذکر لنا منه علما .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ  
پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 153 المکتب الاسلامی بیروت)

حدیث 7: ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ قدر فع لی الدنیا فانا  
انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانتما انظر الی کفی ہذہ  
جلیان من اللہ جلّٰہ لنبیہ کما جلّٰہ لنبیین من قبلہ . بے شک میرے سامنے  
اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے  
سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں، اس روشنی کے سبب جو اللہ تعالیٰ  
نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء  
کے لیے روشن کی تھی۔

(حلیہ الاولیاء جلد 6 ص 101 بیروت)



اے میرے مسلمان بھائیو!

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہے جو کچھ زمین و آسماں میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا ان سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس تمام ماسکان و مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا، مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں، ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار اور نہ عزت و وجاہت انبیاء کے خلاف، مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے کیا وہ ان خدیشوں کو شرک اکبر کہیں گے اور جو آئمہ کرام ان سے سند لائے، جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدقیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی یثمی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کو مشرک کہیں گے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حدیث 8: صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی باعمالها حسنہا و قبیحہا۔ میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد جلد 1 ص 107 قدیمی کتب خانہ کراچی)

اقوال آئمہ سے حضور ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:

امام بوسیری قدس سرہ کا عقیدہ:

امام اجل بوسیری قدس سرہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں: وسع العالمین علماً و حکماً۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حکمت تمام جہان کو محیط ہے۔ (مجموع المتون ص 18 الشؤون الدینیہ دولہ قطر)

امام ابن حجر مکی کا عقیدہ:

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں: لان اللہ تعالیٰ اطلعه

علی العالم فعلم علم الاولین والأخرین وماکان ومایکون۔ یہ اس لیے کہ بے شک اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشیتو سب اگلے پچھلوں اور ماکان وما یكون کا علم حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو گیا۔ (افضل القراء لقراء ام القرى)

نوٹ: امام بوسیری اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہما حضور ﷺ کے لیے علم ماکان وما یكون (علم غیب کلی) کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ آج کا بد مذہب کیوں اس کے ماننے کا انکار کرتا ہے۔

### علامہ شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض کا عقیدہ:

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرضت علیہ الخلاق من لدن ادم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی قیام الساعة فعرفہم کلہم کما علم ادم الاسماء۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کی گئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا۔ جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔

(نسیم الریاض الباب الثالث جلد ۲ ص ۲۰۸)

علامہ عبدالرؤف مناوی کا عقیدہ:

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فترى وتسمع الكل کالمشاهد۔

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں

(تیسیر شرح الجامع الصغیر جلد ۱ ص ۵۰۲ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض)

اے میرے اسلامی بھائی غور کر! جب عام بندے کی پاکیزہ روح کا یہ حال ہے تو

افضل الانبياء حبيب كبريا صلى الله عليه وسلم کی روح انور کا کیا حال ہوگا۔

امام قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ کا عقیدہ:

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں: قد قال علماء نار حمہم اللہ تعالیٰ لا فرق بین موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاہدتہ لاقتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائمہم و خواطرہم و ذلک جلی عندہ، لاخفاء بہ۔

بے شک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

(المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی جلد ۳ ص ۵۸۰ المکتب الاسلامی العربی بیروت)

اللہ اللہ! اے عزیز غور کر!

امام قسطلانی فرما رہے ہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر روشن ہیں۔ امام صاحب کے اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضور صلى الله عليه وسلم کے علم غیب، اور حضور صلى الله عليه وسلم کے زندہ ہونے، آپ صلى الله عليه وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کا عقیدہ:

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ المکرم

مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذکر کن اودرود بفرست بروم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم، و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش او در حالتِ حیات و می بینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و هیبت و امید بدان کہ و می صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ و می صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ و یکے از صفات الہی آنست کہ انا جلیس من ذکر نی .

حضور ﷺ کی یاد کر اور ان پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں۔ کیونکہ وہ صفات الہیہ سے متصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ (مدارج النبوة باب یاز جلد 2 ص 231 مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر) محقق عبدالحق محدث دہلوی مزید فرماتے ہیں:

وہو بکل شیء علیم O و و می صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم O علیہ من الصلوات افضلها من التحیات اتمها و اکملها ."

ترجمہ: وہو بکل شیء علیم، اور وہ حضور ﷺ سب چیزوں کو جاننے والے ہیں، احوال احکام الہی احکام صفات حق، اسماء افعال آثار، تمام علوم ظاہر و باطن، اول و آخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں، آپ پر افضل درود اور اتم و واکمل سلام ہو۔

(مدارج النبوة مقدمة الكتاب جلد 1 ص ۱۴۲ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

## شاہ ولی اللہ دہلوی کا عقیدہ:

شاہ ولی اللہ دہلوی، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں: فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیفیت ترقی العبد من حیثہ الی حیثہ لقدس فیتجلی له حیثہ کُلُّ شَیْءٍ کما اخبر عن هذا المشہد فی قصۃ المعراج المنامی " .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام اقدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔ (فیوض الحرمین محمد سعید اینڈ سنز کراچی) .

حضور ﷺ کو علم کلی حاصل ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک ماکان وما یکون انہیں بتایا، اشائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس، جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہی پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، اللہ الحمد کثیراً۔

کتب حدیث و تصانیف علمائے کرام میں اس کے دلائل کثیر ہیں بحمد اللہ قرآن عظیم اس بات پر خود شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب کلی حاصل تھا۔  
قرآن پاک سے حضور ﷺ کے علم غیب کلی کا ثبوت:

آیت 1: ونزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء وهدی ورحمة  
وبشری للمسلمین" (پ 14 النحل: 89)

ترجمہ: اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور



مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور بشارت ہے

آیت 2: ما كان حديثا يفترى ولكن تصديق الذي بين يديه

وتفصيل كل شيء " (پ 13 رد: 111)

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور (اس

میں) ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

آیت 3: ولا حبة في ظلمت الارض ولا رطب ولا يابس الا في

كتب مبين " - (پ 7 انعام: 38)

کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک۔ مگر یہ کہ

سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اے میرے مسلمان بھائیو غور کرو: جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان

بھی کیسا، روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، قرآن پاک میں شئی آیا ہے اور اہلسنت

کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس

بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور لوح محفوظ بھی اس میں داخل ہے معلوم ہوا کہ لوح

محفوظ کا علم قرآن میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سارے کا سارا قرآن حضور ﷺ کو سکھا

دیا اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

الرحمن 0 علم القرآن 0 خلق الانسان 0 علمه البيان (الرحمن: ۴۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو

پیدہ کیا۔ ماکان وما یكون کا علم اس کو سکھایا۔

اس آیت کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ انسان سے مراد حضور ﷺ کی ذات پاک

ہے۔ اور رحمن نے آپ ﷺ کو مکمل قرآن سکھایا۔

تفسیر روح البیان: الرحمن 0 عَلمَ القرآن ای عَلمَ نَبیننا ﷺ القرآن

وَاسرارَ الْکُوهیةِ

ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ کو رب تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے

اسرار سکھا دیے۔

تفسیر معالم التنزیل: خلق الانسان ای محمدا ﷺ علمہ البیان

یعنی بیان ماکان ومایکون

ترجمہ: اللہ نے انسان یعنی محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا علم سکھا دیا۔

نوٹ: جب اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم قرآن میں بیان کر دیا اور سارے کا سارا قرآن محبوب کریم ﷺ کو سکھا دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم حاصل ہو گیا۔ الحمد للہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ حضور ﷺ کے علم میں ہے۔ اسی کو علم غیب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معلوم نہیں کہ بد مذہبوں کی عقل پر کیوں پردہ پڑا ہوا ہے کہ وہ اس آسان سی بات کو سمجھ سکتے نہیں۔

اگر ہم یہ مانیں کہ رسول اللہ ﷺ علم غیب جانتے ہیں تو یہ کسی بھی صورت میں شرک نہیں بنتا۔

افسوس کہ ان شرک فروش بد مذہبوں کو اتنا نہیں سوچتا کہ علم الہی ذاتی ہے اور علم مصطفیٰ ﷺ عطائی ہے۔ علم الہی واجب ہے اور علم مصطفیٰ ﷺ ممکن، علم الہی قدیم علم مصطفیٰ ﷺ حادث، علم الہی نامخلوق علم مصطفیٰ ﷺ مخلوق ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون اور بصیرت کے اندھے کو ضرور ہو سکتا ہے۔ یہ شرق تا غرب و سماوات و ارض و عرش تا فرش ماکان و ما یکون من اوّل یوم الی اخر الایام سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا اور جملہ مکتوبات لوح کا علم رسول اللہ ﷺ کے علوم میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ان کے طفیل سے حضرات مرسلین علیہم افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کو بھی حاصل ہے بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں (اولیائے عظام) کو بھی ملا، اور ملتا ہے

امام اجل محمد بصری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

امام اجل محمد بصری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ فان من جودك الدنيا و ضررتها و من علومك علم اللوح و القلم یعنی

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جو دو کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ماکان و مایکون بھی داخل ہے حضور "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ الک وصحبک و بارک وسلم" کے علوم سے کا ایک حصہ ہیں۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا عقیدہ:

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں نعتقدان العبدینقل فی الاحوال حتی بصیر الی نعت الروحانیۃ فیعلم الغیب۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح جلد 1 ص 128 کتاب الایمان الفصل الاول تحت حدیث المکتبۃ الحسبۃ کوئٹہ)

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس کا عقیدہ:

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ قال انک لن تستطیع معی صبرا، و کان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذلك حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علمِ غیب جانتے تھے انہیں علمِ غیب دیا گیا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری) سورۃ کہف پ 16: 65 بیوت)

جب خضر علیہ السلام کے لیے علمِ غیب حاصل ہے تو آقا خضر، سلطان بحر و بر، رسول اکرم ﷺ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ کیا وہ علمِ غیب نہ جانتے ہوں گے۔ آو میں تھے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے جاؤں تاکہ تیری ہدایت کی کوئی سبیل نکل آئے۔

علامہ زرقانی کا عقیدہ:

موہب لدنیہ کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون باطلاعہ علی الغیب "

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ الفصل الثالث جلد 7 ص 200 دار المعرفۃ بیروت)

امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان:  
تفسیر امام طبری اور تفسیر درمنثور میں بخاری و مسلم سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت  
سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سألتہم ليقولن انما کنا نخوض  
ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان  
بوادی کذا و کذا وما یدریہ بالغیب "

انہوں نے فرمایا اللہ کے قول "ولئن سألتہم" کی تفسیر میں کہ منافقین  
میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد ﷺ ہم سے بیان کرتے ہیں مگر فلاں کی  
اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی باتیں کیا جا۔

(جامع البیان (تفسیر الطبری جلد 10 ص 196 دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی کسی کی اونٹنی گم ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ  
فلاں جنگل میں ہے: ایک منافق بولا "محمد غیب کیا جانیں" اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت  
کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیتے کہ "اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے  
ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔ ملاحظہ کرو کہ یہ آیت تم پر کیسی  
آفت ہے۔ یہ علی الاعلان کہہ رہی ہے کہ حضور کے علم غیب پر اعتراض کرنے والا کافر  
ہے۔ اے رسول اکرم ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر و مشرک کہنے والو!  
تمہارے اس گندے قانون (رسول اللہ کے لیے علم غیب کا قائل کافر و مشرک ہے)  
کے تحت سب آئمہ دین معاذ اللہ کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں۔

جن آیات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں علم غیب نہیں جانتا اس سے  
مراد یا تو یہ کہ میں جمیع معلومات الہیہ کو (جس قدر اللہ تعالیٰ کی معلومات ہیں) نہیں جانتا یا یہ  
ہے میں بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب نہیں جانتا۔

تفسیر کبیر: تفسیر کبیر میں ہے ﷺ: قوله ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافہ بانہ

غیر عالم بكل المعلومات .  
یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد ہوا تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو حاوی نہیں۔

امام قاضی عیاض اور علامہ شہاب الدین خفاجی کا عقیدہ:

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

فی اطلاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الغیب (المعلومة علی القطع) بحيث لا يمكن انكارها او التردد فيها لا حد من العقلاء (لكثرة روايتها واتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب) وهذا لا ينافي الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير فان المنفى علمه من غير واسطة واما اطلاع صلي الله تعالى عليه وسلم عليه باعلام الله تعالى له فامر متحقق بقوله تعالى فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضى من رسول "

رسول اللہ ﷺ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردید کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملتا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض جلد 3 ص 150 برکات رضا)



## علامہ شامی کا عقیدہ:

تاتارخانیہ میں ہے کہ: "جس نے اللہ ورسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی ﷺ کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بے شک رسولوں کو علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو" علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ آئمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے آئمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(رد المحتار کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات جلد 3 ص 297 دار احیاء التراث العربی بیروت)

## حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین:

حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وعزة ربي ان السعداء والاشقياء ليعرضون علي عيني في اللوح المحفوظ .

عزت الہی کی قسم بے شک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔ (ہجرت الاسرار ص 50 دارالکتب العلمیہ بیروت) اور آپ ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لولا لجام الشريعة علي لساني لا خبرتكم بما تاكلون و ماتدخرون في بيوتكم انتم بين يدي كلقوار يروى مافي بواطنكم وظواهركم .

اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کر کے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو،

میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ۔ (ہجرت الاسرار ص 55 دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلبی مطلع علی اسرار الخلیفة ناظر الی وجوه القلوب قد صفاه  
الحق عن دنس رویة سواه حتی صار لوحاً ینقل الیه مافی اللوح  
المحفوظ وسلم علیه ازمة امور اهل زمانه و صرفه فی عطائهم  
ومنعمهم

میرادل اسرار مخلوقات پر مطلع ہے سب دلوں کو دیکھ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے  
رویت ماسوا کے میل سے صاف کر دیا کہ ایک لوح ہو گیا جس کی طرف وہ منتقل  
ہوتا ہے، جو لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمانہ کے کاموں  
کی باگیں اسے سپرد فرمائیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا کریں،  
جسے چاہیں۔ (بجۃ الاسرار ص ۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت)

جب غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے کہ وہ سب لوگوں کے دلوں کے حالات  
لوح محفوظ (جس میں ہر چیز کا علم ہے یہاں تک علوم خمسہ کا بھی) تک کا علم جان لیتے ہیں تو  
آقائے غوث اعظم، محبوب رب اکرم ﷺ کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔  
اگر ہم حضور ﷺ کے علم غیب جاننے کو شرک کہیں تو وہ علماء و آئمہ جنہوں نے اس کا  
عقیدہ رکھا اور اس کو ثابت کیا وہ مشرک قرار پائیں گے۔ ان علماء کے نام یہ ہیں جو اہلسنت کا  
عقیدہ رکھتے ہیں اور مصطفیٰ کریم ﷺ کو عالم الغیب مانتے ہیں۔

- |  |  |
|--|--|
| (۱) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی            | (۲) مولانا ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی      |
| (۳) علامہ شامی صاحب رد المحتار         | (۴) آئمہ اہلسنت و مصنفان عقائد                   |
| (۵) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی | (۶) علامہ شہاب الدین خفاجی                       |
| (۷) امام فخر الدین رازی                | (۸) علامہ سید شریف جرجانی                        |
| (۹) علامہ سعد الدین تفتازانی           | (۱۰) علی قاری مکی                                |
| (۱۱) امام ابن حجر مکی                  | (۱۲) علامہ محمد زرقانی                           |
| (۱۳) علامہ عبدالرؤف مناوی              | (۱۴) علامہ احمد قسطلانی                          |
| (۱۵) امام قرطبی                        | (۱۶) امام بدر الدین عینی                         |
| (۱۷) امام بغوی (صاحب تفسیر معالم)      | (۱۸) شیخ علاؤ الدین علی بغدادی (صاحب تفسیر غارن) |

- (۱۹) علامہ بیضاوی  
(۲۰) علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن)  
(۲۱) علامہ جمل (شارح جلالین)  
(۲۲) امام ابو بکر رازی (صاحب تفسیر نمودج جلیل)  
(۲۳) امام زین الدین عراقی (استاد امام ابن حجر عسقلانی)  
(۲۴) امام قاضی عیاض  
(۲۵) حافظ الحدیث احمد سلجماسی  
(۲۶) ابن قتیبہ  
(۲۷) ابن خلکان  
(۲۸) امام کمال الدین دمیری  
(۲۹) علامہ ابراہیم بیجوری  
(۳۰) علامہ شنوائی  
(۳۱) علامہ مدائنی  
(۳۲) علامہ ابن عطیہ  
(۳۳) علامہ عثماوی  
(۳۴) امام ناصر الدین سمرقندی (صاحب ملقط)  
(۳۵) علامہ بدر الدین محمود بن اسرائیل  
(۳۶) شیخ عالم بن صاحب تاتارخانیہ  
(۳۷) امام فقیہ صاحب فتاویٰ حجہ  
(۳۸) امام عبدالوہاب شعرائی  
(۳۹) امام یافعی  
(۴۰) امام اوحد ابو الحسن شطونوی  
(۴۱) امام ابن حجر مکی  
(۴۲) امام محمد صاحب مدنیہ بردہ شریف  
(۴۳) حضرت مولانا جامی  
(۴۴) حضرت مولوی معنوی  
(۴۵) حضرت سید عبدالعزیز دباغ  
(۴۶) حضرت سیدی علی خواص  
(۴۷) حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین  
(۴۸) حضرت خواجہ عزیزان راتھینی  
(۴۹) حضرت شیخ اکبر  
(۵۰) حضرت سیدی علی وفا  
(۵۱) حضرت سیدی رسلان دمشقی  
(۵۲) حضرت سیدی ابو عبداللہ شیرازی  
(۵۳) حضرت سیدی ابوسلیمان درانی  
(۵۴) حضرت قطب کبیر سید احمد رفائی  
(۵۵) حضور قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم (۵۶) حضرت امام علی رضا  
(۵۷) حضرت امام جعفر صادق  
(۵۸) حضرت عالیہ دیگر آئمہ اطہار  
(۵۹) امام مجاہد  
(۶۰) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس  
(۶۱) حضور سیدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ  
(۶۲) عامہ صحابہ کرام

یہ علماء و آئمہ وہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھا اور اسکو ثابت کیا ہم اوپر بیان کر چکے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے علم غیب کی تصریح فرمائی

اور اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ میں اپنے بندوں کو علم غیب عطا کرتا ہوں۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ سینوں کے پاس کفر کی مشین ہے۔ اور خود یہ حالت نہ علماء کو چھوڑیں، نہ اولیاء کو نہ صحابہ کو نہ مصطفیٰ ﷺ کو نہ جناب کبریا اللہ تعالیٰ کو چھوڑیں بلکہ سب پر حکم کفر لگائیں اور خود بچے مسلمان بنے رہیں۔ بات لمبی ہوگئی، چلو! شاید کہ دل میں اتر جائے میری بات!

اب وہ واقعات پیش کیے جاتے ہیں جن کے بارے میں آقائے دو عالم ﷺ نے غیب کی خبریں عطا فرمائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں:

﴿45﴾ ..... أَخْرَجَ الشَّيْخَانُ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهَا ادْعِي لِي أَبَاكَ وَأَخَاكَ حَتَّى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ أَوْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَأْتِي اللَّهَ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ .

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی اور والد محترم کو بلا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک وصیت لکھ دوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ باتیں بنانے والے باتیں بنائیں گے اور خواہش کرنے والے خلافت کی خواہش کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۷ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت: بخاری شریف: مسلم شریف کتاب الفتن ج ۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) اس حدیث پاک میں دو غیبی خبریں ہیں جو آپ کے عالم الغیب ہونے پر صراحتاً دلالت کر رہی ہیں۔

اولاً حضور ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ میرے بعد کئی لوگ خلافت کی خواہش کریں گے۔ ہوا بھی یہی کہ انصار صحابہ کرام اور مہاجرین کے درمیان خلافت کے معاملے میں اختلاف ہوا۔

ثانیاً اہل ایمان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ تسلیم کریں گے۔ یہ بھی غیبی خبر ہے اور ایسے ہی ہوا تمام اہل ایمان کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ خلیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ اب کوئی اگر یہ کہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت چھینی ہے تو وہ محض بکو اس کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر  
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں ہمیں  
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا  
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

جنتی شخص کی آمد:

﴿46﴾..... عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ  
جَلَسَ .

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس بشارت سے پہلے بھی حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ جنت کا مژدہ جانفزا سنا یا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۷ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۰ بیروت: مستدرک للحاکم)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ



## مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں بھی دو غیبی خبریں ہیں:

(1) ”ابھی ایک شخص آئے گا“ کسی کے آنے کی خبر دینا بھی غیبی خبر ہے۔

(2) ”وہ شخص جنتی ہے۔“ جنت تو مستقبل میں ملنی ہے لیکن قربان جاؤں میں اپنے

آقا و جہاں کے داتا ﷺ پر کہ مستقبل میں ہونے والے کام کو ابھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور مستقبل کی خبر دینا بھی غیبی خبر ہے۔

(2) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنتی ہیں۔ جو

شیعہ حضرات آپ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں یہ ضرور اپنے کئے کا پھل بھگتیں گے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شیخین کریمین (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو

گالیاں دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کے سائے سے بھی بچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق

## خلافت و جنت کی بشارت:

﴿47﴾..... عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ فَجَاءَ آتٍ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ يَا أَنَسُ قُمْ فَافْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِي فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ ﷺ افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ أَبِي بَكْرٍ فَإِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَدَقَّ الْبَابَ فَقَالَ ﷺ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ عُمَرَ وَإِنَّهُ مَقْتُولٌ فَإِذَا عُثْمَانُ .

ابن ابی خنیسہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک باغ میں تھے۔ ایک آنے والا آیا اس

نے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! جاؤ دروازہ کھولو اور اس کو میرے بعد خلافت اور جنت کی بشارت دے دو۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ، دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بننے کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت اور پھر جنت کا مرثدہ سناؤ۔ اسے یہ بھی خوشخبری دو کہ اسے رتبہ شہادت نصیب ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا، تو وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۳ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۷ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

- (1) حضور ﷺ یہ جانتے ہیں کہ دروازے پر کون ہے۔ تبھی تو فرمایا وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔
  - (2) خلافت کا ملنا مستقبل میں ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی پہلے ہی خبر دے دی۔
  - (3) جنت کا حصول تو قیامت کے بعد ہے۔ حضور ﷺ کا اپنے غلام صادق کو جنت میں جانے کا مرثدہ سنانا بھی خبر غیبی ہے۔
  - (4) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار کل بنایا جس کو جو چاہیں عطا فرمادیں کوئی روک ٹوک نہیں۔
- اعلیٰ حضرت محمد اللہ فرماتے ہیں:

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

(5) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ ﷺ اپنے اُمتیوں کے مرنے جینے کے حالات تک واقف ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ میرا اُمتی شہید ہوگا یا شہادت کے رتبہ سے سرفراز نہیں ہوگا عام موت فوت ہوگا۔

میرے بعد 12 خلفاء ہوں گے:

﴿48﴾..... امامِ بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ سَيَكُونُ فِيكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً وَابُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ، لَا يَلْبَثُ خَلْفِي إِلَّا قَلِيلًا وَصَاحِبُ رَحِي دَارِ الْعَرَبِ يَعِيشُ حَمِيدًا وَيَمُوتُ شَهِيدًا قَالَ رَجُلٌ وَمَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میرے بعد عنقریب بارہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑی دیر ہی زندہ رہیں گے۔ دارِ عرب کی چکی کا مالک قابلِ رشک زندگی بسر کرے گا اور اسے شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے کون مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا اے عثمان! تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم اس قیص کو اتار دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنایا ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر تم نے وہ قیص اتار دی تو پھر جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے۔ حتیٰ کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل ہو جائے۔“

(- حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

اس حدیث میں حضور ﷺ نے کئی غیبی خبروں کی اطلاع دی ہے۔

- (1) میرے بعد 12 خلفاء ہوں گے۔
- (2) ابوبکر میرے بعد تھوڑی دیر زندہ رہیں گے۔ وہ مدت تقریباً اڑھائی سال پر مشتمل ہے۔

(3) عمر فاروق ان کے بعد خلیفہ بنیں گے اور قابل رشک زندگی گزاریں گے۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنے غلام کی زندگی کے ہر گوشے سے واقف ہیں۔

(4) عثمان سے لوگ قیص اُتارنے کا مطالبہ کریں گے۔ غالباً قیص سے مراد دامن اسلام یا غلامی رسول ہے۔ یعنی لوگ تمہیں اسلام کو چھوڑنے پر مجبور کریں گے تم ان کی ایک نہ سنایا اس سے مراد خلافت کی چادر ہے۔ یہ قول زیادہ قوی ہے۔

جس دن عثمان کو شہید کیا جائے گا وہ بربادی کا دن ہوگا:

﴿49﴾..... ابن عسا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے بارگاہ رسالت میں بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کریں کہ اگر ہم آئندہ سال آئیں اور ہم آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکیں تو پھر ہم اپنے صدقات کس کے حوالے کریں۔ میں نے ان کی یہی بات آپ ﷺ سے عرض کی۔

فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلَىٰ اَبِيْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُمْ فَقَالُوا قُلْ لَهُ فَاِنْ لَمْ نَجِدْ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلَىٰ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهُمْ فَقَالُوا قُلْ لَهُ فَاِنْ لَمْ نَجِدْ عُمَرَ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلَىٰ عُمَانَ وَتَبَّ يَوْمَ لَهُمْ يُقْتَلُ عُمَانُ .

آپ ﷺ نے فرمایا انہیں کہو میرے بعد صدقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ میں نے وفد بنی مصطلق کو یہی بات بتائی۔ انہوں نے کہا اگر ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات نہ کر سکیں تو پھر یہ صدقات

کس کے سپرد کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر یہ صدقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا۔ میں نے یہ بات اس وفد کو بتائی۔ انہوں نے کہا بارگاہ رسالت میں عرض کریں کہ اگر ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پائیں تو پھر صدقات کس کو دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر صدقات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا وہ دن لوگوں کے لیے بربادی اور ہلاکت لے کر آئے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ ﷺ نے وفد بنی مصطلق کو صدقات کے سپرد کرنے کی جو ترتیب بتائی یہ ترتیب ان کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

(2) عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور پھر بربادی و ہلاکت کے دن مسلمانوں پر شروع ہو جائیں گے۔

جس طرح سرکارِ مدینہ ﷺ نے بتایا تھا اسی طرح ہوا جس دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ مسلمانوں کی ہلاکت کا پہلا دن تھا۔

بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ابھی حالات نازک ہیں جیسے ہی حالات پلٹا کھاتے ہیں اسی وقت قصاص کی کارروائی شروع ہو جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار تھے۔ آپ کو حضرت عثمان کو ظماً شہید کرنے کا بہت زیادہ دکھ تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ جب مسلمانوں کے دو بڑے گروہ آپس میں ٹکرائے تو کثیر مسلمان طرفین سے شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور غلط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی نہ تھے۔ بلکہ آپ سے خطائے اجتہادی ہوئی ہے۔



## جنت اور شہادت کی خبر:

﴿50﴾..... طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي حَائِطٍ فِاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ إِذْنٌ لَهُ وَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَقَالَ إِذْنٌ لَهُ وَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالشَّهَادَةِ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَقَالَ إِذْنٌ لَهُ وَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالشَّهَادَةِ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انہیں اجازت دو اور انہیں جنت اور شہادت کی خوشخبری سناؤ۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بھی اجازت دے دو اور انہیں شہادت اور جنت کا مشورہ سناؤ۔

(حجة الله على العالمين ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بغیر دیکھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتوں کی خبر دینا:

﴿51﴾..... الطبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔

فَقَالَ انْطَلِقْ حَتَّى تَأْتِيَ أَبَا بَكْرٍ فَتَجِدُهُ فِي دَارِهِ جَالِسًا مُحْتَبِيًا فَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ انْطَلِقْ حَتَّى تَأْتِيَ الثَّيْبَةَ فَتَلْقَى عُمَرَ رَاكِبًا عَلَيَّ حِمَارٍ تَلُوْحُ صُلْعَتُهُ فَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ انْطَلِقْ حَتَّى تَأْتِيَ عُثْمَانَ فَتَجِدُهُ فِي السُّوقِ يُبِيعُ وَيَتَّاعُ فَبَشْرُهُ بِالْجَنَّةِ بَعْدَ بَلَاءٍ شَدِيدٍ فَإِنْ طَلَقْتَ فَوَجَدْتُهُمْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس

حالت میں ملیں گے کہ وہ اپنے گھر پالتی مار کر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں جنت کا مژدہ سناؤ۔ پھر ثنیہ جانا وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملیں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوں گے۔ ان کا گنجا پن چمک رہا ہوں گا۔ انہیں بھی جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانا وہ تجھے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے۔ انہیں بھی جنت کی خوشخبری دینا اور یہ بھی بتا دینا کہ انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں وہاں سے روانہ ہوں۔ میں نے انہیں اسی حالت میں پایا جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ آپ ﷺ ہر وقت اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں جس طرح حضور ﷺ نے خبر دی اسی حالت میں میں نے ان کو پایا۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر  
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

(2) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلَى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرَدَلِيَّةٍ عَلَي حُكْمِ اِتِّصَالِ

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں کو اس طرح دیکھا ہے کہ گویا وہ سب میرے سامنے رائی کے دانے کی مثل ہیں۔ جب غلاموں کا یہ حال ہے تو آقائے دو جہاں ﷺ کی نظر کے کمال کا عالم کیا ہوگا۔

چاروں خلفاء کے لیے جنت کی بشارت:

﴿52﴾..... امام احمد، اور طبرانی میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

فَقَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ عُثْمَانُ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ جَعَلْتَهُ عَلِيًّا فَطَلَعَ عَلِيٌّ .

آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی جنتوں میں سے ایک اور شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اے اللہ عزوجل اگر تو چاہتا ہے تو اس کو علی بنا دے۔ اسی وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے پہاڑ رُک جا تجھ پر نبی، صدیق یا شہید ہے:

﴿53﴾..... امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ”حرا“ پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔

فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ ﷺ اِهْدَا فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ .

پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے کہا اے پہاڑ!

پر سکون ہو جا۔ تجھ پر یا تو نبی ہے یا صدیق یا شہید ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۶ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ مذکورہ بالا تمام صحابہ کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ پہاڑ پر رزہ طاری ہونے کے کئی واقعات ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنہ کا دروازہ کرنے والے ہیں:

﴿54﴾..... ابو نعیم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ لِعُمَرَ هَذَا غَلَقُ الْفِتْنَةِ لَا یَرَأِیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الْفِتْنَةِ بَابٌ شَدِیدُ الْغَلَقِ مَا عَاشَ هَذَا بَیْنَ ظُهْرَانِیْكُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کو سنا۔ آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرما رہے تھے۔ یہ فتنے کا بند دروازہ ہیں۔ جب تک تمہارے مابین حضرت عمر زندہ رہیں گے، فتنے کا دروازہ شدت سے بند رہے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

محاصرہ عثمانی کی خبر دینا:

﴿55﴾..... ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا

ہے کہ حضور نبی محترم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے سرگوشی فرمائی جس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جب ان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ہم نے ان سے کہا آپ باغیوں سے جہاد کیوں نہیں فرماتے۔ انہوں نے فرمایا میں ان سے جنگ نہیں کروں گا کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ایک امر کے بارے میں عہد لیا

تھا۔ میں اس عہد کی پاسداری کروں گا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عُمَانُ إِنَّكَ سَتُوْنِي الْخِلَافَةَ مِنْ بَعْدِي وَ  
سَيُرِيْدُكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلَى خَلْعِهَا فَلَا تَخْلَعْهَا وَ تَصُومُ فِي ذَلِكَ  
الْيَوْمِ تَفْطِرُ عِنْدِي . .

حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان! میرے بعد عنقریب تجھے قبائے خلافت  
پہنائی جائے گی۔ منافق وہ قبائے تجھ سے اتارنے کی کوشش کریں گے لیکن تم  
اسے ہرگز نہ اتارنا، اس دن روزہ رکھ لینا اور اسے میرے پاس آ کر افطار  
کرنا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة: خصائص  
الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ

فتنہ عہد عثمانی کی خبر دینا:

﴿56﴾..... حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ فِتْنَةَ فَمَرَّ رَجُلٌ مَقْنَعٌ فِي  
ثَوْبٍ فَقَالَ هَذَا يَوْمُنَا عَلَي الْهَدْيِ فَقَمْتُ اِلَيْهِ فَاذَا هُوَ عَثْمَانُ .

وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھا۔ حضور نبی  
کریم ﷺ ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ کپڑا میں لپٹا ہوا ایک شخص وہاں  
سے گزرا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس دن  
ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے اٹھ کر اسے غور سے دیکھا تو وہ حضرت عثمان  
رضی اللہ عنہما تھے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة: خصائص  
الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۹ بیروت:)

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ



## مدنی پھول:

- (۱) اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عہد عثمانی میں اٹھنے والے ہر فتنہ کو جانتے تھے۔  
 (۲) اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے ہدایت یافتہ شخص کی بھی خبر دے دی کہ عثمان اس دن ہدایت و حق پر ہوں گے۔ یہ بھی غیبی خبر ہے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

﴿57﴾..... حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخْبَرَ نَبِيَّ ﷺ أَنَّهُ سَيَقُطْرُ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ عَلَيَّ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ﴾ (البقرہ: 137) فَكَانَ كَذَلِكَ .

آپ فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فسيفكفهم الله (البقرہ: 137) پر گرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا خون اسی آیت پر ہی گرا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجة الله على العالمين ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۸ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

قاتلین عثمان سے محبت کرنے والا دجال پر ایمان لائے گا:

﴿58﴾..... حافظ سلفی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی اور آخری فتنہ دجال کا ظہور ہوگا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَمُوتُ أَحَدٌ وَفِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ حُبِّ

قَتَلَهُ عُثْمَانَ إِلَّا تَبَعَ الدَّجَالَ أَنْ أَدْرَكَهُ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ آمَنَ بِهِ فِي

قَبْرِهِ .

مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جس آدمی کے دل میں قاتلین عثمان کی ذرا سی بھی محبت ہوئی تو اگر اس نے دجال کو پایا تو وہ اس کی ضرورتاً تبع کرے گا اور اگر اس نے اس کے زمانہ کو نہ پایا تو وہ قبر میں ضرور اس پر ایمان لائے گا۔ یقیناً حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنی ہوگی کیونکہ اپنی طرف سے وہ ایسی بات نہیں کر سکتے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آج سورج غروب ہونے سے پہلے رزق خداوندی آئے گا:

﴿59﴾..... الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ مسلمانوں کے چہروں پر اس تکلیف کے آثار نمودار ہوئے اور منافقین کے چہروں پر فرحت کی علامات ظاہر ہوئیں۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو ملاحظہ فرمایا۔

قَالَ وَاللَّهِ لَا تَغِيبُ الشَّمْسُ حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِرِزْقٍ فَعَلِمَ عُثْمَانُ  
إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ سَيُصْذِقَانِ فِاشْتَرَى عُثْمَانُ أَوْبَعِ عَشْرَةَ رَاحِلَةً  
بِمَا عَلَيْهَا مِنَ الطَّعَامِ فَوَجَّهَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِتِسْعَةٍ فَعُرِفَ  
الْفَرَحُ فِي وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ وَالْكَآبَةُ فِي وُجُوهِ الْمُنَافِقِينَ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! آج سورج غروب ہونے سے پہلے ہی تمہارے پاس رزق پہنچ جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عنقریب سچ ثابت ہوگا۔ انہوں نے خوراک کے چودہ اونٹ خرید کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیئے جس سے مسلمانوں کے چہروں پر مسرت و شادمانی کے آثار پیدا ہو گئے اور منافقین کے چہروں پر گردوغبار چھا گیا۔

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی مبارک بگلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عظیم دُعا فرمائی اس سے قبل میں نے آپ ﷺ کو کسی کے متعلق ایسی دُعا فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۰ بیروت: دلائل النبوة خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا آج سورج غروب ہونے سے پہلے ضرور تمہارا رزق آئے گا اور اسی طرح ہی ہوا کہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمادیا۔ معلوم ہوا جب اللہ والے اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم اٹھالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ ان کی تو ہر دُعا قبول بارگاہِ خدا ہے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

بڑھی ناز سے جب دُعاے محمد ﷺ

قرآن کی تاویل پر جہاد کرنے والا:

﴿60﴾..... حاکم اور بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے ٹوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں درست کرنے کے لیے رُک گئے۔ جب ہم تھوڑی دیر چلے۔

قَالَ ﷺ إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَي تَاوِيلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلَتْ عَلَي

تَنْزِيلِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا قَالَ لَا قَالَ عُمَرُ أَنَا قَالَ لَا وَلَكِنْ خَاصِفِ النُّعْلِ .

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے جو قرآن کی تاویل

پر اسی طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نازل ہونے پر جہاد کیا

ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کیا وہ سعادت مند شخص میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص وہ ہے جو ابھی میرے نعلین درست کر رہا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صلی اللہ علیہ وسلم!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

اے علی تمہارا دین سلامت رہے گا:

﴿61﴾..... ابو یعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔  
إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِعَلِيِّ أَمَا إِنَّكَ سَتَلْقَى بَعْدِي جُهْدًا قَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينٍ قَالَ نَعَمْ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! تمہیں پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا اس مصیبت میں میرا دین سلامت رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صلی اللہ علیہ وسلم!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مدنی پھول:

- (1) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے حالات کو دیکھ رہی تھی کہ حضرت علی مولا مشکل کشا رضی اللہ عنہ کو کئی مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واقعتاً اسی طرح ہوا کہ جب آپ خلیفہ بنے تو مصائب و آلام کے پہاڑ آپ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ گئے۔
- (2) آج بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر اُمتی کے حالات کو جانتے ہیں اور اگر کوئی غم میں دوچار، بے کس و بے سہارا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مدد فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں  
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں  
گزرا کرے پسر پہ پسر کو خبر نہ ہو  
صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ  
خلافتِ علی کرم اللہ وجہہ میں فتنوں کی خبر:

﴿62﴾..... ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ لِسَى  
رَسُولِ اللهِ ﷺ سَتَكُونُ فِتْنٌ وَتَحْتَاجُ قَوْمَكَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي  
قَالَ أَحْكُمَ بِالْكِتَابِ .

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے رونما ہوں  
گے اور تجھے اپنی قوم کی ضرورت محسوس ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔  
اس وقت آپ ﷺ مجھے کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا  
اس وقت قرآن پاک کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے دل کی بات کو جان لیا:

﴿63﴾..... امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ  
نبی مکرم ﷺ کے پاس سیدۃ النساء، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے رشتے کے  
پیغام آنے لگے۔ مجھ سے میری خادمہ نے کہا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا  
کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ آپ اس مقصد کے لیے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر  
کیوں نہیں ہوتے۔

فَأْتِيَتْهُ وَكَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ جَلَالَةٌ وَهَيْبَةٌ فَلَمَّا تَقَدَّمَتْ بَيْنَ  
يَدَيْهِ أَفْحَمَتْ فَوَاللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَكَلِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ  
مَا جَاءَ بِكَ فَسَكِّتُ فَقَالَ لَعَلَّكَ جِئْتِ تَخْطُبُ فَاطِمَةَ قُلْتُ نَعَمْ .

حضور ﷺ کی ہیبت اور جلالت بہت زیادہ تھی۔ جب بھی میں آپ ﷺ



کے سامنے بیٹھا تو مجھ سے بات نہ ہو سکی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے علی! آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا ”ہاں“۔  
(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۳)

### مدنی پھول:

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنے غلاموں کے دلوں میں پوشیدہ رازوں سے بھی باخبر ہیں۔ ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو۔

### شہادت علی رضی اللہ عنہ کی خبر:

﴿64﴾..... حاکم اور ابو نعیم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ أَشَقِي النَّاسِ الَّذِي يَضْرِبُكَ عَلَى هَذِهِ  
يَعْنِي قَرْنَهُ حَتَّى تَبْلَّ هَذِهِ مِنَ الدَّمِ يَعْنِي لِحْيَتَهُ .

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔ ”بدترین ہے وہ شخص جو آپ کے سر مبارک پر تلوار مارے گا حتیٰ کہ آپ کی داڑھی مبارک خون سے تر ہو جائے گی۔“

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

اس حدیث پاک میں چار غیبی خبریں ہیں:

- (1) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر
- (2) تلوار کے ساتھ شہادت کی خبر
- (3) اور وہ تلوار جسم کے کسی اور عضو پر نہیں لگے گی بلکہ سر پر لگے گی۔
- (4) اور فرمایا اے علی تجھے شہید کرنے والا بد بخت ہوگا اور وہ بد بخت شخص عبدالرحمن

بن ملجم المرادی تھا۔

### وقت نزع کی حالت کی خبر:

﴿65﴾ ..... حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ علیل تھے۔ وہاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت تو یقینی نظر آتی ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ لَنْ يَمُوتَ إِلَّا مَقْتُولًا وَ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَمَلَأَ غَيْظًا .

ان کی یہ گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ان کے سر پر شہادت کا تاج سجایا جائے گا اور یہ اس وقت شہید ہوں گے جب یہ غصے سے بھر پور ہوں گے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۰ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ! ..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت تک داخل جنت نہ ہوں گے جب تک علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کر لیں:

﴿66﴾ ..... حاکم نے ثور بن مجزہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جنگ

جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت ان کا آخری وقت تھا۔

فَقَالَ لِي مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَبْسُطْ يَدَيْكَ أَبَايَعُكَ فَبَسَطْتُ يَدَيَّ وَ بَايَعَنِي وَ فَاضَتْ نَفْسُهُ فَأَتَيْتُ عَلَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبِي اللَّهُ أَنْ يَدْخُلَ طَلْحَةُ الْجَنَّةَ إِلَّا وَ بَيْعَتِي فِي عُنُقِهِ .

انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ میں تمہاری

بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ انہوں نے میری بیعت کی اور ان کی رُوح جسدِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا اللہ اکبر! حضور ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کرے گا جب تک وہ میری بیعت نہیں کر لیں گے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۰ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

کل جھنڈا اس کو دیا جائے گا جو فاتحِ خیبر ہوگا:

﴿67﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوة خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ انہیں آشوبِ چشم تھا۔ انہوں نے کہا میں تو حضور ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور حضور ﷺ سے مل گئے۔ جب وہ شام آئی جس سے اگلے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر فتح کرنے کی توفیق دینا تھی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُعْطِيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيِّ وَ مَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيُّ فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ .

حضور ﷺ نے فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا۔ اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے کارواں میں تشریف لائے۔ ہمیں ان کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دستِ اقدس پر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة: مسلم شریف: بخاری شریف)

## مدنی پھول:

(1) امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگایا جس کے فوراً بعد وہ صحت یاب ہو گئیں۔

(2) ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دن حضور ﷺ نے میری آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا تھا اس دن سے لے کر آج تک نہ تو میری آنکھوں میں کبھی درد ہوا ہے اور نہ ہی کبھی مجھے درد کی شکایت ہوئی ہے۔

## مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ جانتے ہیں کہ کل فتح ہوگی اور فاتح کو بھی جانتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں غیب کے قبیل سے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود  
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی  
کوئی کمی سرور! تم پہ کروڑوں درود

(2) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا لعابِ دہن بیمار یوں سے شفا عطا فرماتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کو شافی الامراض اور دافع البلاء کہا جاتا ہے۔  
محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر:

﴿68﴾..... امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ سَيُولَدُ لَكَ بَعْدُ غُلَامٌ قَدْ نَحَلْتَهُ اسْمِي وَ

كُنِيَّتِي يَعْنِي مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنْفِيَّةِ .

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد آپ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوگی۔ ہم نے اس کو اپنا نام (مبارک) اور اپنی کنیت عطا کر دی ہے۔ (اس سے مراد

حضرت محمد بن حنفیہ ہیں)

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے فاطمہ! تم میرے اہل میں سے مجھ سے سب سے پہلے ملو گی:

﴿69﴾..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ”سورۃ النصر“

نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا اور فرمایا اے فاطمہ! میرے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گریہ فرمایا۔

فَقَالَ لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لِأَحْقَابِي فَضَحِكْتُ فَرَأَاهَا بَعْضُ  
أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةَ رَأَيْنَاكَ بَكَيْتِ ثُمَّ فَضَحِكْتُ  
قَالَتْ إِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ قَدْ نَعَيْتِ إِلَيْهِ نَفْسَهُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِي لَا  
تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لِأَحْقَابِي فَضَحِكْتُ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت رو! میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گی۔ یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم فرمایا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے فاطمہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ یہ سن کر میں صدمے سے رونے لگی۔ میرا رونا دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت روتی میں اہل خانہ میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد چھ ماہ تک حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا زندہ رہیں۔ صحیح روایت یہی ہے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوة: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



میرا یہ بیٹا دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا:

﴿70﴾..... امام بخاری نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ أَنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَ لَعَلَّ اللَّهَ يُصْلِحُ  
 بِهِ بَيْنَ فِئْتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ  
 تعالیٰ عنقریب اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح  
 کروائے گا۔

(انوار الحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوة للسیوطی ج ۶:  
 خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید  
 ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ بیعت کرنے  
 والوں کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے زیادہ  
 باوقا تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عراق، خراسان اور ماوراء النہر پر سات ماہ تک حکمران رہے۔  
 پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم لشکر لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب  
 امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو عظیم لشکر آمنے سامنے دیکھے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ عنقریب بہت زیادہ  
 خونریزی ہوگی اور بہت سے مسلمان شہید ہوں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا  
 احساس ہو گیا۔ پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کروانے کی کوشش کی جس میں آپ کامیاب ہو  
 گئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون کو محفوظ رکھا اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سچ کر دیا  
 کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کروائے گا۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر:

﴿71﴾..... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔

فَقَالَ أَنَا فِي جُبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا وَ أَنَا فِي  
بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ .

آپ ﷺ نے فرمایا ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے مجھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب میری امت میرے اس بچے کو شہید کر دے گی۔ وہ ان کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر میرے پاس آئے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل البیوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۲ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

سرخ مٹی:

﴿72﴾..... ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضرات حسنین کریمین میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا یہ بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو مٹی پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس مٹی کو سونگھا۔

قَالَ رِيحُ كَرْبٍ وَ بَلَاءٍ وَ قَالَ يَا أُمَّ سَلْمَةَ إِذَا تَحَوَّلَتْ هَذِهِ التُّرْبَةُ  
دَمًا فَأَعْلِمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ فَجَعَلْتُهَا فِي قَارُورَةٍ .

آپ ﷺ نے فرمایا اس میں کرب و بلا کی خوشبو ہے۔ آپ ﷺ نے

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا اے اُم سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۳ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

سفید داغوں والا کتا:

﴿73﴾..... ابن عسا کر نے محمد ابن عمر بن حسن سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

کہ کربلا کی نہر پر ہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

فَنَظَرَ اِلَى شِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ فَقَالَ صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ  
رَسُولُ اللهِ ﷺ كَانِي اَنْظُرُ اِلَى كَلْبٍ اَيُّقَعُ يَلْبَغُ فِي دَمَاءِ اَهْلِ  
بَيْتِي وَكَانَ شِمْرٌ اَبْرَصٌ .

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ”گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سفید داغوں والا کتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔“ وہ شمر ہے کیونکہ شمر کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۲ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۳ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) ان واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سارے واقعات کو جانتے تھے۔ ان سارے واقعات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی سرکارِ مدینہ ﷺ نے اپنے اہل بیت پر ان مظالم کو روکنے کے لیے کوئی دُعا نہ فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا یہی تھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان مظالم پر صبر کر کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جے سوہنا میرے دکھ وِجِ راضی  
تے میں سکھ نوں چلے پاواں

(2) سرکارِ مدینہ ﷺ نے قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتا دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سفید داغوں والا کتا میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شمر کے پورے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ آپ ﷺ نے غیبی خبر دیتے ہوئے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

عائشہ رضی اللہ عنہا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کی خبر:

﴿74﴾..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بعض اہمات المؤمنین کے خروج کا ذکر فرمایا۔ جنہیں سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں۔  
فَقَالَ انْظُرِي يَا حُمَيْرَاءُ اَلَا تَبْكُونَنِي اَنْتِ ثُمَّ اَلْتَفَتِ اِلَيَّ عَلِيٍّ فَقَالَ  
اِنْ وَاَلَيْتِ مِنْ اَمْرِهَا شَيْئًا فَاَرْفُقِي بِهَا.

آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء دیکھنا کہیں تم ہی وہ نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات فرمایا اے علی! اگر ان کا کوئی معاملہ تمہارے سپرد ہو تو ان سے نرمی کرنا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین میں ۳۳۳ بیروت: دلائل البیوۃ: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) ایک دن حضور ﷺ نے اپنی ازواج سے یہ فرمایا کہ تم میں سے ایک عورت حاکم اسلام کے خلاف لشکر لے کر نکلے گی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں کہ ایک عورت بھلا یہ کام کر سکتی ہے اور وہ بھی ہم میں سے۔ جب حضور ﷺ نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اگلارا از بھی کھول دیا کہ اے حمیراء (عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیار سے حمیراء فرماتے تھے) وہ تم ہی ہو۔ یہ ایک غیبی خبر ہے جس کو حضور ﷺ نے کئی سال پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اس کا واقعہ

یوں ہے:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو ایک مقام پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک یاد آ گیا بعد ازاں آپ واپس پلٹنے لگیں لیکن آپ رضی اللہ عنہا کو یہ کہہ کر دوبارہ شامل لشکر کر لیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے جانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم لشکروں میں صلح کرادے گا۔ اس طرح کئی مسلمانوں کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا صلح کروانے کی نیت سے دوبارہ شامل ہو گئیں۔ کچھ بد بخت لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرتے اور اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ اعتراض کی حقیقت کیا ہے وہ ابھی آپ کے سامنے کھل جائے گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض:

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ کسی ذاتی عناد کی وجہ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی۔

جواب:

یہ اعتراض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزامات سے بھر پور ہے۔ معترض بالکل غافل و اندھا ہے۔ یہ اعتراض اس کی لاعلمی پر دال ہے۔ یقیناً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا دو وجوہ کی بنا پر گھر سے نکلی تھیں۔

(۱) عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ضائع نہ جائے اس کا بدلہ لیا جائے۔

(۲) امت کا فتنہ ختم ہو جائے۔

اب شیعہ حضرات کی کتاب کشف الغمہ سے یہ بات ثابت کی جائے گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ تو حضرت رضی اللہ عنہ کے فضائل کی قائل تھیں اور اجتہادی غلطی کی وجہ سے آپس میں جو جنگ جمل ہوئی



اس پر آپ نادم تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب کوئی شخص آپ کے سامنے جنگ جمل کا تذکرہ کرتا تو آپ رو پڑتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

”وَنَدِمَتْ عَائِشَةُ عَلِيَّ مَا وَقَعَ مِنْهَا وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُ يَوْمَ الْجَمَلِ إِلَّا أَظْهَرَتْ أَسْفَا وَابِدَاءَ تَنَدِيمًا وَبَكَتْ قَالَ جَمِيعُ بْنُ عَمِيرٍ دَخَلْتُ عَلِيَّ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَنْ كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا قُلْتُ لَهَا إِنَّمَا أَسْئَلُكَ عَنِ الرَّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا وَمَا يَمْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنَّهُ كَانَ لَصَوَامًا وَقَوَامًا وَلَقَدْ سَأَلْتُ نَفْسُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ فَرَدَّهَا إِلَيَّ فِيهِ قُلْتُهَا مَا حَمَلَكَ عَلِيَّ مَا كَانَ فَأَرْسَلْتُ خِمَارَهَا عَلِيَّ وَجْهَهَا وَبَكَتْ وَقَالَتْ أَمْرٌ قَضِيَ عَلِيَّ.“ (كشف الغمہ فی معرفة الأئمة جلد 1 ص 244)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل کے واقعہ پر بہت نادم تھیں اور جب جنگ جمل کا ذکر کرتیں تو ندامت اور افسوس کا اظہار فرماتیں اور رو پڑتیں۔ جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پیاری تھیں۔ میں نے کہا کہ میرا سوال مردوں کے بارے میں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے کیونکہ وہ (علی) بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے تھے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک ان کے ہاتھ میں گرا تو انہوں نے (علی) نے اسے پی لیا۔ جمیع نے کہا پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اگر ان کی فضیلت

آپ ایسے بیان فرماتی ہیں تو پھر آپ نے ان کے خلاف جنگ کیوں کی۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ منہ پر ڈال لیا اور رونا شروع ہو گئیں اور کہا کہ اللہ کی تقدیر میرے بارے میں ایسے ہی لکھی گئی تھی۔“

اور ان (شیعوں) کی دوسری کتاب ”مروج الذهب“ میں ہے:

”وَقَالَتْ مَا أَزْدَدْتُ وَاللَّهِ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ إِلَّا كِرَامًا وَوَدَدْتُ أَنِّي لَمْ أَخْرُجْ وَإِنِ أَصَابَتْنِي كَيْتٌ وَكَيْتٌ مِنْ أُمُورٍ ذَكَرْتُهَا شَاقَّةً وَإِنَّمَا قِيلَ لِي تَخْرُجِينَ فَتُصَلِّحِينَ بَيْنَ النَّاسِ فَكَانَ مَا كَانَ.“

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم! ابوطالب کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ میری انتہائی عزت کرتے ہیں۔ میں ہرگز یہ نہیں چاہتی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلوں۔ اگرچہ مجھے فلاں فلاں مصائب کیوں نہ برداشت کرنے پڑیں۔ ان مصائب کا آپ رضی اللہ عنہا نے ذکر بھی فرمایا۔ لیکن مجھے یہ کہہ کر نکلنے پر مجبور کر دیا گیا تھا کہ آپ کے نکلنے سے لوگوں کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ پھر میں چل پڑی اور وہ ہوا جو تقدیر

میں لکھا تھا۔“ (مروج الذهب جلد 2 ص 370 مطبوعہ بیروت)

ان دونوں روایتوں سے بخوبی علم ہو گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی ذاتی عناد نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حد درجہ احترام کرتی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین سمجھتی تھیں اور جنگ جمل میں آپ رضی اللہ عنہا کی شرکت ایک اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ نے خود فرمایا کہ میں تو کسی صورت بھی جنگ جمل میں شامل نہ ہوتی لیکن لوگوں کے اس کہنے کی بنا پر کہ آپ کے تشریف لانے سے امت میں انتشار ختم ہو جائے گا اور فتنہ دب جائے گا۔ لیکن پھر جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ندامت سے روتی رہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کرنا:

”قال علی بن ابی طالب افتسبون امکم عائشة ثم يستحلون منها ما يستحل من غيرها فلئن فعلتم لقد كفرتم و هي امکم و ان قلتم ليست بائنا فقد كذبتم لقوله و ازواجه امهاتهم.“

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اپنی ماں کو گالی دو گے یا پھر تم حلال سمجھتے ہو ان کے بارے میں وہ جو تم حلال سمجھتے ہو دوسری عورتوں کے ساتھ تو تم نے کفر کیا کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم جھوٹے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج (بیویاں) مومنوں کی مائیں ہیں۔“ (شہر آشوب جلد 2 ص 14 مطبوعہ پیران)

اس روایت سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والا اور آپ کو برا بھلا کہنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی کافر ہے۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین سمجھتے تھے اور فرمایا جو انہیں مومن نہیں مانتا وہ قرآن کا منکر ہے۔

اے شیعو!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کو بار بار پڑھو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی گئی گالیوں سے جلد توبہ کرو۔ تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بھی حیا نہیں۔ یہ فرمان ہماری کتابوں میں نہیں بلکہ تمہاری کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

اے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لعن و طعن کرنے والو!

تم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی کافر و مرتد ہو اور مستحق عذابِ نار ہو۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوش کرنا چاہتے ہو تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تبرابازی سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ان کا ایک اور اعتراض حضرت عائشہ پر ہے لگے ہاتھوں اس کا بھی قلع قمع کرتے

جائیں۔

### اعتراض:

یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن نہیں ہونے دیا اور آپ کی لاش پر تیر پھینکے۔

### جواب:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگانے والا نہایت فاسق و فاجر اور کذاب و مفتری ہے اور یہ الزام شیعوں میں سے کوئی بھی عاقل اور اپنی کتابوں پر نظر رکھنے والا ہرگز نہیں کرے گا کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن ہونے سے منع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں کیا بلکہ یہ کام بنی امیہ نے کیا تھا کیونکہ انہیں صدمہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد ان کی نعش کو تو جنت البقیع میں بھی باغیوں کی شرارت کی وجہ سے جگہ نہ دی گئی۔ تو امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں جگہ کیوں دی جا رہی ہے۔

اب اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے ہم شیعوں کی کتابوں سے یہ واقعہ پیش کرنے ہیں تاکہ اہل تشیع کی آنکھیں کھلنے کے ساتھ تھوڑا سا منہ بھی کھل جائے کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہماری ساری سعی و نامرادنا کام ہوگی۔ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت و تکریم کو ختم کرنے کی لاکھ کوشش کی مگر پھر بھی ناکام رہے۔ انشاء اللہ تم ناکام ہی رہو گے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مروان نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے

سے منع کیا:

اہل تشیع کی کتاب ”الاخبار الطوال“ میں موجود ہے:

”قَالَ اذْفُنُونِي مَعَ جَدِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ مُنَعْتُمْ فَالْبَقِيعُ

ثُمَّ تُوَفِّيَ فَمَنَعَ مَرَّوَانَ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَدْفِنَ فِي الْبَقِيعِ .“

ترجمہ: ”پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا مجھے نانا جان کے پہلو میں دفن کرنا پھر اگر تم کو اس سے منع کیا جائے تو جنت البقیع میں دفن کر دینا پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے تو مروان نے حضرت امام حسن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے منع کر دیا۔ لہذا انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اسی طرح ہی شیعوں کی دوسری کتاب ”مقاتل الطالبین“ میں موجود ہے:

”قَالَتْ بَنُو أُمِّيَّةَ وَاللَّهِ لَا يُدْفَنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَدًا فَبَلَغَ ذَلِكَ الْحَسَنُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَهْلِهِ أَمَّا إِذَا كَانَ هَذَا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ إِذْفُنُونِي إِلَى جَانِبِ أُمِّي فَاطِمَةَ فَدْفِنَنِي إِلَى جَنْبِ أُمِّهِ عَلَيْهَا السَّلَامُ .“

ترجمہ: ”(جب مروان کے خاندان بنو امیہ کو پتہ چلا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن کرنے کی اجازت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دے دی ہے) تو بنو امیہ نے کہا اللہ کی قسم! ہم امام حسن رضی اللہ عنہ کو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ جب یہ بات امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے ایک آدمی کو اپنے احباب کی طرف بھیجا۔ اگر معاملہ اس قدر پیچیدہ ہو گیا ہے تو مجھے روضہ رسول میں دفن نہ کیا جائے بلکہ میری امی جان فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ پس آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔“

ان دونوں روایتوں سے خوب عیاں ہو گیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن ہونے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منع نہیں کیا بلکہ مروان کے خاندان بنو امیہ نے یہ سارا معاملہ خراب کیا اور صرف ذاتی عناد کی وجہ سے اس میں رکاوٹ بنے اور یہ بات تمہاری کتابوں میں موجود ہے پھر بھی کوئی ہٹ دھرم اس بات پر مصر رہے کہ نہیں



عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول میں دفن ہونے سے منع کیا تو یہ اس کی ہٹ دھرمی ہے اور یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام اور بہتانِ عظیم ہے۔  
تمہاری اس کتاب ”مقاتل الطالبین“ میں یہ موجود ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ رسول میں دفن ہونے کی اجازت مانگی گئی تو آپ نے اجازت عطا فرمادی۔

”ان تَأْذَنَ لَهُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ

نَعَمْ.“ (مقاتل الطالبین ص 675 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ”جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام حسن رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا ہاں دفن کرو۔“  
اب تو تمہاری کتاب نے اس بات کی تصدیق فرمادی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تمہارا الزام بہتانِ صریح اور حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

آئیے اب تمہاری ہی کتاب سے تمہارا عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانا واضح کریں۔ تاکہ تمہیں اتنا تو علم ہو کہ ہمارے من گھڑت الزام سے ہمارے آئمہ بھی متفق نہیں ہیں۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام کا انکشاف:

امام اہل تشیع ابن حدید نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغۃ میں لکھا:

”قُلْتُ وَ لَيْسَتْ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ مَا يُؤْخَذُ عَلَيَّ عَائِشَةَ لِأَنَّهُ لَمْ يُرَوْ أَنَّهَا اسْتَنْفَرَتِ النَّاسَ لِمَا رَكِبَتِ الْبُغْلَ وَ إِنَّمَا الْمُسْتَنْفِرُونَ هُمْ بَنُو أُمَيَّةَ وَ يَجُوزُ بَأَنَّ تَكُونَ عَائِشَةُ رَكِبَتْ لِتَسْكِينِ الْفِتْنَةِ.“

ترجمہ: ”میں کہتا ہوں کہ یحییٰ بن حسین کی روایت میں قطعاً وہ بات نہیں ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر بطور الزام لگائی جاتی ہے کیونکہ اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیا ہو کہ انہوں نے لوگوں کو بھگا دیا حالانکہ بھگانے والے حقیقت میں بنو امیہ تھے۔ ہاں عائشہ رضی اللہ عنہا

خچر پر سوار ہو کر آئیں تمہیں مگر فتنہ کو ختم کرنے کے لیے۔“

اس روایت سے خوب معلوم ہو گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تو فتنہ کو ختم کرنے کے لیے تشریف لائیں اور ابن حدید شیعہ نے اس مقام پر انصاف کرتے ہوئے ان شیعوں کا زبردست رد فرمایا جو اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن کرتے ہیں۔

آپ نے تو دنیا و آخرت میں بہترین جگہ روضہ رسول میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت عطا فرما کر واضح کر دیا کہ ان کے دل میں عقیدت اہل بیت کس قدر موجزن ہے۔ لہذا تمہارا عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے روضہ رسول میں امام حسین رضی اللہ عنہ کو دفن نہ ہونے دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر تیر پھینکے۔ یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

سرخ بالوں والی اونٹنی کی مالک:

﴿75﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ تَكُنُّ صَاحِبَةَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ الْأَدَبِ  
تَخْرُجُ حَتَّى تَنْبَحَهَا كِلَابُ الْحَوَابِّ يُقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلَى كَثِيرَةٌ  
تَنْجُو بَعْدَ مَا كَادَتْ .

حضور ﷺ نے فرمایا اے امہات المؤمنین! تم میں سے گھنے اور سرخ بالوں والی اونٹنی کی مالک کون ہے۔ وہ بادشاہ اسلام کے خلاف نکلے گی حتیٰ کہ اس پر حوآب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے ارد گرد قتل عام ہوگا لیکن وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوة: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۳ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

امام احمد وغیرہ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ایک شہر پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا۔ ”یہ کون سی جگہ ہے؟“ لوگوں نے کہا اس جگہ کو ”الحوآب“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں واپس جانا مناسب خیال کرتی ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ پیش قدمی فرمانے کے بعد واپس تشریف نہ لے جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں صلح کرنے کی توفیق دے گا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا میرے نزدیک واپس جانا ہی بہتر ہے۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے اہل اہمہات المؤمنین! تم میں سے ایک کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب اس پر ”حوآب“ کے کتے بھونکیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۲ بیروت:)

ایک سائل کی آمد کی خبر دینا:

﴿76﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ کسی شخص نے میرے گھر تحفہ کے طور پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ میں نے خادمہ سے کہا اس کو حضور ﷺ کے لیے رکھ دو۔ ایک سائل آیا اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر یوں صدا لگائی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں برکت نازل فرمائے، کچھ صدقہ دو۔ ہم نے اس سائل سے کہا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے۔

فَقُلْتُ لِلْخَادِمِ قَرِيبِي إِلَيْهِ اللَّحْمُ فَجَاءَتْ بِهَا فَإِذَا هِيَ قَدْ صَارَتْ  
مَرُوءَ حَجْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَاكُمْ الْيَوْمَ سَائِلٌ فَرَدَدْتُمُوهُ قَالَتْ  
نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ ذَاكَ لِذَاكَ فَمَا زَالَتْ حَجْرًا فِي نَاحِيَةِ بَيْتِهَا تَدُقُّ  
حَتَّى مَاتَتْ .

آپ ﷺ نے خادمہ سے فرمایا گوشت میرے قریب کرو۔ وہ خادمہ گوشت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئی۔ جب آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو وہ پتھر بن چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے خالی ہاتھ واپس بھیج دیا ہو۔ میں نے کہا ہاں، ہم نے ایک فقیر کو خالی ہاتھ

واپس بھیج دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: دلائل النبوة لابن نعیم خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۸ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

وہ پتھر ان کے گھر کے کونے میں اسی طرح پڑا رہا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سے چیزیں پیستی تھیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر:

﴿۷۷﴾..... امام بیہقی نے شععی سے روایت کیا ہے۔

قَالَ قُلْنَ النِّسْوَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اَيْنَا اسْرَعُ بِكَ لِحُوقًا قَالَ  
اَطْوَلُ كُنَّ يَدًا فَاَبْحَذَن يَتَذَارَعَنَّ اَيُّهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا عَلِمَنَّ اَنَّهَا كَانَتْ  
اَطْوَلُهُنَّ يَدًا فِي الْخَيْرِ وَالصَّدَقَةِ .

امہات المومنین نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے وصال کے بعد ہم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملاقات کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہاتھوں کی طوالت دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیمائش کی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کیا کرتی تھیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۹ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ دوسری ازواج مطہرات

سے سائز میں لمبے تھے یا اس سے بھلائی اور صفات کی زیادتی مراد ہے کیونکہ آپ ﷺ بہت زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر:

﴿78﴾..... حضرت یزید بن الاصم سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ

میں تشریف فرما تھیں، آپ علیل ہو گئیں۔

فَقَالَتْ أَخْرِجُونِي مِنْ مَكَّةَ فَإِنِّي لَا أَمُوتُ بِهَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

أَخْبَرَنِي أَنِّي لَا أَمُوتُ بِمَكَّةَ فَحَمَلُوهَا حَتَّى أَتَوْا بِهَا سَرْفَ إِلَى

الشَّجَرَةِ الَّتِي بَنَى بِهَا تَحْتَهَا أَيُّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ تَحْتَهَا فَمَاتَتْ .

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے نکال لو میں اس جگہ نہیں مروں گی کیونکہ

حضور ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ مکرمہ میں وصال نہیں کروں گی۔

آپ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے آپ کو اٹھا لیا اور ”سرف“ کے مقام پر لے

آئے۔ جب آپ اس درخت کے پاس پہنچیں جس کے نیچے سرور

کائنات ﷺ نے آپ سے عقد نکاح فرمایا تھا تو آپ کا وصال ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل بن عیسیٰ بن عیسیٰ ص ۲۵۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام کی خبر:

﴿79﴾..... حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اصْطَفَى لِنَفْسِهِ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قُرَيْظَةَ رِيحَانَةَ بِنْتَ

عَمْرِ وَفَأَبَتْ أَنْ تُسَلَّمَ فَعَزَلَهَا وَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ لِذَلِكَ فَبَيْنَمَا هُوَ

فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ سَمِعَ وَقَعَ نَعْلَيْنِ خَلْفَهُ فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ

لِنَعْلَا ابْنِ سَعْنَةَ يُبَشِّرُنِي بِإِسْلَامِ رِيحَانَةَ .

حضور ﷺ نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت



کے لیے منتخب فرمایا لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابن سعہ کے جوتوں کی آواز ہے، وہ مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

اے زبیر تم عنقریب علی کے خلاف خروج کرو گے:

﴿80﴾ ..... حاکم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا، کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا مجھے ان سے محبت کرنے سے کیا چیز روک سکتی ہے۔  
فَقَالَ أَمَا إِنَّكَ سَتَخْرُجُ عَلَيْهِ وَتَقَاتِلُهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ قَالَ فَرَجَعَ الزُّبَيْرُ.  
حضور ﷺ نے فرمایا تم عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرو گے اور ان کے ساتھ جنگ کرو گے۔ اس وقت تمہاری طرف سے ہی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶:

خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۳ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے جنتی ہونے کی بشارت:

﴿81﴾ ..... امام احمد نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ هَذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ

الْجَنَّةِ فَدَخَلَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ -

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہو گا وہ جنتی ہے۔ اسی وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس دروازے سے تشریف لائے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) ایک روایت یوں بھی ہے کہ حضور ﷺ نے تین دن لگاتار یہ فرمایا جو اس دروازے سے داخل ہو گا وہ جنتی ہے تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ تین دن اسی دروازے سے تشریف لاتے رہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو ہر اُمتی کے انجام کی بھی خبر ہے۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیر البشر ﷺ کو خبر نہ ہو

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے سعد تم ابھی زندہ رہو گے:

﴿82﴾..... حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

فَاتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ وَلَمْ يَكُنْ لِسَعْدِ إِلَّا بِنْتُ فَقَالَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا إِلَيَّ أَنْ قَالَ أَلْتَلِكُ

كَثِيرٌ وَهُوَ حَدِيثٌ مَشْهُورٌ ثُمَّ قَالَ لَهُ ﷺ لَعَلَّكَ تَخْلُفُ أَيْ

تَعِيشُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَسْتَضْرِبُكَ آخَرُونَ

وہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے

گئے اس وقت ان کی ایک ہی بیٹی تھی انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ

کیا میں سارے مال کی وصیت کر دوں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ حدیث

مشہور ہے پھر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا آپ بھی زندہ رہیں گے۔ ایک قوم کو آپ سے نفع حاصل ہوگا جبکہ دوسری قوم کو آپ کی وجہ سے نقصان ہوگا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ بخاری شریف: مسلم شریف)

صَلُّوا عَلٰی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول (۱):

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں علیل ہو گئے۔ وہ اس شہر میں مرنا پسند کرتے تھے۔ جس سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ ان کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد زہینہ نہ تھی۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں: ایک تہائی مال کی وصیت کرو۔ ایک تہائی بھی کثیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابھی تم زندہ رہو گے کچھ لوگ تم سے نفع حاصل کریں گے اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔

فَشَفَاَهُ اللهُ مِنَ ذَلِكَ الْمَرَضِ وَفَتَحَ اللهُ الْعِرَاقَ عَلٰی يَدَيْهِ وَهَدٰى اللهُ بِهٖ اَنَاسًا .

اللہ رب العزت عزوجل نے انہیں اس مرض سے شفاء عطا فرمائی۔ انہیں عراق فتح کرنے کی توفیق دی اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی۔

انہوں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا۔ ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور بعض کو قیدی بنایا۔ اس مرض کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ پچاس سال زندہ رہے۔ حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے متعلق فتح کی خبر:

﴿83﴾..... امام واقدی اور زبیر بن بکار نے عبدالعزیز زہری اور وہ اپنے چچاؤں

سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي سَرِيَّةٍ إِلَى كَلْبٍ بِدُومَةٍ وَقَالَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَفْتَحَ عَلَيَّ يَدَيْكَ فَتَزَوَّجَ بِنْتًا مَلَكَهُمْ فَسَارَ حَتَّى قَدِمَ فَمَكَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ أَصْبَغُ ابْنُ عَمْرِو الْكَلْبِيِّ وَكَانَ نَصْرَانِيًّا وَكَانَ رَأْسَهُمْ فَأَسْلَمَ مَعَهُ نَاسٌ كَثِيرٌ مِنْ قَوْمِهِ .

رسول کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومہ کے مقام پر بنی کلب کی طرف جہاد کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے گا اور فتح کے بعد ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرو گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جہاد پر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ بنی کلب تک پہنچ گئے۔ تین دن تک انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اصبح ابن عمر الکلبی نے اسلام قبول کر لیا وہ ان کا سردار تھا اور پہلے نصرانی تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ باقی لوگوں نے جزیہ دینا پسند کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام بنت الاصبح سے شادی کی اور اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئے۔

(حجۃ التذکرۃ للعالمین ص ۳۳۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ فتوح الشام لابن واقدی ج ۱)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر:

﴿84﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے

ہیں۔

بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْأَمْرَاءِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ  
فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ  
فَانْطَلِقُوا فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللَّهُ فَصَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمِنْبَرَ وَأَمَرَ  
فَنُودِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةً فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ أَخْبِرْكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ  
هَذَا أَنَّهُمْ انْطَلَقُوا فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَقَتَلَ زَيْدٌ شَهِيدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ  
جَعْفَرٌ فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ رَوَاحَةَ فَأَثَبَتْ قَدَمَيْهِ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ  
الْوَلِيدِ وَهُوَ أَمِيرٌ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ إِنَّهُ سَيْفٌ  
مِنْ سَيُوفِكَ فَأَنْتَ تَنْصُرُهُ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدٌ سَيْفَ اللَّهِ .

حضور اکرم ﷺ نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کے لشکر) کو روانہ فرمایا تو فرمایا تمہارے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو گئے تو پھر تمہارے امیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہارے سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ وہ لشکر موتہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ کچھ دن بعد حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ان مجاہدین کے متعلق بتاتا ہوں، یہاں سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا، پہلے حضرت زید شہید ہوئے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ انہوں نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر حضرت عبداللہ ابن رواحہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ انہوں نے بھی ثابت قدمی سے دشمن کو غارت کیا پھر وہ بھی شہادت سے سرخرو ہوئے پھر لوائے اسلام خالد بن ولید نے تھام لیا وہ بذات خود ہی امیر بن گئے۔ پھر نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے مولا! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد فرما۔ اسی دن سے لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو



سیف اللہ کے دل نواز لقب سے یاد کرنے لگے۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: شفاء ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ

دونورانی پروں سے خون کا جاری ہونا:

﴿85﴾..... ابن سعد نے حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَهُ خَبْرُ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ مَكَتَ حَزِينًا ثُمَّ تَبَسَّمَ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنَّهُ أَحْزَنَنِي قَتْلَ أَصْحَابِي حَتَّى رَأَيْتُهُمْ فِي الْجَنَّةِ أَخْوَانًا عَلَي سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ وَرَأَيْتُ فِي بَعْضِهِمْ إِعْرَاضًا كَأَنَّهُ كَرَّةُ السَّيْفِ وَرَأَيْتُ جَعْفَرَ أَمَلَكًا ذَا جَنَاحَيْنِ مُضْرَجًا بِالِدِمَاءِ مَصْبُوعِ الْقَوَادِمِ .

حضور صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ غمزدہ ہو گئے۔ پھر آپ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ نے تبسم فرمایا، جب آپ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مجھے اپنے صحابہ کرام صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ کی شہادت نے غمزدہ کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے انہیں جنت میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے کچھ کو میں نے توقف کرتے ہوئے دیکھا گویا کہ انہوں نے تلوار سے ناگواری محسوس کی۔ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ کیا۔ وہ ملائکہ کے ساتھ تھے، ان کے دو پر تھے، ان کے پروں سے خون رواں دواں تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: شفاء ج ۱ ص ۲۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور صَلَّیْہِ وَسَلَّمَ کی نظر میں وہ کمال ہے کہ وہ ایک آن میں جنت کے

نظاروں کو ملاحظہ کر لیتی ہے اور پس پردہ چیزوں کو دیکھ لیتی ہے جیسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تیری گزردل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

واضح ہو گیا کہ دشمنانِ رسول کا یہ قول بدتر از بول ہے کہ نبی کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید کی رُوح مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہے۔

شہداء کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے قالب میں ڈال دیا جاتا ہے اس طرح ان کی رُوحیں جنت کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتی رہتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی دُعا سے خرید و فروخت میں برکت:

﴿86﴾ بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے جب حضور ﷺ میری والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے۔ انہیں میرے والد محترم کی شہادت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ مژدہ سناؤں کہ اللہ رب العزت نے حضرت جعفر کو دو پر عطا کیے ہیں۔ وہ ان سے جنت میں اڑتے ہیں۔

وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَنَا اُسَاوِمُ شَاةَ اَخٍ لِّي فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ

لَهُ فِي صَفْقَتِهِ فَمَا بَعْتُ شَيْئًا وَلَا اشْتَرَيْتُ شَيْئًا اِلَّا بُورِكَ لِي فِيهِ .

جب حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت میں اپنے بھائی

کی بکری کا سودا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی، مولا! اس کے

سودے میں برکت عطا فرما۔ میں جو چیز بھی خریدتا یا بیچتا وہ سراپا برکت بن

جاتی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: ۶۷)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) اس سے سرکارِ مدینہ ﷺ کے مقامِ محبوبیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی کسی بات کو موڑتا نہیں بلکہ ہر دُعا کو قبول فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا  
 دُہن بن کے نکلی دُعاے محمد ﷺ  
 رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے  
 کہ ہے رب سلم دُعاے محمد ﷺ

حضرت جعفر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے جنت میں ہونے کی خبر:

﴿87﴾ ..... حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَنظَرْتُ فَإِذَا جَعْفَرٌ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ وَإِذَا حَمْزَةُ مُتَكِيٌّ عَلَى سَرِيرٍ .

حضور ﷺ نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں جعفر رضی اللہ عنہ کو محو پرواز دیکھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ وہاں پلنگ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۲۶ بیروت، دلائل البیۃ للبتتقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ! ..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ خزانے کی خبر دینا:

﴿88﴾ ..... امام بیہقی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی میرے پاس کوئی بے شمار خزانہ ہے جس میں فدیہ ادا کروں۔

قَالَ: فَأَيْنَ الْمَالِ الَّذِي دَفَنْتَهُ أَنْتَ وَ أُمُّ الْفَضْلِ فَقُلْتَ لَهَا إِنَّ

أُصِبْتُ فِي سَفَرِي هَذَا فَهَذَا الْمَالُ لِإِنِّي الْفَضْلُ وَقَسِمِ فَقَالَ  
الْعَبَّاسُ وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا شَيْءٌ مَا  
عِلْمُهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرَ أُمِّ الْفَضْلِ .

آپ ﷺ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور ام فضل نے دین کر دیا تھا۔ تم نے اس سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قسم کے لیے کافی ہوگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے اس راز کو میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) حضور ﷺ سینکڑوں میل دور مدینہ میں رہ کر مکہ مکرمہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ہونے والے اختلافات کو ملاحظہ کر رہے ہیں تو ہم غریبوں کو بھی روضہ انور میں بیٹھ کر اپنی نظر رحمت سے ضرور نواز رہے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا

اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

(2) صحابی رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ! آپ واقعتاً ہی اللہ

کے رسول ہیں کیونکہ کوئی عام شخص ایسی خبریں نہیں دے سکتا۔ اس بات کا نہ تو کسی سے اظہار

کیا ہے اور نہ ہی اس وقت ہمیں کوئی دیکھ رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ صحابی کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول

اللہ ﷺ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ تو اللہ کے محبوب رسول ہیں لیکن بدہوں کا

عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری ہی طرح بشر ہیں لہذا عاشقانِ رسول ﷺ کو چاہیے

کہ صحابی کے عقیدہ کو اپنائیں اور وہابی کے عقیدے سے جان چھڑائیں کیونکہ ہمیں صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم ہی کی اقتداء کا حکم ہوا ہے۔ اگر ہم اس پر عامل ہو جائیں تو قلوب رسول

اللہ ﷺ کی محبت سے شاد و آباد ہو جائیں گے اور جنت جو ابدی و سرمدی نعمتوں کی جگہ ہے ہمارا ٹھکانہ ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو  
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی  
وہابی کا فعل بد بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:  
ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے  
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ ﷺ کی

### ام الفضل کو بیٹے کی بشارت:

﴿89﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم ”حجر“ میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزریں۔

فَقَالَ إِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتِهِ فَأَتِنِي بِهِ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْهُ  
أَتَيْتُهُ بِهِ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى وَالْبَاءُ مِنْ رِيقِهِ وَ سَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ  
وَقَالَ إِذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام الفضل سے فرمایا اے ام فضل! تیرے بطن میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ حضرت ام فضل فرماتی ہیں جب اس بچے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبد اللہ رکھنے کے بعد فرمایا۔ ”ابوالخلفاء (خلفاء کے باپ) کو لے جاؤ۔“

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ وہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام الفضل نے یوں بنایا ہے۔



آپ ﷺ نے فرمایا میں اب تمہیں بھی بتاتا ہوں وہ بچہ ابوالخلفاء ہوگا اس سے سفاح پیدا ہوگا۔ اس سے مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوگا۔ وہ عظیم شخص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ ح ۲۰۲۔ اللہ علی الغلین ص ۳۳۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) پیٹ میں بچہ ہے یا بچی اس کا علم علوم خمسہ میں سے ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت ام الفضل کو بچے کی بشارت سنائی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علوم خمسہ پر بھی خبردار کیا ہے اور حضور ﷺ ان علوم کو بھی جانتے ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ نے ان علوم کی اپنے ماسوا سے نفی کی ہے وہاں یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی ان پر واقف نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم یہ تاویل نہ کریں تو بہت سی احادیث کا انکار لازم آئے گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وافر علم کی بشارت:

﴿90﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک ضروری کام کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ نے دیکھا کہ ایک اور شخص بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہے جس سے حضور ﷺ کو کلام ہیں۔ انہوں نے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس آگئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنا بیٹا آپ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص تھا جس کی وجہ سے وہ گفتگو نہ کر سکا اور وہ واپس لوٹ گیا۔

قَالَ وَرَأَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيلُ وَ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَذْهَبَ بَصْرُهُ وَ يُوتَى عِلْمًا .

حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا کیا عبداللہ نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ حضرت

عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اب عبد اللہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ نابینا نہ ہو جائے گا اور ان کو موت کے وقت دوبارہ بینا کیا جائے گا۔ اور اس کو وافر مقدار میں علم عطا کیا جائے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وصال فرمایا اور انہیں چار پائی پر رکھ دیا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ نظر نہ آیا۔ آپ فرماتے ہیں یہ رسول کریم ﷺ کی وہ بشارت تھی جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کا راز افشاء کرنا:

﴿91﴾..... ابن سعد اور امام بیہقی نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا

ہے کہ جب غزوہ بدر میں نوفل بن حارث ایک قیدی کی حیثیت سے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔

قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِفِدِ نَفْسَكَ يَا نُوفِلُ قَالَ مَا لِي شَيْئًا اِفِدِي بِهٖ نَفْسِي قَالَ اِفِدِ نَفْسَكَ مِنْ مَالِكَ الَّذِي بَجَدَّةَ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَدَى نَفْسَهُ بِهٖ .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوفل! اپنی جان کا فدیہ دو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو میں اپنی جان کے فدیے میں دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس مال کو فدیہ میں دو جو تم نے جدہ میں رکھا ہے۔ یہ غیب کی خبر سن کر حضرت نوفل نے عرض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ

اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مال کا فدیہ ادا کیا۔

(حجۃ اللہ علیٰ الغلمین ص ۳۲۷ بیروت: دلائل البیوۃ للبیہقی ج ۶:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

اے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سو جاؤ گے:

﴿92﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فَقَالَ مَنْ يُحَرِّسُنَا فَقُلْتُ أَنَا قَالَ إِنَّكَ تَنَامُ قَالَ مَنْ يُحَرِّسُنَا فَقُلْتُ  
 أَنَا فَحَرَّسْتُهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ أَدْرِكُنِي قَوْلُ رَسُولِ  
 اللهِ ﷺ إِنَّكَ تَنَامُ فَنِمْتُ فَمَا اسْتَيْقَظْتُ إِلَّا بِالشَّمْسِ فَلَمَّا  
 اسْتَيْقَظْنَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ لَوْ شَاءَ أَنْ لَا تَنَامُوا وَلَكِنَّهُ  
 أَرَادَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ ثُمَّ  
 قَالَ هَكَذَا لِمَنْ نَامَ مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ ذَهَبَ الْقَوْمُ فِي طَلَبِ رَوَاحِلِهِمْ  
 فَجَاوُوا بِهِنَّ غَيْرَ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ  
 إِذْهَبْ هَهُنَا فَذَهَبْتُ حَيْثُ وَجَّهْتَنِي فَوَجَدْتُ زَمَامَهَا قَدْ اتَّوَى  
 بِشَجَرَةٍ فَجِئْتُ بِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَجَدْتُ زَمَامَهَا قَدْ  
 اتَّوَى بِشَجَرَةٍ مَا كَانَتْ تَحُلُّهَا إِلَّا يَدٌ .

جب حضور ﷺ نے پوچھا ہماری نگرانی کون کرے گا؟ میں نے کہا میں پہرہ  
 دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سو جاؤ گے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ استفسار  
 فرمایا کہ ہماری نگہبانی کون کرے گا؟ میں نے کہا۔ ”میں“ میں ساری رات  
 پہرہ دیتا رہا جب طلوع صبح کا وقت ہوا تو رسول مکرم ﷺ کے قول ”تو سو  
 جائے گا“ نے مجھے آلیا اور میں سو گیا۔ سورج کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔  
 جب ہم بیدار ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم نہ سوتے  
 لیکن اس نے ارادہ فرمایا کہ ایسا ہوتا کہ تمہارے بعد آنے والی نسلوں کے لیے  
 سنت قائم ہو جائے۔ پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے صبح

کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جو شخص سو جائے اور نماز کے وقت بیدار نہ ہو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے اس کے بعد تمام لوگوں نے اپنی سواریوں کو تلاش کیا۔ تمام لوگ اپنی اپنی سواریوں کو لے آئے لیکن سرور کائنات ﷺ کی سواری نہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا وہاں جاؤ میں اسی سمت گیا جس طرف حضور ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا تھا۔ وہاں اونٹنی موجود تھی اور اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی مہار کو کھولا اور اسے بارگاہ رسالت ﷺ میں لے آیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اونٹنی کو دیکھا کہ اس کی مہار درخت کے ساتھ اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ صرف ہاتھ سے ہی کھولی جاسکتی تھی۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تجھے باغی گروہ شہید کرے گا:

﴿93﴾..... حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعِمَارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ .

حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ”تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔“

(انوار الحمد یہ من المواهب الدنیہ ص ۳۱۶ بیروت۔ حجة الله على الغالين ص ۳۷ بیروت۔ دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۳۹ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۵۲)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول (۱):

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ دس سے زیادہ صحابہ نے

اس کو روایت کیا ہے۔

(۲) حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ لایا

گیا، وہ اس وقت جنگ صفین میں تھے۔ دودھ کو دیکھ کر آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے پوچھا

آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ دُنیا میں میرا آخری مشروب دُودھ ہوگا۔ دُودھ پی کر آپ میدانِ جہاد میں گھس گئے اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔ وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور باغی گروہ نے ان کو شہید کیا۔ باغی گروہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے۔ لیکن اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باغی ہیں جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گروہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین اور خلیفہ راشد کے باغی افراد شامل تھے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے بغاوت سے بری ہیں، جس طرح آپ ان کی بغاوت سے بری ہیں اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے گروہ میں شامل باغی افراد کی بغاوت سے بری ہیں۔

### واقعہ صہیب کی خبر:

﴿94﴾ ..... حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت گاہ کو دیکھا ہے۔ وہ پہاڑوں کے درمیان دلدلی زمین ہے، تمہاری ہجرت گاہ یا تو ”ہجر“ ہے یا یثرب۔ حضور ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن قریش کے جوانوں نے مجھے روک لیا۔ میں نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں گزاری، میں نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ نو جوانانِ قریش نے کہا اللہ نے اس کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ مگر مجھے کسی قسم کا کوئی درد نہ تھا۔ وہ تمام سو گئے۔ میں رات کے وقت وہاں سے کھسک آیا جب میں نے چار فرسخ کا فاصلہ طے کیا تو قریش نے مجھے پیچھے سے آلیا۔ وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا میں تمہیں کچھ اوقیہ سونا دوں تو کیا تم مجھے مدینہ طیبہ جانے دو گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہاں ہم تمہیں نہیں روکیں گے۔ میں انہیں لے کر مکہ واپس آ گیا۔ میں نے ان سے کہا اس دروازے کی دہلیز کے نیچے کھدائی کروں یہاں سے تمہیں کئی اوقیہ سونا مل جائے گا۔



وَ خَرَجْتُ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبَاءَ قَبْلَ أَنْ  
يَتَحَوَّلَ مِنْهَا فَلَمَّا رَأَيْتُ قَالَ يَا أَبَا يَحْيَى ربح البيع ثلاثاً فقلتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا سَبَقَنِي إِلَيْكَ أَحَدٌ وَ مَا أَخْبِرُكَ إِلَّا جَبْرِيلُ  
عليه السلام .

میں وہاں سے عازم سفر ہوا اور قبا میں حضور ﷺ کے ساتھ آ کر مل گیا۔ جب  
حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ! تو نے بہت نفع  
بخش سودا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کی:  
یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے پہلے آپ تک اور کوئی آدمی نہیں پہنچا۔ حضرت  
جبرائیل علیہ السلام نے ہی آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی ہوگی۔

(حجۃ انہویٰ للعلمین ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة للسیوطی ج ۶: ۶۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حالاتِ مدینہ کی خبر:

﴿95﴾..... حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جلا وطن نہیں کیا تھا بلکہ

قَالَ إِذَا بَلَغَ الْبِنَاءَ سَلْعًا فَأُخْرِجْ مِنْهَا فَلَمَّا بَلَغَ الْبِنَاءَ سَلْعًا وَجَاوَزَ  
خَرَجَ أَبُو ذَرٍّ إِلَى الشَّامِ .

حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا جب مدینہ طیبہ کی  
عمارات سلع تک پہنچ جائیں تو یہاں سے چلے جانا۔ جب مدینہ طیبہ کی  
عمارات سلع تک پہنچ گئیں تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے  
گئے۔

مدنی پھول:

سلع مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے نام مبارک میں

علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ان کا نام جندب رضی اللہ عنہ ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اکیلے ہی اٹھیں گے:

﴿96﴾..... ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور نہ ہی میرے دین میں فتنہ پیدا کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھ کو خبر دی کہ میں نے اکیلے ہی اسلام قبول کیا ہے، میں تنہا ہی مروں گا اور بروزِ حشر اکیلا ہی اٹھایا جاؤں گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

ابو ذر رضی اللہ عنہ کو آنے والے واقعات کی خبر دینا:

﴿97﴾..... ابو نعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ

نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابو ذر! مسجد میں کیوں سو گئے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اور کہاں آرام کروں اس کے علاوہ میرا اور کوئی گھر نہیں ہے۔

قَالَ فَكَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ قَالَ الْحَقُّ بِالشَّامِ قَالَ فَكَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنَ الشَّامِ قَالَ أَرْجِعُ إِلَيْهِ قَالَ فَكَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوكَ مِنْهُ الثَّانِيَةَ قَالَ إِذْ أَخَذُ سَيْفِي فَأُقَاتِلُ حَتَّى أَمُوتَ فَقَالَ أَذَلِكَ عَلَيَّ عَلَيَّ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ تَنْقَادُ لَهُمْ حَيْثُ قَادُوكَ وَتَنْسَاقُ لَهُمْ حَيْثُ سَاقُوكَ حَتَّى تَلْقَانِي وَ أَنْتَ عَلَيَّ ذَلِكَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے کہا اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھے شام سے بھی نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں دوبارہ یہاں آ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہاں سے دوبارہ تمہیں نکال دیا گیا تو پھر کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی میں شمشیر کو بے نیام کر لوں گا اور تار مارگ لڑتا رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا

میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ لوگ اس وقت تمہیں جس سمت جانے کو کہیں چلے جانا حتیٰ کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔

(حجۃ اللہ علیٰ العالمین ص ۳۳۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول (1):

جب ایسے حالات پیدا ہو گئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا کہ ابوذر شام میں لوگوں کے مابین فساد ڈال رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ”زبدہ“ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو جماعت ہونے والی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں امامت پر ایک حبشی غلام مقرر تھا۔ وہ مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابوذر کو جماعت کروانے کے لیے عرض کی گئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگے آؤ اور جماعت کرواؤ مجھے سننے اور اطاعت بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، تو بھی ایک غلام ہے جس کا تعلق حبشہ سے ہے۔

### (2):

وہاں ہی انہوں نے وصال فرمایا۔ وقت وصال ان کے پاس ان کی زوجہ محترمہ اور ان کا غلام تھا۔ انہوں نے ان کے جسد اطہر کو سراہ رکھ دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گزرا، ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے چلتے ہیں، اکیلے ہی انتقال کریں گے اور اکیلے ہی انہیں اٹھایا جائے گا۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

### حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں:

﴿98﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلَّغْنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَيَرْتَدَّنَّ أَقْوَامٌ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ قَالَ أَجَلٌ وَ لَسْتَ مِنْهُمْ فَتَوَفَّى أَبُو الدَّرْدَاءِ قَبْلَ أَنْ يَقْتُلَ عُثْمَانُ .

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“ لیکن تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی وصال کر گئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک ہاتھ زمین پر جھکڑنا:

﴿99﴾..... طیا سی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ إِنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي شِبْرِ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كُنْتَ فِي أَرْضٍ فَسَمِعْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِي شِبْرِ مِنَ الْأَرْضِ فَأَخْرَجَ مِنْهَا فَخَرَجَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِلَى الشَّامِ .

دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا فیصلہ کروانے کے لیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی ایسے مقام پر ہو جہاں دو شخص ایک ہاتھ زمین پر جھکڑا کرنے لگیں تو اس جگہ سے چلے جانا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلے گئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

﴿100﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَعْبُدُ صَنَمًا  
وَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ وَ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمَةَ دَخَلَا بَيْتَهُ فَكَسَرَا  
صَنَمَهُ فَرَجَعَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَرَأَاهُ فَقَالَ وَيْحَكَ هَلَّا دَفَعْتَ عَنْ  
نَفْسِكَ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ رَوَاحَةَ مُقْبِلًا فَقَالَ  
هَذَا أَبُو الدَّرْدَاءِ وَ مَا أَرَاهُ جَاءَ إِلَّا فِي طَلَبِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا  
إِنَّمَا جَاءَ لِيُسَلِّمَ فَإِنَّ رَبِّي وَ عَدْنِي بِأَبِي الدَّرْدَاءِ أَنْ يُسَلِّمَ فَجَاءَ  
فَأَسْلَمَ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک بت کی پوجا کرتے تھے۔  
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ان کے گھر داخل  
ہوئے اور ان کے بت کو توڑ دیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب واپس آئے اور  
انہوں نے بت کو پاش پاش دیکھا تو کہنے لگے تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے  
اپنی ذات کی بھی حفاظت نہیں کی۔ پھر وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر  
ہوئے۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو  
کہنے لگے یہ ابوالدرداء ہیں جو ہماری ہی جستجو میں آئے ہیں۔ حضور نبی  
محترم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔ میرے رب  
نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ابوالدرداء اسلام قبول کر لیں گے۔ حضرت  
ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے  
وابستہ ہو گئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل البیوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۷ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ



حاطب رضی اللہ عنہ کے غائبانہ خط کی خبر:

﴿101﴾..... حضرت امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُبَيْرُ  
وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظِعِينَةً  
مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا قَالَ فَإِنِ انْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلَنَا حَتَّى آتَيْنَا  
الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا  
مَعِيَ كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتَخْرُجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتَلْقَيْنَ الثِّيَابَ قَالَ  
فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا .

سرورِ کائنات ﷺ نے مجھے زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو ایک جگہ بھیجا اور فرمایا روانہ  
ہو جاؤ۔ جب تم ”روضۃ خاخ“ کے مقام تک پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک  
عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہو گا وہ اس سے لے لینا۔ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہو گئے۔ گھوڑے ہمیں لے کر سرپٹ دوڑتے  
رہے حتیٰ کہ ہم روضۃ کے مقام تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں اس عورت کو دیکھا  
ہم نے اس سے کہا۔ ”وہ خط نکال کر ہمیں دو“ اس نے کہا میرے پاس کوئی  
مکتوب نہیں۔ ہم نے کہا خط نکال دو ورنہ ہم تمہارے کپڑوں میں سے اسے  
نکال لیں گے۔ اس نے خوفزدہ ہو کر اپنی چوٹی میں سے ایک خط نکالا اور اسے  
ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے  
جب خط کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ ”حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے  
مشرکین مکہ کی طرف“ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اس خط میں حضور ﷺ کے  
بعض پوشیدہ امور کی خبر دی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ  
سے پوچھا اے حاطب! یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ  
جلدی نہ فرمائیں۔ میری قریش سے کچھ وابستگی تھی۔ میں صرف ان کا حلیف

تھا۔ میری ان سے خونی رشتہ داری نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں ان کے قریبی رشتہ دار ہیں جو ان کے اموال اور اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دیتا ہوں جس کے زیر بار ہو کر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ فعل اس لیے سرانجام نہیں دیا کہ میں دین سے مرتد ہو گیا ہوں یا اسلام قبول کر لینے کے بعد میں نے کفر کو پسند کر لیا ہے۔ تمام گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطب غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی جانثاری اور فداکاری کو دیکھ کر فرمایا تھا۔ تم جو کچھ چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ .

ترجمہ کنز الایمان: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے۔“ (الممتحنہ: ۱)

(انوار الحمد یہ ص ۳۱۴: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت: دلائل البیوۃ للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت اور اسلام پر ثابت قدمی کی بشارت:

﴿102﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ أَنْتَ

عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تو تادم مرگ اسلام پر ہی رہے گا۔ ابن سعد اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھانا تناول فرمایا۔ کچھ کھانا بیچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس گھائی کی طرف سے اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ وہ اس بقیہ کھانے کو تناول کرے گا۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس گھائی کی جانب سے تشریف لائے اور اس پیالے سے کھانا کھایا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے جنتی اور شہید ہونے کی بشارت:

﴿103﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے اسمعیل ابن محمد بن ثابت انصاری سے

روایت کیا ہے۔

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِثَابِتِ بْنِ شِمَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا ثَابِتُ أَلَا تَرْضَى أَنْ بَعِيشَ حَمِيدًا وَتَقْتُلَ شَهِيدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ .

حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا اے ثابت! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم قابل ستائش زندگی بسر کرو، شہادت کا رتبہ حاصل کرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں راضی ہوں۔ انہوں نے قابل رشک زندگی بسر کی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی زبان کن کی کنجی ہے۔ جیسے آپ ﷺ فرماتے ہیں ویسے ہی ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام  
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود  
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو اختیارات سے نوازا گیا ہے۔ جس کو چاہیں شہادت کے مرتبے سے سرفراز فرمائیں اور جسے چاہیں جتنکی ابدی نعمتیں عطا فرمائیں۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم بھی آپ کے غلام ہیں۔ ہمیں جنت الفردوس میں اپنا پڑوس عطا فرما کر غریبوں پر ایک احسان مزید فرما دیجئے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دُور ہو  
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی  
سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشاروں سے ہو چاک  
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

(3) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس کے قبیلے کے لوگ دھڑا دھڑا اس کی جھوٹی نبوت کی تصدیق کرنے لگے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ فرمایا۔ مسیلمہ کذاب بھی جنگ کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے بہت بڑا لشکر جرار تیار کیا۔ مسلمان اگرچہ قلیل تھے مگر اس جھوٹے نبی کو ٹھکانے لگانے کے جذبہٴ شہادت تھے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے ساتھ اس جنگ میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی عطا کردہ بشارت کے مطابق اس جنگ میں شہادت کے رُتبے سے سرفراز ہوئے۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا حساب دخول جنت کی بشارت:

﴿104﴾..... امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میری عیادت کے لیے ہمارے ہاں تشریف لائے۔

فَقَالَ لَهُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلَكِنْ كَيْفَ بِكَ إِذَا

عَمَرْتَ بَعْدِي فَعَمِيَتْ قَالَ إِذْنٌ أُحْتَسِبُ فَأَصْبِرُ قَالَ إِذْنٌ تَدْخُلُ

الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ .

آپ ﷺ نے فرمایا اس مرض سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی لیکن اس

وقت تمہاری حالت کیا ہوگی، جب تم میرے بعد طویل عمر بسر کرو گے اور

تمہاری بصارت ختم ہو جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس وقت میں ثواب

کے حصول کے لیے صبر کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر تو آپ حساب کے

بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد وہ

تابینا ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو لوٹا دیا اور وہ انتقال کر گئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے نہیں مل سکو گے:

﴿105﴾..... امام احمد اور امام بیہقی نے عاصم ابن حمید السکونی سے روایت کیا ہے

کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ حضور ﷺ

ان کو نصیحت فرماتے ہوئے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے آئے۔ جب آپ ﷺ نصیحت

سے فارغ ہوئے۔

قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي وَ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ

بِمَسْجِدِي وَ قَبْرِي فَبُكِي مُعَاذُ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات کا شرف

حاصل نہیں کر سکو گے۔ اس وقت تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزر



گے۔ یہ غم ناک خبر سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روئے لگے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی: مسند امام احمد ج ۲ بیروت)

مدنی پھول:

جب حضور نبی اکرم ﷺ نے حج ادا فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت:

﴿106﴾..... امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَمَ مِنْ ضَعِيفٍ مُسْتَضْعِفٍ ذِي طَمَرَيْنِ لَوْ  
أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةِ مِنْهُمْ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ .

سرکار ﷺ نے فرمایا کتنے ہی ایسے شخص ہوتے ہیں جنہیں لوگ ناتواں سمجھتے ہیں۔ وہ صرف دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن ان کی شان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۸ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

حضرت براء رضی اللہ عنہ "تستر" کے مقام پر دشمن سے نبرد آزما ہوئے۔ مسلمانوں میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے۔ انہوں نے عرض کی اے براء! حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آپ کسی امر پر اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ آپ دشمن کی اس فوج کے متعلق اللہ تعالیٰ سے قسم اٹھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی اے میرے رب! میں تجھ پر قسم اٹھاتا ہوں ہمیں ان کی مشکلیں کنسے کی توفیق عطا فرما۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کے فوراً بعد دشمنان اسلام کو شکست ہو گئی۔

## نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

﴿107﴾..... ابن سعد نے عبدالمالک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اذْعُ اللَّهُ لِإِنِّي هَذَا فَقَالَ أَوْ مَا تَرْضَى  
أَنْ يَبْلُغَ مَا بَلَغْتَ ثُمَّ يَأْتِي الشَّامَ فَيَقْتُلُهُ مُنَافِقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ .

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”کیا تو راضی نہیں کہ یہ بھی اس عظمت کو پا لے جس عظمت کو تو نے پایا ہے۔ پھر یہ ملک شام جائے تو اہل شام میں سے ایک منافق اس کو شہید کر دے۔“

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

مروان بن حکم کی خلافت کے وقت جب ضحاک بن قیس کو مرج زہبط کے مقام پر قتل کر دیا گیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے حمص سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا۔ آپ وہاں کے گورنر تھے۔ آپ نے مروان بن حکم کی مخالفت کر کے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تائید کی تھی۔ لیکن اہل حمص نے آپ کو پکڑ کر شہید کر دیا۔ انہوں نے آپ کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔

جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائے گا:

﴿108﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا۔

فَقَالَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ ابْنَ نَبِيحِ الْهَذَلِيِّ يُجْمِعُ النَّاسَ لِيَغْزُونِي وَهُوَ  
بِنَخْلَةٍ أَوْ بِعُرْنَةٍ فَأْتِيهِ فَأَقْتُلُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ائْتِنِي

حَتَّىٰ أَعْرِفَهُ قَالَ آيَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ إِذَا رَأَيْتَهُ وَجَدْتَ لَهُ قَشْعِرِيْرَةً  
فَخَرَجْتُ حَتَّىٰ دَفَعْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا رَأَيْتَهُ وَجَدْتُ لَهُ مَا وَصَفَ لِي  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْقَشْعِرِيْرِ فَمَشَيْتُ مَعَهُ شَيْئًا حَتَّىٰ إِذَا  
أَمَكْنِي حَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ .

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن یحٰی عرنہ کے مقام پر لوگوں کو  
جمع کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تم اس کو قتل کر دو گے۔ میں  
نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ میں اس  
کو پہچان لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب تم  
اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ میں اس کے قتل کے ارادہ  
سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا حتیٰ کہ میں اس تک پہنچ گیا۔ جب میں نے اس  
کو دیکھا تو مجھ پر بالکل اسی طرح کپکپاہٹ طاری ہو گئی جس طرح  
حضور ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا جب  
میرے لیے ممکن ہوا، میں نے تلواریں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کو اصل  
جہنم کر دیا۔ جب میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے  
فرمایا: أَفْلَحَ الْوَجْهُ ”تو اسے قتل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔“ میں  
نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ  
نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے عصا مبارک عطا فرمایا۔  
آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے پاس محفوظ رکھو۔ میں نے عرض کی اے اللہ  
کے رسول مکرم ﷺ آپ نے مجھے یہ عصا مبارک کیوں عطا فرمایا ہے؟  
آپ ﷺ نے فرمایا یہ عصا قیامت کے دن میرے اور تیرے درمیان  
نشانی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۱ بیروت: دلائل البدوۃ للہدوی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْعَبِيْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(۱) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ فرمایا کہ جب تم بیچ کو دیکھو گے تو تم پر کپچی طاری ہو جائے گی۔ واقعتاً جب اس کے پاس گیا تو مجھ پر کپچی اور گھبراہٹ طاری ہو گئی حالانکہ اس سے قبل میں کسی چیز سے بھی لرزہ براندام نہیں ہوا۔ پھر اس کے بعد رات کو میں نے اسے واصل جہنم کر دیا۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل ہی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابن بیچ کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

حضرت عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ کو ہر نقصان سے حفاظت کی بشارت:

﴿109﴾..... عبداللہ بن حارث بن فضل اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اس شخص کا نام یزید بن زید تھا۔ وہ عورت اسلام اور اہل اسلام کی عیب جوئی کرتی تھی اور کفار کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برا بیچتے کرتی تھی۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی نہیں جو میری وجہ سے بنت مروان کی خبر لے۔ حضرت عمیر بن عدی خطمی نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول سن لیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس عورت کے گھر جا کر اسے قتل کر آئے۔ صبح کے وقت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس عورت کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر! تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے۔

فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ شَأْنِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَنْتَبِعُ فِيهَا عَنَزَانٍ فَرَجَعَ عُمَيْرٌ إِلَى قَوْمِهِ وَبَنُو خَطْمَةٍ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ فَوَجَدَهُمْ فِي شَأْنِ بِنْتِ مَرْوَانَ وَ لَهَا يَوْمَئِذٍ بَنُونَ خَمْسَةٌ رِجَالٍ فَلَمَّا جَاءَهُمْ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَا بَنِي خَطْمَةَ أَنَا قَتَلْتُ ابْنَةَ مَرْوَانَ فَكَيْدُونِي ثُمَّ لَا تَنْظُرُونَ وَ لَمْ يَحْصِلْ

لَهُ أَدْنَىٰ ضَرْبٍ مِنْ جِهَةِ قَتْلِهِ إِيَّاهَا وَ لَمْ يَنْتَظِعْ فِيهَا عَنَزَانٍ كَمَا  
قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا اسے قتل کرنے کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں سر نہیں ٹکرائیں گی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو کر اپنے قبیلے میں آ گئے۔ اس وقت بنو حطمہ کثیر تعداد میں تھے۔ وہ تمام بنت مروان کی وجہ سے مغموم تھے۔ بنت مروان کے بھی پانچ بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضری دینے کے بعد بنو حطمہ کے پاس گئے اور انہیں کہا اے بنو حطمہ! بنت مروان کو میں نے قتل کیا ہے۔ میرے خلاف تدبیر کر لو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو لیکن انہیں اس عورت کو قتل کرنے کی وجہ سے ذرا سا نقصان بھی نہ اٹھانا پڑا۔ حضور ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس عورت کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں نہ لڑیں گی۔ وہ قول پورا ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۲ بیروت: دلائل البدوۃ للشیخ علی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ جس کی حفاظت کی ذمہ داری حضور ﷺ اٹھالیں اسے دنیا کی کوئی چیز بھی نقصان نہیں دے سکتی۔ دیکھو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا حالانکہ بنت مروان کے پانچوں بیٹے اپنی ماں کے قتل پر بڑے غیظ و غضب میں تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ڈھونڈا ہی کریں گے صدر قیامت کے سپاہی

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

یعنی یا رسول اللہ ﷺ وہ کس طرح سزا پا سکتا ہے جس کو آپ ﷺ نے امان دی ہو۔

(2) سبحان اللہ عزوجل صحابی کا عقیدہ مرجہا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے



حفاظت کی بشارت سننے کے بعد یقین کر لیا کہ اب مجھے دُنیا کی کوئی شئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور بنت مروان کے قبیلے کے لوگوں میں جا کر اپنے قتل کا اعلان کر دیا۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی:

﴿110﴾..... طیا سی، ابن سعد اور امام بیہقی نے یحییٰ بن عبد الحمید کی سند سے روایت کیا اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو غزوہٴ اُحد یا یوم حنین کے دن سینے پر تیر لگا۔ وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ انزع السهم یا رسول اللہ ﷺ! یہ تیر نکالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اگر تم چاہتے ہو تو میں تیر اور پیکان دونوں کو نکال لیتا ہوں اور اگر تم پسند کرتے ہو تو میں صرف تیر کو نکالتا ہوں اور پیکان کو چھوڑ دیتا ہوں اور بروزِ حشر تمہاری گواہی دوں گا کہ تم شہید ہوئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! تیر نکال لیں اور پیکان کو چھوڑ دیں اور بروزِ حشر میری شہادت کی گواہی دیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں یہ زخم دوبارہ پھوٹ پڑا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضور ﷺ کو دل کی بات کا بھی علم ہوتا ہے:

﴿111﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دفعہ ہمیں اتنی سخت تنگدستی اور مفلسی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے قبل ہم نے اس قدر تنگدستی اور ناداری نہیں دیکھی تھی۔ میری بہن نے مجھ سے کہا آپ بارگاہِ رسالت ﷺ میں جائیں اور سوال کریں۔ جب میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچا تو آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جو شخص عفت اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفت عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرنے سے مستغنی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ بات آپ ﷺ نے میرے لیے ہی ارشاد فرمائی ہے۔ اب میں آپ ﷺ سے کوئی سوال نہیں

کروں گا۔ میں اپنی بہن کے پاس واپس آ گیا اور اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا آپ نے اچھا کیا ہے۔ جب دوسرا دن آیا تو اللہ کی قسم! میں لاچار ہو کر ایک دیوار کے سایہ میں لیٹ گیا۔ اچانک ایک یہودی کے کچھ درہم مجھے مل گئے۔ ہم نے اس سے کھانا خریدا اور اسی سے کھایا پھر ہمارے ہاں بہت سی دنیا آئی۔ انصار کا کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۳: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۵۳ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ:

﴿112﴾..... امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن

حزم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوة تبوک پر تشریف لے گئے تو حضرت خیمہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے آپ ﷺ کو جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی دُور ہی تھے کہ لوگوں نے کہا دو راستہ پر ایک سوار آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ ابو خیمہ ہو جا، لوگوں نے عرض کی۔ اللہ کی قسم! وہ ابو خیمہ ہی ہیں۔

(حجة اللہ علی العالمین ص ۳۵۳ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب تم اس سے ملو گے وہ شکار کر رہا ہوگا:

﴿113﴾..... امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ

جب نبی آخر الزمان ﷺ مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس مجاہدین کے ساتھ اکیدردومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔ فَقَالَ خَالِدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِدَوْمَةَ الْجَنْدِلِ وَفِيهَا أَكْبَدُ وَإِنَّمَا نَأْيُهَا فِي عَصَابَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ لَعَلَّ اللَّهُ يُلْقِيكَ أَكْبَدًا يَفْتَنُ فَنَقِضُ عَلَى الْمِفْتَاحِ وَتَأْخُذُهُ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لَكَ دَوْمَةَ .

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دومۃ الجندل اور

اکیدر کے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا فرمائے گا اور تم اسے گرفتار کر لو گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قلعے کے قریب گئے تو آپ نے قلعے کی پچھلی جانب سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا کیونکہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا، تم اسے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اکیدر کے قلعے کے قریب پہنچے تو ایک جنگلی گائے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر رُک گئی۔ اس وقت اکیدر اپنی بیگمات کے ساتھ لہو و لعب میں مشغول تھا۔ اس کی ایک بیوی نے گائے کو دیکھا اور کہا۔ ”چاندنی رات میں گوشت کا مزا فراموش نہیں کیا جاسکتا۔“ اکیدر نے پوچھا تو نے یہ بات اس وقت کیوں کہی؟ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ میں نے یہ گفتگو اس لیے کی ہے کیونکہ اس وقت ہمارے قلعے کے دروازے کے پاس ایک جنگلی گائے کھڑی ہے۔ اکیدر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے اہل خانہ اور غلام بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب اکیدر اور اس کے ساتھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان تمام کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو حضور ﷺ کا یہ فرمان سنایا کہ جب تم اسے گرفتار کرو گے تو وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ یہ فرمان سن کر اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! یہ گائے ہمارے قلعہ میں پہلی مرتبہ آئی ہے۔ اس نے اس سے قبل کبھی بھی ادھر کا رخ نہیں کیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: شفاء شریف ج ۲۵۵۱)

قبیلہ خزاعہ کی فریاد کو سینکڑوں میل سے سننا:

﴿114﴾..... عَنْ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَاتَ عِنْدِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ لِيَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي مُتَوَضِّئِهِ بِاللَّيْلِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا نَصْرَتُ نَصْرَتُ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مُتَوَضِّئِكَ لَبَّيْكَ

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا نَصِرْتُ نَصِرْتُ نَصِرْتُ ثَلَاثًا كَأَنَّكَ تَكَلِّمُ إِنْسَانًا  
فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ وَهُمْ بَطْنٌ مِنْ  
خَزَاعَةَ يَسْتَنْصِرُنِي وَيَزْعَمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرِ .  
ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں حضور  
اکرم ﷺ نے میرے پاس شب بسر فرمائی۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔  
دوران وضو میں نے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ”لَبَّيْكَ نَصِرْتُ  
نَصِرْتُ نَصِرْتُ“ جب حضور ﷺ وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے  
عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے سنا آپ ﷺ وضو کے دوران فرما رہے  
تھے ”لَبَّيْكَ نَصِرْتُ“ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کسی انسان سے محو  
کلام ہیں۔ کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی انسان تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ  
بنی کعب کا راجز (رجز پڑھنے والا) تھا جو مدد کے لیے مجھے پکار رہا تھا۔ وہ کہتا تھا  
کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۴ بیروت)

### مدنی پھول:

صلح حدیبیہ کے دن بنی بکر کے حلیف بن گئے تھے اور قبیلہ خزاعہ حضور ﷺ کا حلیف  
بن گیا تھا۔ وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کا خزاعہ کی مدد کرنا لازم تھا۔ قریش نے بنی بکر کی مدد  
کر کے صلح حدیبیہ کی مخالفت کی تھی۔ یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بن گیا۔ اس کے بعد  
حضور ﷺ نے فتح مکہ کے لیے تیاری فرمائی اور اسے فتح کر لیا۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضور ﷺ کا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی سازش کو جاننا:

﴿115﴾..... حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ جب غزوہ بدر کی شکست کے بعد مشرکین مکہ واپس چلے گئے تو عمیر بن وہب صفوان بن  
امیہ کے پاس آیا۔ وہ دونوں ”حجر“ میں بیٹھ گئے۔ صفوان نے کہا۔ بدر کے مقتولین کے بعد

زندگی کتنی تلخ ہو گئی ہے۔ عمیر نے کہا ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔ اگر مجھ پر یہ قرض نہ ہوتا جس سے سبکدوش ہونے کی مجھے کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور نہ ہی میں عیالدار ہوتا تو میں محمد مصطفیٰ (ﷺ) کو قتل کر دیتا۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ) میری آنکھیں تو اس سے بھر چکی ہیں۔ میرے پاس تو وہاں جانے کے لیے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ میں اپنے قیدی بچے کی خبر گیری کے لیے آیا ہوں۔ عمیر کی یہ گفتگو سن کر صفوان بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا تیرے قرض اور اہل و عیال کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کی طرح ہی ان کا خرچہ برداشت کروں گا۔ کوئی چیز بھی مجھے ان کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکے گی۔ صفوان نے عمیر کو ترغیب دلائی، اسے تیار کیا اور اس کی تلوار کو صیقل کر کے اسے زہر آلود کیا۔ عمیر نے کہا میرے اس منصوبے کو خفیہ رکھنا۔ عمیر اپنے سفر پر روانہ ہوا حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے اپنی سواری سے اتر، اپنی سواری کو بانڈھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت مسجد میں تشریف لے آئے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ تَأَخَّرْتُمْ قَالَ مَا إِقْدَامُكَ يَا عُمَيْرُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَىٰ أُسَيْرِي عِنْدَكُمْ قَالَ أَصْدُقْنِي مَا إِقْدَامُكَ قَالَ مَا قَدِمْتُ إِلَّا فِي أُسَيْرِي قَالَ فَمَاذَا شَرَطْتَ لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فِي الْحَجَرِ فَفَزِعَ عُمَيْرٌ وَقَالَ مَاذَا شَرَطْتُ لَهُ قَالَ تَحَمَّلْتُ لَهُ بِقَتْلِي عَلَىٰ أَنْ يَعْوَلَ بَيْتَكَ وَيَقْضِي دَيْنَكَ وَاللَّهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَلِكَ قَالَ عُمَيْرُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَفْوَانَ فِي الْحَجَرِ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرَهُ فَأَخْبَرَكَ اللَّهُ بِهِ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَىٰ مَكَّةَ فَدَعَا إِلَىٰ الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمْتُ عَلَىٰ يَدِهِ بِشَرٍّ كَثِيرٍ .

حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے کے لیے کہا پھر عمیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے عمیر! یہاں کیوں آئے ہو، عمیر نے کہا میں اپنے قیدی



سے ملاقات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا سچ بتاؤ تیرا یہاں آنا کس مقصد کے لیے ہے۔ عمیر نے پھر کہا میں اپنے قیدی کی خبر لینے کے لیے آیا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کیا شرائط تھیں جو تم نے صفوان کے ساتھ اس وقت طے کی تھیں جب تم حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا میں نے کیا شرائط طے کی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس شرط پر مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہو کہ وہ تمہارے اہل خانہ کی کفالت کرے گا اور تیرے قرض کو ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ارادے کے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر عمیر نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ یہ تمام گفتگو صرف میرے اور صفوان کے درمیان ہی ہوئی تھی۔ کوئی شخص بھی اس سے آگاہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس گفتگو کی خبر دے دی۔ میں اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہما اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس مکہ چلے آئے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ بہت سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: مشافہ شریف ج ۱ ص ۲۵۳)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِيْبِ ﷺ! ... صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سینکڑوں میل بنی کعب کے منادی کی ندا سن کر ان کو اپنی مدد اور نصرت سے نواز سکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی طاقت عطا فرمائی کہ آپ مخلوق خدا کو ساعت فرماتے ہیں اگرچہ کوئی کتنی ہی دُور کیوں نہ ہو۔ آج بھی اگر کوئی امتی رسول اللہ ﷺ کو سچے دل سے پکارے تو میرے آقا ﷺ اپنے امتی کی مشکل کشائی کے لیے تشریف ضرور لائیں گے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

کرتا تو ہے یاد اُن کی غفلت کو ذرا روکے

لہذا رضا دل سے ہاں دل ارے دل سے

اعلیٰ حضرت ﷺ حضور ﷺ کے کان لعل کرامت کی سماعت کو بیان فرماتے ہیں:

دُور و نزدیک سے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حدیث پاک میں ہے جب کوئی اُمتی حضور ﷺ پر درود پاک پیش کرتا ہے تو قبر انور

پر موجود فرشتہ اس اُمتی اور اس کے والد کا نام حضور ﷺ کو پیش کرتا ہے کہ یا رسول

اللہ ﷺ آپ کے فلاں اُمتی نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا۔ جب قبر انور پر موجود

خادم رسول ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ دور و نزدیک ہر ایک کی آواز سن کر غیبی طور پر اس کے

اور اس کے والد کے نام کو جان لیتا ہے تو اس فرشتے کے بھی آقا و عالم کے داتا ﷺ کی

سماعت اور علم غیب کا کیا عالم ہوگا۔ قبر پر موجود فرشتہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے

مامور ہے کیونکہ آقاؤں کی شان یہی ہوتی ہے کہ اُن کا کام خدام کریں۔ لہذا کوئی یہ نہ سمجھے

کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کسی کے درود و سلام کو نہیں سن سکتے۔ اس لیے فرشتہ آپ ﷺ

کو وہ درود پہنچاتا ہے۔ حاشا حاشا (ہرگز ہرگز نہیں)

بادشاہ خود پانی وغیرہ اٹھا کر پی سکتا ہے مگر بادشاہ کے شرب و طعام کے لیے خدام مقرر

ہوتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں ہوتے کہ بادشاہ خود کھانا نہیں کھا سکتا لہذا وہ اس کو کھلائیں

گے۔ بلکہ بادشاہ کی عظمت و شان کے لیے ان کا انتظام کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں لہذا آپ ﷺ کی خدمت کے لیے فرشتے مقرر

ہیں۔ ورنہ حضور ﷺ خود بھی اپنے اُمتیوں کا درود پاک سنتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے خود

فرمایا۔ وَ اَنَا سَمِعُ صَلَوةَ اَهْلِ مَحَبَّتِي. ”میں اہل محبت کا درود و سلام خود سنتا ہوں۔“

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں

گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

(2) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کافر کے ساتھ بھی وعدہ کیا ہو تو اسے پورا کرنا چاہیے۔

(3) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ دُور و نزدیک سے فریاد کوسن لیتے ہیں اسی وجہ سے بنی کعب کا وہ منادی اپنے قبیلہ میں ہی بلند آواز سے رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لیے پکارنے لگا۔

### حضرت ابو موسیٰ اشعری کی قوم (رضی اللہ عنہم) کی خبر دینا:

﴿116﴾..... ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال يقدم عليكم قوم هم ارق منكم قلوباً فقدم الأشعريون فيهم ابو موسى .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جو تم سے

زیادہ نرم دل ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم آ

گئی۔ (حجۃ اللہ علی الغلمین ص ۳۵۵ بیروت:)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ سات کوٹھڑیوں کے اندر بھی ہونے والے پوشیدہ

امور کو جانتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرس پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

(2) حضور ﷺ جان کے دشمنوں کے بھی غم خوار و غم گسار ہیں۔ دیکھو! عمیر کو آتے

ہی فوراً سزا نہ دی حالانکہ آپ ﷺ اس کے ارادے سے بھی واقف تھے۔ بلکہ اس سے ایسی

دل کش گفتگو کی جس نے اس کے دل کو روشن کر دیا اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ حضور ﷺ کی زبان مبارک، دل کشی اور فصاحت کو بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں دبے لپے فصحا عرب کے بڑے بڑے  
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جس میں جان نہیں  
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں  
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر دینا:

﴿117﴾..... قَالَ أَنبَانَا مُعَمَّرٌ سَمِعْتُ ابْنَ طَاوُسٍ وَغَيْرَهُ يَقُولُونَ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَبِي هُرَيْرَةَ وَلسُمْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَلِرَجُلٍ آخَرَ  
آخِرُكُمْ مَوْتًا فِي النَّارِ .

معمر کہتے ہیں میں نے ابن طاؤس اور ان کے علاوہ کئی لوگوں سے سنا ہے انہوں  
نے کہا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت سمرہ بن  
جندب رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی سے فرمایا۔ ”تم میں سے آخری شخص کی موت  
آگ میں جل کر ہوگی۔“

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۶ بیروت: شفاء ج ۱  
ص ۲۵۱)

مدنی پھول (۱):

تیسرا شخص حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہما سے قبل وفات پا گیا اور حضرت  
ابو ہریرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے۔ جب کوئی شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ڈرانا چاہتا تو وہ یہ  
کہتا۔ ”حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے ہیں۔“ آپ رضی اللہ عنہ کا اتنا سننا ہی ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ  
بے ہوش ہو جاتے اور آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو جاتی۔ بالآخر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے  
حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے وصال فرمایا۔

(2):

ابن عسا کر نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ مرض کزاز  
میں مبتلا ہوئے۔ (اس مرض میں بہت زیادہ سردی لگتی ہے) انہوں نے ایک بہت بڑی

دیگ لانے کا حکم دیا۔ اسے پانی سے بھر دیا گیا۔ اس کے نیچے آگ لگائی گئی اور حضرت  
سمرہ رضی اللہ عنہا اس کے اوپر بیٹھ کر حرارت حاصل کرنے لگے۔ جب پانی بخارات بن کر ان تک  
جاتا تو انہیں کچھ آرام آ جاتا۔ ایک دن اسی دیگ میں گر کر پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔  
صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ  
چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مومن ہونے کی خبر:

﴿118﴾..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ قَالَ أَنْ بِمَكَّةَ  
لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَرْبَابُ بِهِمْ عَنِ الشِّرْكِ وَارْتِغَابُ لَهُمْ فِي  
الْإِسْلَامِ قِيلَ وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَتَابُ بْنُ أُسَيْدٍ وَ  
جُبَيْرُ بْنُ مُطْعَمٍ وَحَكِيمُ بْنُ حَزَامٍ وَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرِو قَالَ ﷺ  
لَيْلَةَ قَرَبَةٍ مِنْ مَكَّةَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَقَدْ أَسْلَمُوا جَمِيعًا رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمْ -

حضور اکرم رحمت عالم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا قریش مکہ میں چار ایسے آدمی  
ہیں جو کفر سے متنفر اور اسلام کی طرف راغب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض  
کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا و عتاب بن اسید،  
جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے  
اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ ﷺ مکہ فتح کرنے مکہ کے قریب پہنچ چکے  
تھے۔ آپ ﷺ نے جن چار افراد کے نام لیے تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو  
اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۵ بیروت دلائل النبوة للشیخ محمد بن صالح العثیم ج ۱)

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خبر:

﴿119﴾..... ابن سعد نے ابن اسحاق کے طریق سے محمد بن عطا سے روایت کیا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا أُسْرَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرِو وَ



قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزِعْ نَيْبِيهِ يَدْلِعْ لِسَانَهُ فَلَا يَقُومُ  
خَطِيبًا أَبَدًا وَكَانَ سُهَيْلٌ أَعْلَمَ مِنْ شَفِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا  
أُمِثِلُ فِيمِثَلِ اللَّهِ بِي وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا وَ لَعَلَّهُ يَقُومُ مَقَامًا لَا تَكْرَهُهُ  
فَقَامَ بِمَكَّةَ حِينَ جَاءَتْهُ وَفَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُطْبَةِ أَبِي بَكْرٍ  
كَأَنَّهُ كَانَ سَمِعَهُ فَقَالَ عُمَرُ حِينَ بَلَغَهُ كَلَامُ سُهَيْلٍ أَشْهَدُ أَنْ  
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قَالَ قَالَ لَعَلَّهُ يَقُومُ مَقَامًا لَا  
تَكْرَهُهُ .

محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ جب سہیل بن عمرو قیدی بن کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے آگے کے دونوں دانت نکلو دیجئے تاکہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور یہ کتابت کی شرفشانی نہ کر سکے۔ سہیل کا اُوپر والا ہونٹ چراہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب ارشاد فرمایا۔ میں مثلہ ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر میں نے مثلہ کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ میرا بھی مثلہ کر دے گا۔ اگرچہ میں نبی ہی ہوں۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑا ہو جہاں تمہیں ناپسندیدہ نہ لگے۔ جب سرور کائنات ﷺ نے اس جہان رنگ و بو سے وصال فرمایا تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں کھڑے ہو کر ایک رُوح پرور خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ پہلے سے سن رکھا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے اس خطبے کے متعلق سنا تو انہوں نے کہا:

”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .

ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔“

اور جو کلام مقدس لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں وہ سراپا حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مجھے رسول کریم ﷺ نے اس وقت اشارہ فرمایا تھا۔ جب

آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں تمہیں یہ اچھے لگیں۔ ناگوار نہ لگیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۶ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر ہے جو آپ نے حضور ﷺ کے وصال کے وقت فرمائی تھی جس کا آغاز آپ نے اس طرح کیا تھا۔  
 ”جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے وہ سن لے کہ محمد ﷺ ظاہری وصال فرما چکے ہیں۔ اور جو خدائے وحدہ لا شریک کی پرستش کرتا ہے اس کو یقین ہونا چاہیے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں۔“  
 جب حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر مکہ معظمہ میں پہنچی تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں اسی قسم کا خطبہ دیا تھا۔  
 حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر:

﴿120﴾..... الطمرانی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب قریش

نے قبیلہ خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی اعانت کر کے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ كَأَنَّكُمْ بَأَبِي سُفْيَانَ قَدْ جَاءَ يَقُولُ  
 جَدِّدِ الْعَهْدَ وَزِدْ فِي الْمُلْكِ وَهُوَ رَاجِعٌ بِسَخَطِهِ ثُمَّ جَاءَ أَبُو  
 سُفْيَانَ كَمَا أَخْبَرَ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ وَطَلَبَ تَجْدِيدَ الْعَهْدِ وَزِيَادَةَ  
 الْمُدَّةِ فَلَمْ يُجِبْهُ ﷺ إِلَى ذَلِكَ فَرَجَعَ خَائِبًا.

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا۔ ابوسفیان تمہارے پاس آ رہا ہے۔ وہ عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کرے گا لیکن اسے ناکام واپس جانا پڑے گا۔ کچھ دنوں کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ آیا اور عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کیا لیکن حضور ﷺ نے اس کو

کوئی جواب نہ دیا اور وہ خائب و خاسر واپس چلا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۶، بیروت: دلائل النبوة للشیخ علی بن ابی حمزہ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۱ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ابوسفیان کے دل کی بات جان لی:

﴿121﴾..... امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

فَقَالَ فِي نَفْسِهِ لَوْ جَمَعْتُ لِمُحَمَّدٍ جَمْعًا أَنَّهُ لِيُحَدِّثَ نَفْسَهُ  
بِذَلِكَ إِذْ ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَيْنَ كَتْفَيْهِ وَقَالَ إِذْنُ يُخْرِيكَ اللہُ  
فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰی رَأْسِهِ .

فتح مکہ کے بعد ایک دن ابوسفیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ کاش میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر کو جمع کر سکتا۔ ابھی وہ یہ بات اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا دست اقدس مارا اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رسوا ہی کرے گا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر کے اوپر کھڑے ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگا۔ اس سے قبل مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے بیان فرمادی ہے، یہ تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۶ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ

ابوسفیان اور اس کی بیوی کے درمیان گفتگو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جان لی:

﴿122﴾..... حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے

مکہ معظمہ کو فتح کیا اور حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ ساری رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے رہے اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کیا تو گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتَ لِهِنْدٍ أَتْرَيْنَ هَذَا مِنْ اللَّهِ نَعَمْ هُوَ مِنْ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَاللَّهِ مَا سَمِعَ قَوْلِي هَذَا أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ وَهِنْدٌ .

صبح کے وقت حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئے اور اسے کہا تو نے ہندہ سے یہ کہا ہے کہ کیا وہ یہ گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہاں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ”أَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ“۔ ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

میرے اس قول کو اللہ تعالیٰ اور ہندہ کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۱: ۶۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابوسفیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ ابوسفیان نے دل میں کہا۔ میں نہیں جانتا کہ کس چیز کی وجہ سے محمد (ﷺ) ہم پر غالب آگئے ہیں۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس آئے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کی قسم! محمد تم پر غالب آ ہی گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

اسلام لانے کے بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں اسلام کا یہ انقلاب ناگوار لگتا رہا۔ حضور اکرم ﷺ برابر ان کے ساتھ نرمی اور محبت فرماتے رہے حتیٰ کہ اسلام ان کے دل میں جاگزیں ہو گیا۔ غزوہ طائف میں ان کی آنکھ نکل آئی وہ اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ”اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ آنکھ درست کر دیتا ہے اور اگر تم پسند کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وہ آنکھ پھینک دی اور عرض کی۔ دُعا فرمائی اللہ

تعالیٰ مجھے جنت میں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک کے دن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ وہ لوگوں کو جہاد پر براہیختہ کرتے رہے اور کہتے رہے۔ یہ دن اللہ کے دنوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرو، وہ تمہاری مدد کرنے گا۔ معلوم ہوا کہ بعد میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ جان نثار مومن بن گئے۔ اب ان کے خلاف بات نہیں کرے گا مگر پکا بد بخت ازنی شقی۔

اے معاویہ جب تجھے سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا:

﴿124﴾..... عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْتُ أَطْمَعُ فِي الْخِلَافَةِ مُنْذُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا مُعَاوِيَةُ إِذَا مَلَكَتْ فَأَحْسِنُ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور اکرم ﷺ نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ اے معاویہ! جب تمہیں سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا۔ اس وقت سے میں خلافت کا خواہش مند رہا۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضور ﷺ کے اس فرمان نے مجھے خلافت کا آرزو مند بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاویہ! جب تمہیں بادشاہی عطا کی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۸ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

دیکھئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس غیبی خبر پر اس قدر یقین تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔

امام طبرانی نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ



حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کا پیرہن پہنائے گا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا بھائی خلافت کا لبادہ پہنے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش، آزمائش، آزمائش ہوگی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۷ بیروت: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۸ بیروت)

معاویہ کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا:

﴿125﴾..... عروہ بن رویم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت ﷺ میں آیا اور کہنے لگا مجھ سے کشتی کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا میں تم سے کشتی لڑوں گا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنْ يُغْلَبَ مُعَاوِيَةَ أَبَدًا فَصَرَخَ الْأَعْرَابِيُّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ صَفِّينَ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْ ذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مَا قَاتَلْتُ مُعَاوِيَةَ .

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ کو کبھی بھی مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۷ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۹ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت:

﴿126﴾..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے پہلے حضرت صحرا الانصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَضَحَّكَ أَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِكَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِنَا قَالَ مَا ذَاكَ أَضْحَكُنِي وَ لَكِنَّهُ قَتَلَهُ وَ هُوَ

مَعَهُ فِي دَرَجَتِهِ أَي فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ أَسْلَمَ عِكْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

انصار نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس وجہ سے مسکرارہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وجہ سے نہیں مسکرارہا بلکہ میرے مسکرانے کی وجہ یہ ہے کہ عکرمہ نے صحرا کو قتل تو کر دیا ہے لیکن وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہو گا۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی)

صَلُّوا عَلَي الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَي مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ کر جنت کے نظاروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور حضرت صحرا کو عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنت میں اکٹھا دیکھ کر تبسم فرما رہے ہیں۔ یہ نظر مصطفیٰ ﷺ کا کمال ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ یہ حال تو آپ ﷺ کے بعض غلاموں کا ہے کہ وہ زمین پر ہوتے ہوئے بھی اہل جنت کو دیکھ لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے صحابی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے اُن کے ایمان کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کی:

وَ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا وَ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ

يَتَرَاوِدُونَ فِيهَا وَ كَانِي إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاعُونَ فِيهَا. (شرح فقہ اکبر)

ترجمہ: ”گویا کہ میں عرش الہی کو واضح دیکھ رہا ہوں اور اہل جنت کو جنت میں

خوشی سے ملتے اور اہل نار کو دوزخ میں چیختے چلاتے ملاحظہ کر رہا ہوں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت حارثہ زمین پر کھڑے ہو کر جنت و دوزخ کے

احوال دیکھ رہے ہیں۔ یہ غلاموں کی نظر کا حال ہے تو نظر مصطفیٰ ﷺ کا کیا کمال ہوگا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

السُّعْدَاءُ وَالْأَشْقِيَاءُ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَإِنِّي فِي اللَّوْحِ  
لَمَحْفُوظٌ. (ہجرت الاسرار صفحہ 90)

ترجمہ: ”تمام خوش بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ کو ملاحظہ کر رہی ہے۔“

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

کعبہ کی چابی ایک دن میرے پاس ہوگی:

﴿127﴾..... ابن سعد نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے کہا اے محمد! (ﷺ) مجھے آپ پر بہت تعجب ہوتا ہے۔ کیا آپ کی یہ خواہش ہے کہ میں آپ کی اتباع کروں گا حالانکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں ہفتہ میں دو مرتبہ کعبہ کو کھولا کرتے تھے۔

(1) سوموار کے دن (2) جمعرات کے دن

فَأَقْبَلَ بَرْمًا يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ الْكَعْبَةَ مَعَ النَّاسِ فَغَلِظَتْ عَلَيْهِ وَنَلَتْ  
مِنْهُ فَحَلِمَ عَنِّي ثُمَّ قَالَ يَا عُثْمَانُ لَعَلَّكَ سَتَرِي هَذَا الْمِفْتَاحَ يَوْمًا  
بِيَدِي أَضَعُهُ حَيْثُ شِئْتُ .

ایک دن حضور اکرم شفیع معظم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سختی کا اظہار کیا اور آپ ﷺ کو نازیبا کلمات کہے لیکن آپ ﷺ نے انتہائی بردباری سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تو دیکھے گا عنقریب یہ

چابی میرے پاس ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔

میں نے کہا کیا اس دن قریش ہلاک ہو جائیں گے اور اس دن انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس دن انہیں حیاتِ نو نصیب ہوگی اور انہیں عزت و توقیر ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا فرمان میرے دل میں جاگزیں ہو گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب معاملہ اسی طرح ہوگا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوم مجھے سختی سے روکتی رہی۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان! کعبہ کی چابی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے چابی کو اپنے دستِ اقدس میں پکڑ لیا پھر مجھے عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لو یہ چابی، اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لو۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص یہ تجھ سے نہیں چھین سکے گا۔ جب میں چابی لے کر واپس آنے لگا تو حضور ﷺ نے مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے یہ بات تمہیں پہلے بتا نہیں دی تھی۔ مجھے اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔

”ایک دن یہ چابی میرے دستِ اقدس میں ہوگی میں اسے جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔“ میں نے کہا بلاشبہ آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۵۸ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا:

﴿128﴾..... عبد الملک بن عبید وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت شیبہ بن

عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا اور حضور اکرم ﷺ ایک غالب کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے کہا میں قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلا جاؤں گا۔ ممکن ہے یہ آپس میں لڑیں تو میں دھوکے سے محمد عربی ﷺ کو قتل کر دوں گا۔ (نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهُ) اس طرح میں تمام قریش کی طرف سے انتقام

لے لوں گا۔ میں کہا کرتا تھا۔ اگر عرب و عجم کے تمام لوگ بھی محمد عربی (ﷺ) کی اتباع کرنے لگیں تو میں پھر بھی آپ ﷺ کی پیروی نہیں کروں گا۔ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت تیار رہتا۔ میرے دل میں آپ کا بغض و عناد زیادہ ہوتا گیا۔ جب مسلمان اور کفار باہم معرکہ آزما ہوئے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی خچر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنی تلوار کو سونتا اور اپنے ارادہ کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا۔ میں نے اپنی تلوار اٹھائی، ابھی میں تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے لیے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ان شعلوں کی روشنی بجلی کی طرح تیز تھی۔ قریب تھا کہ میری آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شبیب! میرے قریب آؤ۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ . ”اے اللہ! اس کو شیطان سے محفوظ فرما۔“ حضرت شبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اسی لمحے حضور ﷺ مجھے اپنی سماعت، بصارت اور جان سے بھی پیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کفر کے اندھیروں کو کافور فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”جاؤ اور جہاد کرو۔“ میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے شمشیر زنی کرنے لگا۔ مجھے اللہ کی قسم! میری خواہش یہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے حضور نبی مکرم ﷺ کا دفاع کروں۔ اگر اس وقت میں اپنے باپ سے بھی ملتا تو میں اسے بھی مار دیتا۔ جب جنگ اختتام پذیر ہوئی تو حضور اکرم ﷺ اپنے لشکر گاہ کی طرف تشریف لائے اور اپنے خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ خیمہ میں داخل ہوا۔

فَقَالَ يَا شَيْبَةَ الَّذِي أَرَادَ اللَّهُ بِكَ خَيْرًا مِمَّا أَرَدْتَ بِنَفْسِكَ ثُمَّ  
حَدَّثَنِي بِكُلِّ مَا أَضْمَرْتُ فِي نَفْسِي مِمَّا لَمْ أَذْكُرْهُ لِأَحَدٍ قَطُّ  
فَقُلْتُ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ  
قُلْتُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے شبیب! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تو اپنے ساتھ کرنے کا خواہاں تھا۔ پھر



آپ ﷺ نے میرے دل کی پوشیدہ تمام گفتگو کو بیان فرمادیا۔ اس تمام گفتگو میں سے کوئی چیز بھی میں نے آپ ﷺ کو نہیں بتائی تھی۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! بارگاہِ ربوبیت سے میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے مغفرت کا مزدہ مل چکا ہے۔ (حجۃ اللہ علی الغلمین ص ۳۵۸ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

عمر طویل کی بشارت:

﴿129﴾ ..... حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ وَقَالَ يَعْيشُ هَذَا الْغُلَامُ قَرْنًا فَعَاشَ مِائَةَ سَنَةٍ .

حضور ﷺ نے اپنا دست عطا ان کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ ”یہ جوان ایک صدی زندہ رہے گا۔“ انہوں نے ایک سو سال زندگی پائی۔ ان کے چہرے پر مسہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا یہ مسہ ختم نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن بسر نے اس وقت انتقال فرمایا جب ان کا مسہ ختم ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی الغلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ بیروت)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

قوم کی بے وفائی کی خبر:

﴿130﴾ ..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہ ابن زبیر کی سند سے روایت کیا

ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہما رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور پھر اپنی قوم کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَاتَلُوكَ قَالَ لَوْ وَجَدُونِي نَائِمًا مَا  
أَيَّقُظُونِي فَرَجَعَ إِلَيْهِمْ فَدَعَاَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَعَصَوْهُ وَاسْمِعُوهُ مِنْ  
الْأَذَى فَلَمَّا أَضْحَى وَطَلَعَ الْفَجْرُ قَامَ عَلَى غُرْفَةٍ لَهُ فَأَذَنَ بِالصَّلَاةِ  
وَ تَشَهَّدَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ ثَقِيفٍ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ .

حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہیں شہید کر دیں گے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض  
کی: یا رسول اللہ ﷺ ان میں تو اتنی جرات بھی نہیں کہ وہ مجھے نیند سے بیدار  
کر سکیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور انہیں اسلام کی طرف  
دعوت دی۔ ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو تکلیف دہ باتیں  
سنائیں۔ جب صبح طلوع ہوئی تو وہ اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور  
اذان دی۔ قبیلہ ثقیف کے ایک شخص نے ان کی طرف ایک تیر پھینکا اور انہیں  
شہید کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے  
متعلق سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ عروہ کی مثال صاحب لیسین کی طرح ہے۔  
اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلا یا لیکن اس کی قوم نے اسے شہید کر دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۰ بیروت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی غیبی خبر:

﴿131﴾..... امام بیہقی نے حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں نے جب پہن رکھا تھا۔ جب میں آپ  
ﷺ کی خدمت اقدس میں گیا تو اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگوں  
نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

فَقُلْتُ لِحَبِيبِي هَلْ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَمْرِي شَيْئًا قَالَ  
نَعَمْ ذَكَرَكَ بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ إِذْ عَرَضَ لَهُ فِي  
خُطْبَتِهِ فَقَالَ إِنَّهُ سَيَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ أَوْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ

رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنِ .

میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا۔ کیا حضور ﷺ نے میرے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اس آدمی نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر عمدہ انداز سے کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھائی سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمام اہل یمن سے بہترین ہے۔ اس کا چہرہ اتنا نورانی ہے کہ گویا کسی فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا ہو۔

(حجۃ اللہ علی الغلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بخار سے فوت ہونے کی خبر:

﴿132﴾..... امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی طے کا ایک وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک شخص کا نام زید النخیل تھا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید النخیل کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا۔ پھر حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ يَنْجُو زَيْدٌ مِنْ حَمِي الْمَدِينَةِ فَلَمَّا انْتَهَى مِنْ بَلَدِ نَجْدٍ إِلَى مَاءٍ مِنْ مِيَاهِهِ أَصَابَتْهُ الْحَمِيُّ فَمَاتَ بِهَا .

حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا زید مدینہ طیبہ کے بخار سے نہیں بچ سکیں گے۔ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے تو انہیں بخار نے آلیا جس میں ان کی موت واقع ہوئی۔ (حجۃ اللہ علی الغلمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

مدنی پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اُمتوں کے انجام کی بھی خبر ہے یعنی آپ جانتے ہیں کہ کون کب مرے گا اور کس چیز سے اس کی موت واقع ہوگی۔ کیونکہ حضور ﷺ کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی مثل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ اِنْسِي

أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَ أَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ . ترجمہ: ”میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔“

یہ بات آپ ﷺ نے ان ہستیوں کے درمیان کہی جن میں مدینہ سے نہاوند تک دیکھنے والے بھی موجود تھے۔ پھر بھی ان کی بصارت نبی کریم ﷺ کی بصارت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو مادشا کس طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ مثلیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

(2) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے خاتمے کا بھی علم نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) وہ مذکورہ معجزہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے اس شیطانی وسوسے کی کاٹ کریں کیونکہ جو نبی اپنے اُمتیوں میں سے ہر ایک کے خاتمہ کے بارے میں جانتا ہے اس سے اپنے خاتمے کا علم کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور سرکارِ مدینہ ﷺ کا علم ہمارے علم کی طرح ہرگز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ تو عالم

الغیب ہیں۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا:

فَوَضَعَ كَفِّيهِ بَيْنَ كَتَفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيِي فَعَلِمْتُ مَا فِي

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . (مشکوٰۃ شریف ص 548 مطبوعہ قدیمی)

ترجمہ: ”معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے پر محسوس کیا۔ پس پھر میں نے زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کو جان لیا۔“

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہما کی آمد کی خبر:

﴿133﴾..... امام بخاری نے تاریخ میں اور امام بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور کی خبر مل گئی۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر

ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتایا کہ میرے وہاں پہنچنے سے تین دن قبل حضور ﷺ نے

میری آمد کی بشارت دے دی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۰ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

دواؤنٹ کہاں ہیں؟:

﴿134﴾..... عبداللہ بن زیاد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مریسیج کے سال غزوہ بنی مصطلق میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا عطا کیں۔ ان کے والد حضرت حارث اپنی لخت جگر کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے۔ جب وہ عقیق کے مقام پر تھے تو انہوں نے اپنے ان اونٹوں کی طرف دیکھا جنہیں وہ اپنی نور نظر کے فدیہ میں دینے والے تھے۔ انہیں ان اونٹوں میں سے دواؤنٹ بہت پسند آئے۔ انہوں نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں اونٹ غائب کر دیئے۔ باقی تمام اونٹ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ اے محمد عربی! (ﷺ) آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا۔ میں یہ اونٹ اپنی بیٹی کے لیے بطور فدیہ پیش کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ الْبَعِيرَانِ اللَّذَانِ غَيَّبْتَ بِالْعَقِيقِ بِشَعْبٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ الْحَارِثُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ لَقَدْ كَانَ ذَلِكَ مِنِّي فِي الْبَعِيرَيْنِ وَ مَا أَطَّلَعَ عَلَي ذَلِكَ إِلَّا اللَّهُ فَاسْلَمَ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا وہ دواؤنٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا تھا۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے علم کی یہ دوسعتیں دیکھیں تو کہنے لگے: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ . ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔“

اس فدیے میں واقعی دواؤنٹ بھی تھے جنہیں میں نے وہاں چھپا دیا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹۲: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۰ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت حارث جب کافر تھے اس وقت ان کا عقیدہ



یہ تھا کہ محمد ﷺ کو علم غیب نہیں اسی وجہ سے انہوں نے دو خوبصورت اونٹوں کو عقیق کی گھائی میں اس گمان سے چھپا دیا کہ انہیں میرے حال کی کہاں خبر ہوگی۔ مگر جب یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ اَیْنَ الْبَعِیْرَانِ . وہ دو اونٹ کہاں ہیں۔ وہ جان گئے کہ محمد ﷺ واقعی برحق ہیں اور انہوں نے برجستہ کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ اُن کو معلوم ہو گیا کہ جو میرے حال کی خبر دینے میں سچا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خبر دینے میں کیسے جھوٹا ہوگا۔

یعنی جب حضرت حارثہ کافر تھے تو عقیدہ یہ تھا کہ حضور ﷺ غیب نہیں جانتے لیکن جب آپ کا سینہ مدینے والے کے نور سے روشن ہو گیا تو آپ مان گئے کہ حضور ﷺ باذن پروردگار غیبوں پر خبردار ہیں۔ آج بھی کچھ لوگ جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر طعن کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے۔

### مسلمانوں کی خوشحالی کی خبر:

﴿135﴾..... امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کشی کی شکایت کی پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے ڈاکوؤں کے مال لوٹنے کی شکایت کی۔

فَقَالَ يَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَّتَرِيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ  
مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ  
فِيْمَا بَيْنِي وَ بَيْنَ نَفْسِي فَاَنَّى ذِعَارُ طَيِّ الدِّيْنِ سَعَرُوْا الْبَلَادَ وَ لِيْنِ  
طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَّتَفْتَحَنَّ كُنُوْزَ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بِنِ هَرْمَزٍ  
قَالَ كِسْرَى بِنِ هَرْمَزٍ وَ لِيْنِ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَّتَرِيَنَّ الرَّجُلَ يَخْرُجُ  
مِْلًا كَفِيْهِ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی عطا

فرمائی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک خاتون حیرہ سے روانہ ہوگی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جائے گی۔ اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ میں نے دل میں کہا قبیلہ طے کے وہ لٹیرے کہاں ہوں گے جنہوں نے شہروں میں فساد پیا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید پیش گوئی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں لمبی زندگی عطا کی تو پھر تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ سے مراد کسریٰ بن ہرمز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ہی فتح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک شخص سونے اور چاندی کو اپنے ہاتھ میں ملے کر نکلے گا لیکن کوئی شخص اس سے وہ مال قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ وقت آیا میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا جو حیرہ سے مکہ معظمہ میں آئی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی گئی۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ تھا۔ کسریٰ کے خزانوں کو تو میں نے اپنے ہاتھ سے فتح کیا تھا۔ حضور ﷺ کی تیسری پیش گوئی بھی سچ ثابت ہو گئی۔ یہ پیش گوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوری ہوئی تھی۔ حضرت عبدالرحمن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے صرف اڑھائی سال حکومت کی۔ اللہ کی قسم! ان کے عہد حکومت میں ایک شخص اپنا مال کثیر لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اس مال کو جن فقراء میں چاہتے ہو تقسیم کر دو لیکن کچھ دیر بعد اس کا مال اسی طرح واپس آ گیا اسے کوئی لینے والا نہیں تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ بیروت)

سَلَامًا عَلَیْهِمُ الْحَبِیْبُ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قوم کی فرمانبرداری کی خبر:

1..... ابو نعیم نے مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام ”مطاع“ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ تیری قوم تیری اطاعت کرے گی۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا وہ امن سے رہے گا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے ان کی ساری قوم نے ان کی اتباع کی اور وہ سب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے فعل سے بھی واقف ہیں اور لوگوں کے دلوں کے حالات کو بھی جانتے ہیں کہ اس قوم کے لوگوں کے دل اسلام کی فرمانبرداری کے لیے جھکیں گے یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا  
پیش خیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے  
فصلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں  
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

(حدائق بخشش)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت:

﴿137﴾..... امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے اور سراقہ کا آپ ﷺ سے سامنا ہوا تو کیفِ بکِ اِذَا كَبَسْتَ سَوَارِي كَسْرِيْ آپ ﷺ نے فرمایا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کیا ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

(الواراحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۴: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳ بیروت: شفاء شریف ج ۱ ص ۲۵۴)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ ..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی بھول

حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مشرف باسلام ہوئے۔

فَلَمَّا سَلَبَ اللَّهُ كِسْرَى مُلْكَهُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ أَبِي بَسْرَةَ لِعُمَرَ  
فَأَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ تَحْقِيقًا لِمَا أَخْبَرَ بِهِ ﷺ .

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ سے اس کا ملک چھین لیا گیا تو  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ کے کنگن پیش کیے گئے۔ انہوں نے وہ  
کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی  
تصدیق ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے یہ کنگن  
کسریٰ سے چھین کر بنو مدج کے ایک اعرابی سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔ وہ کنگن سونے کے  
تھے۔

(۱) مرد کو سونا پہننا حرام ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے حُرِّمَتْ الذَّهَبُ عَلَيَّ  
ذِكْرُ أُمَّتِي . کہ سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا۔ حضرت سراقہ بن  
مالک رضی اللہ عنہ اس نبی سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ بادشاہ کے سونے  
کے کنگن پہننے کی بشارت دی تھی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مختارِ کل ہیں جس پر  
چاہیں سونے کو حرام کر دیں اور جسے چاہیں اجازت سے نوازیں۔ کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو  
اللہ تعالیٰ نے تمام رُوءے زمین کی چابیاں عطا فرما کر مختار بنا دیا۔ بخاری شریف میں یہ  
حدیث موجود ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا  
أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَ لَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ  
تَنَافَسُوا فِيهَا . (بخاری شریف جلد 2 ص 585)

ترجمہ: ”مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔ خدا کی قسم

میں اپنے بعد تم میں شرک کا خوف نہیں رکھتا لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک دوسرے کے حسد میں مبتلا ہو جاؤ گے۔“

مفسرین کرام نے مفتح الارض سے اختیارات مراد لیے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کو ہر چیز کے بارے میں اختیارات حاصل ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

و مذهب صحیح و مختار آنست کہ احکام مفوض است بحضرت رسالت بھر کہ وہ بھر چہ خواہد حکم کند .

(مدارج النبوۃ جلد 2 ص 337)

ترجمہ: ”صحیح و مختار مذہب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام احکام میں اختیار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ جسے جو چاہیں حکم فرمائیں۔“

حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو اپنے غلبہ کی بشارت:

﴿138﴾..... ابن سعد نے ابواسحاق سبعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوالجوشن کلابی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز تیرے اسلام لانے کے مانع ہے۔ انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے۔ انہوں نے آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا ہے اور آپ کے ساتھ جنگ کی ہے۔ میں صورت حال کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اگر آپ ان پر غالب آجائیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی اتباع کروں گا اور اگر انہوں نے آپ کو مغلوب کر دیا تو پھر میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا ذَا الْجَوْشَنِ لَعَلَّكَ أَنْ بَقِيتَ قَلِيلًا أَنْ تَرَى ظُهُورِي عَلَيْهِمْ قَالَ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَبَصْرِيَّةٌ إِذْ قَدِمَ عَلَيْنَا رَاكِبٌ مِنْ قَبْلِ مَكَّةَ فَقُلْنَا مَا الْخَبْرُ قَالَ ظَهَرَ مُحَمَّدٌ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ عرصہ زندہ رہا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں ان پر غالب آ گیا ہوں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصریہ کے مقام پر تھا۔ میرے پاس مکہ معظمہ کی جانب



سے ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے کہا کوئی نئی خبر سناؤ۔ اس نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ اہل مکہ پر غالب آگئے ہیں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیوں نہ کر لیا جب حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۲، بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

کریم الجدین کے آنے کی خبر:

﴿139﴾..... ہمدانی نے ”انساب“ میں لکھا ہے۔ حارث بن عبدکلال جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آمد سے پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس سمت سے تمہارے پاس ایک شخص آ رہا ہے جو کریم الجدین (معزز) ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں داخل ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۲، بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت أم ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر:

﴿140﴾..... ابوداؤد اور ابو نعیم نے حضرت أم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ بدر پر تشریف لے گئے تو حضرت أم ورقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی غزوہ میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت پر فائز کر دے۔

قَالَ قُرَىٰ فِي بَيْتِكَ فَإِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُكَ الشَّهَادَةَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت سے سرخرو کرے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۳، بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۸، بیروت:)

### مدنی پھول

آپ ﷺ کے اسی فرمان کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت عمدہ انداز سے کرتی تھیں۔ ان کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ رات کے وقت انہوں نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو ایک موٹے کپڑے سے ڈھانپ دیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تختہ دار پر لٹکا دینے کا حکم دیا۔ مدینہ طیبہ میں یہ پہلے دو افراد تھے جنہیں پھانسی دی گئی۔

### حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دل کے سوال کی خبر:

﴿141﴾..... امام احمد نے حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ وَابِصَةَ الْأَسَدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جِئْتُ لِأَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ مِنْ قَبْلُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهُ يَا وَابِصَةُ أَخْبِرْكَ بِمَا جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنْهُ قُلْتُ أَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ قُلْتُ أَيْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ ﷺ الْبِرُّ مَا أَنْشَرَ لَكَ صَدْرَكَ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَإِنْ أَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تا کہ نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمایا اے وابصہ! کیا میں بتاؤں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ بتائیں کہ میں کس مقصد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اسی وجہ سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا سینہ کھل جائے اور بدی وہ ہے جو تیرے دل میں کھکتی رہے۔ اگرچہ لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۳۱۵: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل البہوتہ للبیہقی ج ۶: خصائص

الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۱ اس بیروت:

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ باذن اللہ علیہم بذات الصدور ہیں۔ آپ ﷺ دلوں کے حالات سے باخبر ہیں۔ دیکھو! حضور ﷺ نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کے دل میں پوشیدہ سوال کی خبر دی۔

فریاد اُمّتی جو کرے حال زار میں  
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو  
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں  
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر:

﴿142﴾..... الطبرانی اور امام بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی جانب سے آپ پر جو کلام نازل ہوا ہے، اس پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نیز میں اس بات پر بھی آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ میں حق بات کہوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے قیس! ممکن ہے میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئے جس میں تم حق بات نہ کہہ سکو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں جس بات پر بھی آپ ﷺ کی بیعت کروں گا اسے ضرور پورا کروں گا۔

فقال النبی ﷺ اِذْنٌ لَا يَضُرُّكَ بَشَرٌ: حضور ﷺ نے فرمایا پھر کوئی شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا پھر وہ وقت آیا کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ، زیاد اور عبد اللہ بن زیاد کی عیب جوئی کرتے تھے۔ جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کیا تم ہی وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر بہتان نہیں باندھتا البتہ

اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تمہیں اس شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر بہتان باندھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے محبوب ﷺ کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ کون شخص ہے؟ حضرت قیس بنی النضر نے فرمایا وہ آدمی تو اور تیرا باپ اور وہ شخص ہے جس نے تم کو امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت قیس بنی النضر نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر کیا بہتان باندھا ہے؟

ابن زیاد نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ کوئی انسان تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ ﷺ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کہتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بولا کرتے تھے۔ پھر اس نے جلاد کو بلانے کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت قیس بنی النضر ایک جانب جھکے اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۴ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت ابوریحانہ بنی النضر کو غیب کی خبر دینا:

﴿143﴾..... محمد بن ربیع الجیزی نے حضرت ابوریحانہ بنی النضر سے روایت کیا ہے

قَالَ لَهُ كَيْفَ أَنْتَ يَا أَبَا رِيْحَانَةَ يَوْمَ تَمَرُّ عَلَي قَوْمٍ صَبَرُوا دَابَّةً  
فَقَوْلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ هَذَا الْأَمْرِ فَيَقُولُنَّ أَقْرَأْنَا  
الآيَةَ الَّتِي نَزَلَتْ فِيهَا .

حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوریحانہ! اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرو گے جس نے ایک جانور کو قید کر رکھا ہو گا۔ تم ان سے کہو گے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔ وہ تم سے کہیں گے کہ ہمیں وہ آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابوریحانہ بنی النضر ایک قوم ایسی قوم کے پاس سے گزرے جس نے ایک مرغی کو باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے اس قوم کو اس فعل سے منع فرمایا۔ انہوں نے کہا ہمیں وہ آیت

سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی۔ اس وقت حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۲ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عمرو بن لُحْمَقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کے انتقال کی خبر:

﴿144﴾..... ابن عسا کر نے رفاع بن شداد الجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن لُحْمَقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کو طلب کیا تو میں بھی ان کے ہمراہ گیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے رفاع! یہ لوگ مجھے قتل کرنے لگے ہیں۔ مجھے رسول کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ جن و انس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ حضرت رفاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی لگاموں کو دیکھا، انہوں نے مجھے الوداع کہا۔ ایک سانپ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ڈس لیا۔ گھوڑ سواروں نے ان کو پکڑا اور ان کا سرتن سے جدا کر دیا۔ یہ پہلا سر تھا جو اسلام میں ہدیہ کیا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت الاقرع بن شفی رضی اللہ عنہ کو زندگی کی بشارت:

﴿145﴾..... ابن عسا کر نے کئی اسناد سے حضرت الاقرع بن شفی العلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس مرض سے نجات حاصل نہیں کر سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔

قَالَ كَلَّا لَتَبْقَيْنَ وَلْتَهَاجِرَنَّ فِي أَرْضِ الشَّامِ وَ تَمُوتُ وَ تَدْفَنُ  
بِالرَّمْلَةِ مِنْ أَرْضِ فَلَسْطِينَ .

ابھی تم بھیاں رہو گے، تم سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہاں تمہیں



موت آئے گی اور فلسطین کے ایک علاقے رملہ میں تمہیں دفن کیا جائے گا۔  
حضرت الاقرع رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وصال فرمائے گئے  
اور ”رملہ“ میں انہیں دفن کیا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۲۳ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

### مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں چار غیبی خبریں رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمادیں:

(1) اے اقرع تم ابھی مرد گئے نہیں بلکہ زندہ رہو گے۔

(2) سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔

(3) تمہیں موت ملک شام میں ہی آئے گی کسی اور جگہ نہیں۔

(4) تمہارے دفن ہونے کی جگہ فلسطین کا شہر رملہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ یہ بھی جانتے ہیں کہ کس کو کب اور کہاں موت آئے گی۔

کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

جب سب سے بڑا غیب ذاتِ باری تعالیٰ ہی آپ ﷺ سے نہ چھپی تو اور کوئی غیب

آپ سے کیونکر چھپ سکتا ہے۔

(2) اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ عیادت کرنا سنت ہے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو

ہمیں عیادت کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ کاش! یہ سنت بھی زندہ ہو جائے۔

(3) دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی کی عیادت کرنے جائے مریض کو خوشخبریاں سنائے

اور ایسی باتیں کرے جس سے اس کا دل خود ہو اور ایسی باتوں سے پرہیز کرے جس سے

مزید غم کا پہاڑ بن جائے مثلاً یہ مرض تو دائمی مرض ہے جان چھوڑتا ہی نہیں اور بندے کو مار کر

ہی دم لیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

### حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر دینا:

﴿146﴾..... امام واقدی نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قریش کے ساتھ حنین کی طرف نکلا۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں نے قریش کو شکست دے دی تو ہم قریش کی مدد کریں گے لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا۔ جب ہم جعراندہ کے مقام تک پہنچے تو میں ابھی تک اپنے ارادے پر ہی قائم تھا۔

وہاں حضور نبی محترم ﷺ نے میرے ساتھ ملاقات فرمائی اور فرمایا اے نصر! فَقَالَ النَّصْرُ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ هَذَا خَيْرٌ أَوْ مَا أَرَدْتُ يَوْمَ حُنَيْنٍ مِمَّا أَحَالَ اللَّهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَأَقْتَلْتُ سَرِيعًا فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اللَّهُمَّ زِدْهُ ثَبَاتًا قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَكَأَنَّ قَلْبِي حَجْرًا ثَبَاتًا فِي الدِّينِ وَبَصِيرَةٌ بِالْحَقِّ .

میں نے کہا۔ ”لبیک“ آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ بہتر ہے یا وہ بہتر تھا جس کا حنین کے دن تو نے ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے ارادے کو پورا نہ کیا۔ میں جلدی سے آپ ﷺ کے قریب ہوا اور کہا۔ ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ”مولا! اسے ثابت قدمی عطا فرما۔“ حضرت نصر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ دین پر استقامت اور حق کی بصیرت کے لحاظ سے میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت قباث رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتانا:

﴿147﴾..... امام بیہقی نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت قباث بن

اشیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں غزوة بدر میں موجود تھا۔ میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھا وہ مجھے قلیل نظر آئے لیکن ہمارے پاس افرادی قوت بھی زیادہ اور ساز و سامان کی بھی کثرت تھی۔ اس کے

باوجود قریش مکہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ میں مشرکین کے ہر فرد کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں نے ساری زندگی اتنا عجیب معاملہ (اس طرح کی شکست) نہیں دیکھا۔ ہم عورتوں کی طرح میدان بدر سے بھاگ رہے تھے۔ غزوة خندق کے بعد میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزیں ہو گئی۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔

فَقَالَ لِي يَا قَبَاثُ أَنْتَ الْقَائِلُ يَوْمَ بَدْرٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا الْأَمْرِ  
فَرَمِنُهُ إِلَّا الْبَنَاتُ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے قباث! کیا تو نے غزوة بدر کے دن یہ نہیں کہا تھا کہ عورتوں کی طرح بھاگنے کا منظر میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔ ”أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ“ میں نے یہ بات کسی شخص سے نہیں کی تھی اور نہ ہی یہ بات میرے منہ سے نکلی یہ بات تو صرف میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ اگر آپ ﷺ نبی نہ ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو اس پر مطلع نہ فرماتا۔ آپ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ میں نے اسلام قبول کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵: حجة اللہ علی العالمین ص ۶۳ بیروت: دلائل النبوة للشیخ علی بن ابی حمزة الشافعی ج ۶ فتوح الشام ج ۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت معاویہ اللیشی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر:

﴿148﴾..... امام بیہقی نے علاء بن محمد القسبی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ غزوة تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سورج بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اس سے پہلے ہم نے سورج کی تابناکیاں اتنی زیادہ نہیں دیکھی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ اے جبرائیل!

آج سورج بڑی آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔ میں نے اس سے قبل اس کے نور کو اس طرح نہیں دیکھا۔ انہوں نے عرض کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج حضرت معاویہ ابن ابی اللیثی مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ کو بھیجا ہے۔ وہ ان کی نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ انہیں یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ صبح و شام، اٹھتے بیٹھتے اور چلتے ہوئے سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ اگر آپ ﷺ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا چاہیں تو میں آپ کے لیے زمین کو سمیٹ دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور پھر یہ خبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۴ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶: خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۶۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

وفد عبد القیس کے بارے میں خبر دینا:

﴿149﴾..... ابن سعد نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ

حضور ﷺ نے اُفق کی طرف دیکھا اور فرمایا مشرق کی سمت سے تمہارے پاس ایک ایسا قافلہ آرہا ہے جس نے کسی مجبوری کی بناء پر اسلام قبول نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو کمزور کر دیا ہے، ان کا سامان ختم ہو چکا ہے اور ان کے امیر کی ایک خاص نشانی ہے۔ اے مولا! عبد القیس کے وفد کو معاف فرما۔ وہ میرے پاس مال کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آ رہے۔ وہ اہل مشرق سے بہترین ہیں۔ صبح کو بیس افراد کا قافلہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عوف انج ان کے امیر تھے۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ مسجد میں نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اس کارواں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے عبداللہ بن عوف کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہی ابن عوف ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عوف خوبرونہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا! مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا۔ انسان میں صرف دو چیزیں لازمی ہوتی ہیں۔

(1) اس کا دل (2) اس کی زبان

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی خصلتیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حلم اور وقار ہیں۔ انہوں نے عرض کی کیا یہ خصلتیں فطری ہیں یا بعد میں پیدا کی گئی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری دونوں خصلتیں فطرتی ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

### کھجوروں کی اقسام:

﴿150﴾..... حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی محترم ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس وفد کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تمہارے ہاں کئی اقسام کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جن کا تم نے فلاں فلاں نام رکھا ہوا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کی تمام کھجوروں کے رنگ بھی بیان فرمائے۔ اس قوم کے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم اگر سر زمین ہجر پر آپ ﷺ کی ولادت ہوتی تو پھر بھی آپ ان کھجوروں کے متعلق اتنا ہی جانتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب سے تم یہاں بیٹھے ہو تمہاری زمین کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ میں نے اس زمین کے تمام نشیب و فراز کو دیکھا ہے۔ البرنی تمہاری عمدہ ترین کھجور ہے جو ہر بیماری کو ختم کر دیتی ہے لیکن اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### پنڈلی کا زخم:

﴿151﴾..... امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا۔ وہ کہتا تھا کہ ارجح نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری زمین کی آب و ہوا قتل اور مضر صحت ہے۔ اگر ہم شراب نہ پیئیں تو ہمارے رنگ تبدیل ہو جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ بڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں کچھ شراب پینے کی اجازت



مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے چلو کا اشارہ کیا۔

فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَشْجُ إِنَّ رَخِصْتُ لَكَ فِي مِثْلِ هَذِهِ وَقَالَ بِكَفِّهِ  
هَكَذَا شَرِبْتُ فِي مِثْلِ هَذِهِ وَفَرَجَ بِيَدَيْهِ وَبَسَطَهُمَا يَعْنِي أَعْظَمَ  
مِنْهُ حَتَّى إِذَا تَمَلَّ أَحَدُكُمْ مِنْ شَرَابِهِ قَامَ إِلَى ابْنِ عَمِّهِ فَهَذَرَ سَاقَهُ  
بِالسَّيْفِ .

آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں چلو بھر شراب پینے کی اجازت دے دوں تو پھر تم اتنی زیادہ شراب پینا شروع کر دو گے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور انہیں پھیلا دیا۔ حتیٰ کہ تم میں سے کوئی ایک نشے میں لت پت ہو کر اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جائے گا اور اس کی پنڈلی کو تلوار سے زخمی کر دے گا۔ اس وقت میں ایک شخص موجود تھا، اس کا نام حارث تھا۔ ایک شخص نے شراب پی کر اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا تھا۔ حضور ﷺ کا مذکورہ بالا فرمان سن کر اس نے اپنی پنڈلی کو ڈھانپ دیا تاکہ اس کا وہ زخم نظر نہ آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے اس کو ظاہر کر دیا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷: جزء اللہ علی الغلین ص ۳۶۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(1) جو شراب انگور سے بنتی ہے اس کا قطرہ قطرہ پینا حرام ہے۔ اس کی خرید و فروخت کرنا بھی حرام ہے۔

انگوری شراب کو بطور دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ جو لوگ دوا کا بہانہ لگا کر اپنے نفس کی تمنا پوری کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری ذات کی قسم! میرے بندوں میں سے جس نے شراب کا ایک گھونٹ بھی پیا میں اس کو اس کے بدلے جہنمیوں کا پیپ پلاؤں گا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اور خمر کے علاوہ دوسری شرابیں مثلاً کھجور کی شراب، کیکر کی شراب وغیرہ یہ اس وقت حرام ہیں جب حد سکر کو پہنچیں یعنی ان کی اتنی مقدار لی جائے کہ نشہ آجائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس شراب کا لہو و لعب (بغیر کسی عذر کے) کے لیے ایک گھونٹ بھر پینا بھی حرام ہے اگرچہ نشہ نہ آئے۔

(2) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو مستقبل میں ہونے والے واقعہ کی خبر ہے اسی لیے فرمایا کہ اگر میں تمہیں چلو بھر شراب کی اجازت دوں تو زیادہ پینا شروع کر دو گے۔

(3) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو مختار کل بنایا گیا ہے۔ جس کو چاہیں شراب کی اجازت عطا فرمادیں اور جسے چاہیں منع فرمادیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہماری راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر  
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں  
وہی نور حق وہی ظل رب انہیں سے ہے سب انہیں کا سب  
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

یعنی کون سی چیز آپ ﷺ کی ملک میں نہیں ہے؟ ہر چیز تو آپ ﷺ کی ملکیت میں داخل ہے۔ وہ چیز چیز ہی نہیں جس پر آپ کی ملکیت نہیں۔

(4) یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ماضی (گزرے ہوئے زمانے) میں ہونے والے معاملات سے بھی واقف ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔  
عَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . ”لوگو! میں زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کو جانتا ہوں۔“

ایک اعرابی کے لیے جنت کی بشارت:

﴿152﴾ ..... ایک اعرابی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔  
یا رسول اللہ ﷺ مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور آگ سے  
دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عدل و انصاف کی بات کیا کرو اور اپنا فالتو مال راہ خدا میں

صرف کیا کرو۔ اس اعرابی نے کہا اللہ کی قسم! ہر وقت میں عدل کی بات کہنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی میں اپنا ضرورت سے زیادہ مال کسی کو دے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کیا کرو۔ اس اعرابی نے کہا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اُونٹ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اُونٹ اور مشک کے ذریعے پانی لایا کرو اور ان لوگوں تک پانی پہنچایا کرو جن تک پانی کی رسائی ممکن نہیں۔ اس سے قبل کہ تیرا اُونٹ ہلاک ہو اور تیری مشک پھٹے اللہ تعالیٰ تجھ پر جنت واجب کر دے گا۔ اعرابی چلا گیا۔ وہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی اس کا اُونٹ بھی نہ مرا تھا اور نہ ہی اس کی مشک کا کوئی نقصان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا رتبہ دے دیا۔ (حجۃ اللہ علی الغلین ص ۳۶۶ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

امام منذری کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سوائے کدیر تابعی کے یہ حدیث مرسل ہے۔ (اس کی سند سے صحابی ساقط ہے) حضرت علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو متصل ہے۔

اُونٹنی کی موجودگی کی اطلاع:

﴿153﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ غزوہ بنی مطلق سے واپس تشریف لارہے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اتنی شدید آندھی آئی قریب تھا کہ پورا کارواں ریت میں دفن ہو جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کی خبر لے کر آئی ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو منافقین کا ایک سردار جہنم واصل ہو چکا تھا۔ اس کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ دن کے آخری حصے میں ہوا تھم گئی۔ لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا۔ حضور ﷺ کی اُونٹنی دوسرے اُونٹوں کے ساتھ نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سواری کی جستجو شروع کی۔ ایک منافق نے انصاری کی محفل میں کہا۔ محمد (ﷺ) اس اُونٹنی سے عظیم خبریں تو ہمیں



## مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ رسول اکرم، نبی مکرم، شاہِ بنی آدم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آج کے ماڈرن منافقین سے بچائے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

یعنی سرعام لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں مسلمان نہیں ہوں۔ چوری اور اوپر سے سینہ زوری۔ ارے ہاں تو مسلمان نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ زمانہ مصطفویٰ میں ایک شخص کاتب وحی تھا اور ساتھ ہی ساتھ منافقوں کا سردار بھی تھا۔ ایک مرتبہ اس نے رسول اعظم، نبی مکرم ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

محمد ﷺ کو صرف اتنی ہی خبر ہے جس قدر قرآن میں موجود ہے اس کے علاوہ آپ (معاذ اللہ) کچھ نہیں جانتے تو رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے کہ اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے اور تجھے زمین قبول نہ کرے۔ عہد رسالت گزرنے کے بعد جب وہ فوت ہوا اور لوگوں نے اس کو دفن کرنا چاہا مگر وہ اس کو دفن نہ کر سکے۔ پھر انہوں نے دوسری جگہ گڑھا کھود کر اس منافق کو اس میں ڈال دیا اور جلدی جلدی مٹی ڈالنا شروع کر دی ابھی تھوڑی دیر بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ زمین نے اسے اٹھا کر باہر مارا۔ پھر لوگوں نے اُسے اسی طرح ہی بلا گور کفن چھوڑ دیا۔ ایک صحابی کا وہاں سے گزر ہوا اور دیکھا کہ ایک مردہ قبر سے باہر پڑا ہے۔ اس صحابی نے وہاں کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور رقت انگیز بیان کے بعد فرمایا اے لوگو! کیا تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کرتے۔ انہوں نے آپ کو سارا واقعہ بیان کر دیا۔ جب آپ نے غور سے اس مرد کو دیکھا تو وہی کاتب وحی تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے زمین قبول نہ کرے اسی وقت آپ کی زبان سے جاری ہو گیا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آج بھی منافق اسی طرح مرتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا



آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے  
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دل میں پیدا ہونے والے سوال بتا دیئے:

﴿154﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں مسجد خیف میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دو شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے انصاری اور دوسرا ثقفی تھا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔

قَالَ اِنْ سِئْتُمْ اَخْبِرْكُمْ بِمَا تَسْأَلَانِي عَنْهُ وَاِنْ سِئْتُمْ اَنْ اَسْكُتَ  
وَتَسْأَلَانِي قَالَا اَخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَزَدَدُ اِيْمَانًا فَقَالَ ﷺ  
لِلثَّقَفِيِّ جَنَّتْ تَسْأَلُ عَنْ صَلَاتِكَ بِاللَّيْلِ وَعَنْ رَكُوعِكَ وَ  
سَجُودِكَ وَعَنْ صِيَامِكَ وَعَنْ غُسْلِكَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَقَالَ  
لِلْاَنْصَارِيِّ جَنَّتْ تَسْأَلُ عَنْ خُرُوجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَوُّمَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ  
مَا لَكَ فِيهِ وَعَنْ وُقُوفِكَ بِعَرَفَاتٍ وَحَلِيقِكَ رَاسِكَ وَطَوَافِكَ  
بِالْبَيْتِ وَرَمِيكَ الْجِمَارَ قَالَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهُ لِلَّذِي جِئْنَا  
نَسْأَلُكَ عَنْهُ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ میں خاموش رہوں تو پھر اپنا اپنا سوال کرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ خود ہی بیان فرمائیں اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ثقفی سے کہا تو رات کے وقت ادائیگی نماز، اپنے رکوع اور سجدے، روزے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے انصاری کو مخاطب کر کے کہا۔ تو اپنے گھر سے نکلنے، بیت اللہ میں قیام کرنے، حج کے واجبات، عرفات میں ٹھہرنے، سر کو منڈوانے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے

متعلق پوچھنے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم یہی پوچھنے آئے تھے۔ اس قسم کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی گئی ہے۔

(انوار المحمد یہ ص ۳۱۵: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۶۷ بیروت: دلائل النبوة للشیخ علی ج ۴: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۷۱ بیروت:)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

حضرت عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم:

﴿155﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عینیہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت ﷺ سے طائف جانے کی اجازت طلب کی تا کہ وہ اہل طائف سے بات چیت کریں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت مرحمت فرما دے۔ حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ طائف گئے۔ انہوں نے اہل طائف سے کہا تم اپنے مقام پر برقرار رہو اللہ کی قسم! ہم غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر بتاتا ہوں کہ اگر کوئی حادثہ ظہور پذیر ہو تو اہل عرب دوبارہ عزت و شرافت حاصل کر لیں گے۔ تم اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ اپنے ہاتھ کبھی ان کے ہاتھوں میں نہ دینا۔ کہیں وہ تعداد میں تم سے زیادہ نہ ہو جائیں ورنہ وہ ان درختوں کو بھی کاٹ کر رکھ دیں گے۔

یہ پیغام دے کر وہ واپس مکہ معظمہ آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تو نے اہل طائف کو کیا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کی میں نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی، انہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا، انہیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی طرف ان کی راہنمائی کی۔

قَالَ كَذَبْتَ بَلْ قُلْتَ لَهُمْ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتُوبُ إِلَى اللَّهِ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو نے انہیں یہ کہا ہے۔ ابن حصن نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں بارگاہ

ایزدی میں سچی توبہ کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۴: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

غزوة بدر کے مقتولین کی جگہ کی نشاندہی:

﴿156﴾..... صحیح مسلم میں ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ يَوْمَ بَدْرٍ قَبْلَ قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ وَقَالَ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَذَكَرَهُمْ وَاحِدًا وَاحِدًا مُشِيرًا إِلَى مَصَارِعِهِمْ فَصُرِعُوا كَذَلِكَ مَا تَجَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَوْضِعَهُ الَّذِي أَسَارَ إِلَيْهِ ﷺ .

غزوة بدر کے دن مشرکین سے نبرد آزما ہونے سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ فلاں کا مقتل ہے۔ اس جگہ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے تمام مقتولین بدر کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی۔ کسی ایک مشرک نے بھی قتل ہونے میں اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جس کی طرف نبی محترم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

ابو جہل کی موت کی خبر:

﴿157﴾..... ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو جہل نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) کہتے ہیں کہ اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو پھر میں تمہارے لیے موت کا پیغام ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ اے ابو جہل! تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔ جب حضور ﷺ نے غزوة بدر کے دن ابو جہل کو مرا ہوا دیکھا تو عرض

کی اے میرے مولا! تو نے میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پورا فرما دیا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵ بیروت: حجة اللہ علی الغلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

اے ابو جہل عنقریب تو زیادہ روئے گا اور کم ہنسے گا:

﴿158﴾..... امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضور صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

ابوسفیان اور ابو جہل کے پاس سے گزرے۔ وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو جہل نے کہا اے نبی عبد مناف! یہ تمہارے نبی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے تو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ کوئی نبی ہم میں سے ہو۔ ابو جہل نے کہا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمام بزرگوں میں سے ایک نوجوان نبی بن کر ظاہر ہو۔ حضور صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ آپ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے ابوسفیان! تو نے اللہ اور اس کے رسول صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سے ناراضی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تو نے قبیلہ کی حمایت کا سہارا لیا ہے۔

وَأَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا الْحَكَمِ فَوَعَلَلَهُ لَتَضْحَكَنَّ قَلِيلًا وَتَبْكِينَ كَثِيرًا.

لیکن اے ابو الحکم! تو بہت کم ہنسے گا اور بہت زیادہ روئے گا۔ ابو جہل نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اپنی نبوت سے مجھے کتنی بری خبر سنا رہے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵: حجة اللہ علی الغلمین ص ۳۶۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہِ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

أمیہ کی موت کی خبر:

﴿159﴾..... امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت کیا ہے۔ وہ

فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ گئے اور أمیہ بن خلف بن صفوان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ أمیہ بھی جب شام کا سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ ٹھہرتا تو ان کے ہاں ہی قیام کرتا تھا۔ أمیہ نے حضرت سعد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے کہا انتظار کرو۔ دوپہر کے وقت طواف کر لینا کیونکہ اس وقت لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور حرم کعبہ میں رش نہیں ہوتا۔ حضرت سعد رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھے

کہ ابو جہل ان کے پاس آیا اور پوچھا یہ طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابو جہل نے کہا تم کتنے امن سے طواف کعبہ کر رہے ہو حالانکہ تم نے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ وہ دونوں آپس میں تلخ کلامی کرنے لگے۔ اُمیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد! ابوالحکم سے اپنی آواز بلند نہ کرو وہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو جہل سے کہا اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے منع کر دیا تو میں تمہارے لیے شاہراہ شام کو بند کر دوں گا۔ اُمیہ برابر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پرسکون کرتا رہا، انہیں آواز بلند نہ کرنے کے لیے کہتا رہا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ آتش پار ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ تمہیں جہنم واصل کر دیں گے۔ اُمیہ نے کہا کہ محمد ﷺ مجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، اللہ کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ قَالَ إِيَّايَ قَالَ نَعَمْ  
قَالَ وَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ فَكَانَ يُحَدِّثُ فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ  
مَا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ أَخِي الْيَثْرَبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ  
مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِي قَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ .

یہ تمام گفتگو سننے کے بعد اُمیہ اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کیا تو جانتی ہے کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے؟ اس کی بیوی نے کہا نہیں میں نہیں جانتی، اس نے کیا کہا ہے۔ اُمیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ اس نے محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اُمیہ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

جب مشرکین مکہ بدر کی لڑائی کے لیے نکلے تو اُمیہ کی بیوی نے اس سے کہا کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے تمہیں بتائی تھی۔ اُمیہ نے کہا میں اس جنگ میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا۔ ابو جہل نے اُمیہ سے کہا تو اس وادی کا سردار ہے۔ ایک دو دن تک ہمارے ساتھ چلو پھر واپس چلے آنا۔ اُمیہ مشرکین کے ساتھ روانہ ہو گیا اور پھر قتل ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل البیہقی ج ۶)



صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ

مَدَنِي پھول:

(1) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر بھی آپ ﷺ کو سچا مانتے تھے۔ مگر بغض و عناد اور انا پرستی کی وجہ سے قبولِ اسلام سے کتراتے تھے۔ یہ اسلام قبول کرتے بھی کیسے کہ جس کے دل میں بغضِ رسول ہو وہ اسلام جیسی عظیم نعمت کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی ختم اللہ علی قلوبہم فرما کر ان کے دلوں پر مہر ثابت فرمادی۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مومن اُن کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا

کافر اُن سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھتا ہے یا تو وہ کافر ہے یا کافر ہو کر مرے گا۔ آج کے جدید منافقین بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ

عقبہ بن معیط کی موت کی خبر:

﴿160﴾..... ابو نعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس کا دوست (ابی بن خلف) اس سے ملا۔ ایمان لانے کی وجہ سے اس نے ابن ابی معیط کو ملامت کی۔ ابن ابی معیط نے کہا میری طرف سے قریش کے سینے کبھی صاف نہیں ہو سکتے اس کے یار نے اس سے کہا اگر تو ایک کام کرے تو ہمارے سینے تیری طرف سے صاف ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ تو محمد (ﷺ) کی محفل میں جائے اور ان کے رُخِ زیبا پر تھو کے (نعوذ باللہ منہ) اس بد بخت نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرے کو

صاف کیا۔

قَالَ إِنَّ وَجَدْتُكَ خَارِجًا مِنْ جِبَالِ مَكَّةَ أَضْرِبُ عُنُقَكَ صَبْرًا فَلَمَّا  
كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ وَخَرَجَ أَصْحَابُهُ أَبِي أَنْ يَخْرُجَ وَقَالَ قَدْ أُوْعَدَنِي  
هَذَا الرَّجُلُ إِنَّ وَجَدَنِي خَارِجًا مِنْ جِبَالِ مَكَّةَ أَنْ يَضْرِبَ عُنُقِي  
ضَرْبًا فَقَالُوا لَكَ جَمَلٌ أَحْمَرٌ لَا يُدْرِكُ فَلَوْ كَانَتْ الْهَزِيمَةُ طَرَتْ  
فَخَرَجَ مَعَهُمْ فَلَمَّا هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَحَمَلَ بِهِ جَمَلَهُ فِي جَدَدٍ  
مِنَ الْأَرْضِ فَأَخَذَ أُسِيرًا فَضْرَبَ النَّبِيُّ ﷺ عُنُقَهُ صَبْرًا .

حضور ﷺ نیر مایا اگر تو مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلے گا تو میں تمہیں قتل کر  
دوں گا۔ بدر کی جنگ میں شرکت کے لیے تمام مشرکین مکہ سے باہر آئے لیکن  
ابن ابی معیط نے مکہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا مجھ سے اس  
شخص (محمد ﷺ) نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر  
پائیں گے تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے پاس  
سرخ اونٹ ہے۔ اگر جنگ میں ہمیں شکست ہوگی تو یہ تمہیں لے کر بھاگ  
جائے گا۔ یہ سن کر وہ کفار مکہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب مشرکین کو شکست ہوئی  
تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگنے لگا لیکن اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضور ﷺ  
نے اس کی گردن کوتن سے جدا کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۳۱ بیروت: حجة الله على الغلمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ عقبہ بن معیط کے بارے میں فرماتا ہے:

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ  
سَبِيلًا يَوْمَئِذٍ لَيْتَنِي لَمْ اتَّخِذْ فَلَانًا خَلِيلًا .

ترجمہ کنز الایمان: ”اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا کہ ہائے کسی طرح

سے میں نے رسول اللہ کی راہ لی ہوتی۔ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلا نے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔“

یعنی عقبہ بن معیط جو اپنے دوست ابی بن خلف کے کہنے پر کافر ہو گیا یہ کہے گا کہ کاش میں نے ابی بن خلف کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یہ اس طرح قیامت کے دن چلائے گا مگر اس وقت اس کی کوئی پکار سننے والا نہ ہوگا کیونکہ جو رسول اللہ ﷺ سے پھرا اس نے بڑے گھائے کا سودا کیا اور قیامت میں اللہ تعالیٰ اُسے جہنم کی طرف پھیر دے گا۔

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی  
سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک  
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی

### ابی بن خلف کے قتل کی خبر:

﴿161﴾..... امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ابی بن خلف فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا ہے میں اس کو روزانہ چارہ ڈالتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو قتل کروں گا (نعوذ باللہ منہ) جب سرور کائنات ﷺ نے یہ سنا۔

فَقَالَ بَلْ أَنَا أَقْتُلُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَأَقْبَلَ أَبِي مُقْنَعًا فِي الْحَدِيدِ عَلَى  
فَرَسِهِ تِلْكَ يَقُولُ لَا نَجُوتُ إِنْ نَجَا مُحَمَّدٌ فَحَمَلَ عَلَى رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ قَتْلَهُ قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمَسِيبِ  
فَاعْتَرَضَ لَهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَلَوْا  
طَرِيقَهُ وَأَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْقُوةَ أَبِي بِنِ خَلْفٍ مِنْ فَرْجَةِ  
سَابِعَةِ الْبَيْضَةِ وَالذَّرْعِ فَطَعَنَهُ بِحُرْبَةٍ فَوَقَعَ أَبِي عَنْ فَرَسِهِ وَ لَمْ  
يَخْرُجْ مِنْ طَعْنَتِهِ دَمٌ قَالَ سَعِيدٌ فَكَسَرَ ضَلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ .

آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔ ابی بن خلف اپنے

گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کی زبان پر تھا اگر محمد ﷺ نجات پا گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ ابی حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا، سعید بن مسیب کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درمیان میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو آنے دو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ حضور اکرم ﷺ نے زرہ کے سوراخ میں دیکھا۔ آپ ﷺ کو اس کی ہنسی کی ہڈی نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اس ہڈی پر ہی وار کیا جس کی وجہ سے ابی گھوڑے سے نیچے گر گیا لیکن اس کے زخم سے خون نہ نکلا۔ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے آئے۔ وہ بیل کی آواز نکال رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم اتنی آہ و بکا کیوں کر رہے ہو حالانکہ تمہیں صرف ایک خراش آئی ہے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کا یہ قول اپنے ساتھیوں کو سنایا میں ابی کو قتل کروں گا۔ ابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر وہ اہل ذی الجواز کو لگتی تو وہ تمام اس وقت مر جاتے۔ ابی مکہ آنے سے پہلے راستہ ہی میں جہنم داخل ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۶۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

معابدہ دیمک کھا گئی:

﴿162﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو بڑی تکالیف دیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو اتنا تنگ کیا کہ مسلمان نجاشی کی طرف ہجرت کر گئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کی عزت و اکرام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ قریش مکہ نے مشاورت کی کہ حضور اکرم ﷺ کو سرعام شہید کر دیا جائے۔ جب ابوطالب کو علم ہوا تو انہوں نے بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کو لے کر شعب ابی طالب میں چلے جائیں اور مشرکین سے ان کا دفاع کریں۔ قبیلہ بنی عبدالمطلب کے مومنین اور کافرین حضور ﷺ کے دفاع کے لئے ڈٹ گئے۔ جب قریش کو علم ہوا کہ بنی

عبدالمطلب ہر حالت میں نبی محترم ﷺ کا دفاع کریں گے تو انہوں نے ایک میٹنگ کی جس میں انہوں نے یہ طے کیا کہ وہ نہ تو بنی عبدالمطلب کے ساتھ مل کر بیٹھیں گے، نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت کریں گے اور نہ ہی ان کے گھروں میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔ انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا جس میں لکھا تھا کہ وہ بنی ہاشم کے ساتھ کبھی بھی صلح نہیں کریں گے۔ حتیٰ کہ وہ نبی مکرم ﷺ کو قتل کے لیے ان کے سپرد نہ کر دیں۔ بنو ہاشم شعب ابی طالب میں تین سال تک محصور رہے۔ ان پر رنج و الم کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ وہ بازار جانے سے روک دیئے گئے۔ مکہ معظمہ میں جو بھی کھانا یا غلہ وغیرہ آتا قریش مکہ جلدی سے جا کر اسے خرید لیتے۔ جب اس قطع تعلقی کو تین سال گزر گئے تو بنی عبدمناف اور بنی قصی کے کچھ افراد نے ایک دوسرے کو ملامت کی انہوں نے کہا انہیں بنو ہاشم کی خواتین نے ہی جنم دیا ہے لیکن وہ انہیں سے قطع تعلقی کر رہے ہیں۔ انہی کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس رات اس مکر و فریب کے معاہدہ کو ختم کرنے پر اتفاق کیا اور اس سے بری ہونے کا اعلان کیا۔

وَبَعَثَ اللَّهُ عَلَىٰ صَحِيفَتِهِمُ الْأَرْضَةَ فَلَحَسَتْ كُلُّ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ وَكَانَتْ مُعَلَّقَةً فِي سَقْفِ الْبَيْتِ فَلَمَّ تَتْرُكُ اسْمًا لِلَّهِ فِيهَا إِلَّا لِحَسْبَتِهِ وَبَقِيَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ شِرْكٍَ أَوْ ظُلْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ وَأَطَّلَعَ اللَّهُ رَسُولُهُ عَلَى الْبَدْيِ صَنَعَ بِصَحِيفَتِهِمْ فَذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ لَا وَالسَّوَابِقِ مَا كَذَّبْتَنِي .

اللہ رب العزت نے ان کی اس دستاویز کو ختم کرنے کے لیے دیمک کو بھیجا۔ وہ دستاویز خانہ کعبہ میں معلق تھی۔ دیمک اس عہد و میثاق کی تمام شقوں کو چٹ کر گئی۔ اس دستاویز میں اللہ تعالیٰ کے اسماء بھی دیمک کھا گئی۔ صرف وہ شرائط باقی رہیں جن میں شرک، ظلم یا قطع رحمی کا تذکرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر اپنے رسول مکرم ﷺ کو دی۔ حضور ﷺ نے یہ بات ابو طالب کو بتائی۔



ابوطالب نے کہا مجھے تاباں ستاروں کی قسم! آپ ﷺ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ بنی عبدالمطلب کے جوانوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جب وہ مسجد حرام میں آئے تو وہاں قریش مکہ کی محفلیں جھی ہوئی تھیں۔ جب انہوں نے ابوطالب اور نو جوانوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہیں عجیب لگا۔ انہوں نے گمان کیا کہ بنو ہاشم مصائب کی شدت سے گھبرا گئے ہیں۔ اب وہ نبی مکرم (ﷺ) کو ہمارے حوالے کرنے آئے ہیں۔

ابوطالب نے کہا ہم تمہارے پاس ایک خبر لے کر آئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ میرے بھتیجے (ﷺ) نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عہد نامے سے برأت کا اظہار کیا ہے اس لیے اس دستاویز پر اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مجھو ہو گئے اور تمام شقوں کو دیمک کھا گئی ہے۔ اب اس پر تمہارا مکرو فریب باقی ہے۔ اس پر تمہاری قطع رحمی اور تمہارے ظلم و ستم کی داستان باقی رہ گئی ہے۔

فَوَاللّٰهِ لَا يُسَلِّمُ اَبَدًا حَتّٰی تَمُوْتَ مِنْ عِنْدِ اٰخِرِنَا وَاِنْ كَانَ الَّذِيْ  
قَالَهٗ بَاطِلًا دَفَعْنَاہٗ اِلَيْكُمْ فَمَقْتُلْتُمْ اَوْ اِسْتَحْيَيْتُمْ قَالُوْا قَدْ رَضِيْنَا  
بِالَّذِيْ تَقُوْلُ فَفَتَحُوْا الصّٰحِيْفَةَ فَوَجَدُوْا الصّٰدِقَ  
الْمَصْدُوْقَ ﷺ قَدْ اٰخَبَرَهَا .

اگر میرے بھتیجے (ﷺ) کا قول سچا ہوا تو پھر انہیں ہم تمہارے حوالے کبھی نہیں کریں گے۔ ہم ان کی حفاظت کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے لیکن اگر ان کا فرمان سچ نہ ہوا تو ہم انہیں تمہارے سپرد کر دیں گے۔ پھر تمہاری مرضی خواہ انہیں قتل کرو یا زندہ رکھو۔ قریش مکہ نے کہا ہم آپ کی اس رائے سے متفق ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد نامہ کو کھولا تو اسے اسی طرح پایا جس طرح صادق و مصدوق نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔

جب قریش نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ تو تمہارے ساتھی کا جادو ہے۔ یہ بکو اس سن کر نو جوانان بنی عبدالمطلب نے کہا جھوٹ اور جادو تو ہمارے مخالفین کا

شیوہ ہے۔ یہ قطع رحمی جس پر تم جمع ہوئے ہو یہ ظلم اور جادو کے قریب تر ہے۔ اگر تم جادو پر اتفاق نہ کرتے تو پھر تمہارا یہ عہد نامہ اس طرح ضائع نہ ہوتا۔ جبکہ یہ تمہارے ہی پاس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے اپنے تمام ناموں کو مٹا دیا ہے اور تمہارے ظلم اور تعدی کو باقی رکھا ہے۔

کیا جادو گر ہم ہیں یا تم اس وقت عبد مناف اور بنی قصی کے کچھ افراد نے کہا ہم اس عہد نامے سے بری ہیں۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کا قبیلہ اس گھاٹی سے باہر نکل آیا اور معاشی اور معاشرتی زندگی حسب معمول گزارنے لگے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

عجمی اقوام سے جنگ کی خبر:

﴿163﴾..... امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خَوْزًا وَكِرْمَانَ قَوْمًا مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ فَطَسَ الْأَنْوُفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ كَأَنَّ وَجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان سے جنگ نہیں کرو گے۔ خوز اور کرمان کا تعلق عجمی اقوام سے ہوگا۔ ان کے چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے، ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، ان کے چہرے کوئی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے معرکہ آزمانہ ہو جاؤ گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

## غزوة ہند کی خبر:

﴿164﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَزْوُ  
الْهِنْدِ

وہ فرماتے ہیں کہ نبی محتشم ﷺ نے ہمارے ساتھ غزوة ہند کا وعدہ کیا تھا۔  
ابن سعد اور حاکم نے ذونجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں  
نے حضور ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ عنقریب تم اہل روم کے  
ساتھ صلح کرو گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۰ بیروت: حجة الله على الغالبيين ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

## مدنی پھول:

(1) نبی کریم ﷺ نے عہد رسالت میں ہندوستان کے ساتھ جنگ کی خبر دی۔ اس  
وقت ہند کو معدنیات و ذخائر کے اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ جب رسول اکرم ﷺ  
نے غزوة ہند سے آگاہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب ہوا۔ حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی حجاج  
بن یوسف کے دور میں پوری ہو گئی۔ جب محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ نے سندھ پر حملہ کیا اس وقت  
سندھ میں شامل تھا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ملک شام کی جاگیر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے نام:

﴿165﴾..... ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَقْطَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَرْضًا بِالشَّامِ يُقَالُ  
لَهَا السَّبِيلُ فَتَوَقَّيْ وَلَمْ يَكْتُبْ لِي بِهَا كِتَابًا وَإِنَّمَا قَالَ لِي إِذَا فَتَحَ  
اللَّهُ عَلَيْنَا الشَّامَ فَهِيَ لَكَ .

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سرزمین شام پر ایک جاگیر عطا فرمائی۔ اس کو سبیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تادم وصال میرے لئے کوئی تحریر نہ لکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہی فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم کو ملک شام فتح کرنے کی توفیق دے گا وہ جاگیر تمہاری ہی ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۱۷۱ بیروت: دلائل النبوة للشیخ علی بن ابی حمزة ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صلی اللہ علیہ وسلم!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مدنی پھول:

(1) اس حدیث پاک میں ملک شام کی فتح کی بشارت دی گئی ہے جو کہ ایک غیبی خبر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه کو سبیل نامی جگہ کی ملکیت کی بھی خبر دی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں دو غیبی خبروں سے نوازا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے۔ بعد ازاں وہ دن بھی آیا جب ملک شام کو فتح کر لیا گیا اور وہ سبیل نامی جگہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ملکیت میں دے دی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ملک مصر کی فتح کی خبر:

﴿166﴾..... امام مسلم نے حضرت ابوذر رضي الله عنه سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے

ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ أَرْضًا يَذْكُرُ فِيهَا الْقِيَرَاطُ .  
نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کرو گے جہاں قیراٹ  
کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(مصر) تم وہاں کے رہائشیوں کے ساتھ امن و آشتی سے پیش آنا کیونکہ وہ رحم اور نرمی

کے مستحق ہیں۔ تم وہاں ایسے افراد دیکھو جو ایک اینٹ بھرز میں پر لڑ رہے ہوں تو وہاں سے نکل جانا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ربیعہ اور عبدالرحمن بن شریحیل بن حسنہ کے پاس سے گزرے وہ ایک اینٹ بھرز میں پر لڑ رہے تھے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اسی وقت سرزمین مصر سے نکل گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ

ملک شام، فارس اور یمن کی فتح کی خبر:

﴿167﴾..... ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں غزوہ خندق میں خندق کو کھودتے ہوئے ہمیں ایک ایسی چٹان سے سامنا ہوا جس پر کدال کوئی اثر نہ کرتے تھے۔ ہم نے اس کی شکایت بارگاہ رسالت صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ میں کی۔ آپ صَلَّیْہُمْ وَسَلَّمَ وہاں تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر کدال ماری۔ چٹان کا ایک تہائی حصہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس سے ایک ایسا نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کا درمیانی علاقہ جگمگا اٹھا۔

فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشّامِ وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَا ابْصُرُ قُصُوْرَہَا  
الْحُمْرَ السّاعَةِ مِنْ مَّكَانِیْ ثُمَّ ضَرَبَ الثّانیةَ فَقَطَعَ ثُلُثًا اٰخَرَ  
فَبَرَقَتْ بَرْقَةً مِنْ جِہَةِ فَارِسٍ اَضَاءَتْ مَا بَیْنَ لِابْتِیْہَا فَقَالَ اللّٰهُ  
اَكْبَرُ اَعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ فَارِسٍ وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَا ابْصُرُ قُصُوْرَ الْحِیْرَةِ وَ  
مَدَائِنَ كِسْرِیْ كَاَنَّہَا اَنْیَابُ الْكِلَابِ مِنْ مَّكَانِیْ هَذَا وَاخْبَرَنِیْ  
جَبْرِیْلُ اَنَّ اُمِّیْ ظاہِرَةً عَلَیْہَا فَاَبْشُرُوْا بِالنَّصْرِ فَسَرَّ الْمُسْلِمُوْنَ  
ثُمَّ ضَرَبَ الثّالِثَةَ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَقَطَعَ بَقِیَّةَ الْحَجَرِ وَخَرَجَ نُوْرٌ  
مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ فَاَضَاءَ مَا بَیْنَ لِابْتِی الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی كَاَنَّہُ مِصْبَاحٌ فِی  
جَوْفِ لَیْلِ مُظْلَمٍ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰهُ اِنِّیْ  
لَا ابْصُرُ اَبْوَابَ صُنْعًا مِنْ مَّكَانِیْ السّاعَةِ .



آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں کھڑے ہو کر وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر دوسری چوٹ لگائی جس سے اس کا دوسرا تہائی حصہ بھی پاش پاش ہو گیا۔ اس وقت فارس کی جانب سے نور نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ کتوں کے جبرٹوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ ان پر میری امت کا تسلط ہو گا تم مدد اور اعانت پر خوش ہو جاؤ۔ اس پر مسلمانوں نے مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر تیسری چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا ”بسم اللہ“ چٹان کا باقی حصہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس میں سے یمن کی جانب سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے میدان جگمگا اٹھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چراغ صوفشاں ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ اکبر“ مجھے یمن کی چابیاں بخش دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہو کر ”صنعاء“ کے دروازے کو دیکھ رہا ہوں۔ جب منافقین نے حضور اکرم ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو انہوں نے آپس میں بکواسات کرنا شروع کر دیئے۔ انہی کی گفتگو سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

مَا وَعَدْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا .

ترجمہ کنز الایمان: ”ہمیں اللہ ورسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔“

(الاحزاب: ۱۲)

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## مدنی پھول:

اسی مفہوم کی عبارات بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں بھی روایت کی ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان علاقوں کو فتح کرتے چلو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ تم نے جو علاقے بھی فتح کر لیے ہیں یا قیامت تک فتح کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی ان علاقوں کی چابیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمادی ہیں۔

(1) معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے حل کے لیے حضور ﷺ کے در دولت کی طرف رخ کیا کرتے تھے کیونکہ انہیں ایمان و عرفان اسی دور سے ملا تھا۔ پھر وہ اس در کو کیونکر چھوڑ سکتے تھے اور وہ لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاورواک۔ کی آیت سے واقف اور کی بشارت سے آگاہ تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے معلوم ہوا کہ اپنی مشکل کشائی کے لیے اللہ والوں کے پاس جانا ہرگز شرک نہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو تو حید کی شمع روشن کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ہرگز ہرگز اس طرح نہ کرتے اور ہمیں بسایہم اقتدیتم اہتدیتم کی حدیث کے ذریعے انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی اور اتباع کا حکم ہے۔ ہم نے صحابی کے طرز عمل کو دیکھنا ہے وہابی کے نہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور ناؤ ہے عمرت رسول اللہ ﷺ کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستارے ہیں جبکہ اہل بیت اطہار کشتی کی مثل ہیں اور سمندری سفر کے دوران راہنمائی کے لیے ستاروں اور منزل تک پہنچنے کے لیے کشتی کی ضرورت ہوتی ہے۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت ان دونوں کی محبت سے سرشار ہیں لہذا ان کا بیڑا پار ہے۔

(2) اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا سنت ہے۔ سرکارِ مدینہ نے فرمایا۔ کُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبَدَأْ بِسْمِ اللَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ هَرُوه عَظِيمِ الشَّانِ كَامِ جَوْ بَسْمِ اللَّهِ مِنْ شُرُوعِ نَبِيٍّ كَمَا جَاتَا وَهْ اِدْهَوْرَارِ هِتَا هِے۔ لہذا ہر کام سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھنی

چاہیے۔

(3) سبحان اللہ! جن کی ضرب سے نور پیدا ہوتا ہے وہ خود سراپا نور نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور بنایا اور فرمایا۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ .

ترجمہ: ”تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آئی ہے۔“

حضور ﷺ تو منبع نور اور عین نور ہیں۔ نور بھی اپنے ظہور کے لیے حضور ﷺ کا محتاج ہے۔

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے۔ عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا  
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں  
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

(4) حضور ﷺ کی نظر کا کمال دیکھئے کہ اللہ کی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ میں ملکشام میں موجود سرخ محلات کو یہاں کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں۔ اب بھی اگر کوئی بد بخت کہے کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تو نرا جھوٹا ہے، بد مذہب و گمراہ ہے۔

حضور غوث پاک ﷺ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَخُرْدَلِيَةٍ عَلَى حُكْمِ انصَالِي

ترجمہ: ”میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ملکوں اور شہروں کو اس طرح دیکھا ہے جیسے اپنی ہتھیلی پر رائی کے دانے کو دیکھ رہا ہوں۔“

نظر غوث کا یہ حال ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کا عالم کیا ہو گیا۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

(5) اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے علم غیب پر طعن و تشنیع کرنا

منافق کا کام ہے جبکہ مسلمان ان کی عطا فرمائی ہوئی ہر بشارت پر دل و جان سے یقین رکھتا ہے۔

### کسریٰ کی ہلاکت کی خبر:

﴿168﴾..... ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت وحید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کی طرف خط لکھا۔ اس میں اس نے لکھا۔ ”کیا تو اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کافی نہیں ہو سکتا جس کا ظہور تیری زمین سے ہوا ہے۔ جو مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ کیا تو اس کے لیے کافی ہو جائے گا یا پھر مجھے اس کا بندوبست کرنا پڑے گا۔“

صنعاء کے گورنر نے ایک قاصد کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں خط دے کر بھیجا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھا تو پندرہ دن تک اس قاصد کو کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ قَالَ اذْهَبُوا اِلَىٰ صَاحِبِكُمْ فَقُولُوا اِنَّ رَبِّي قَتَلَ رَبَّكَ اللَّيْلَةَ فَاَنْطَلَقُوا فَاَخْبَرُوهُ قَالَ دَحِيَّةٌ ثُمَّ جَاءَ الْخَبْرُ بِاَنَّ كِسْرِي قُتِلَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ .

پھر فرمایا اپنے گورنر کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے رب نے تیرے مالک کو آج قتل کر دیا ہے۔ وہ قاصد صنعاء کے پاس واپس چلا گیا اور اپنے گورنر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنایا۔ حضرت وحید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں معلوم ہوا کہ کسریٰ کو اس رات قتل کر دیا گیا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۷۳ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ صلی اللہ علیہ وسلم!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

### کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا:

﴿169﴾..... ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو اس نے اپنے یمن کے گورنر ”باذان“ کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اپنے دو مضبوط شخص اس آدمی کی طرف بھیجو جو سرزمین حجاز میں ظاہر ہوا ہے تاکہ وہ اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ باذان نے دو شخص مدینہ

طیبہ بھیجے۔ ان کے ہمراہ ایک خط بھی بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس خط کو پڑھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج چلے جاؤ کل میرے پاس آنا تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کروں گا۔ جب دوسرے دن وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صاحب کو بتادینا کہ آج رات میرے رب نے تمہارے کسریٰ کو اس وقت قتل کر دیا جب رات کی سات گھڑیاں گزر چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اسی کے بیٹے شیروہ کو مسلط کر دیا۔ اسی نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے تمام واقعہ سنایا۔ اس کے بعد باذان اور اس کے بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مشرکین کے سردار کی ہلاکت کی خبر:

﴿170﴾..... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک صحابی کو مشرکین کے ایک سردار کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے اسلام کی طرف دعوت دیں۔

فَقَالَ الْمُشْرِكُ هَذَا إِلَاهُ الَّذِي تَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ مِنْ فِضَّةٍ  
أَوْ مِنْ نُحَاسٍ فَرَجَعَ فَأَرْسَلَ اللَّهُ صَاعِقَةً مِنَ السَّمَاءِ فَأَحْرَقَتْهُ وَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الطَّرِيقِ لَا يَدْرِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ  
قَدْ أَهْلَكَ صَاحِبَكَ .

مشرک نے یہ پیغام حق سن کر کہا اے ساتھی! وہ بت جس کی طرف تو مجھے بلا رہا ہے وہ سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی وہاں سے واپس آگئے۔ اللہ رب العزت عزوجل نے آسمان سے بجلی گرائی جس نے اس مشرک کو خاکستر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے قاصد کو اس مشرک کی ہلاکت کی کوئی خبر نہ تھی۔



حضور اکرم ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کو ہلاک کر دیا ہے جس کی طرف تو پیغام توحید لے کر گیا تھا۔ اسی وقت یہ ارشادِ ربانی نازل ہوا:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ . (پ 13 الرعد: 13)

ترجمہ کنز الایمان: ”اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے قاصد کی توہین بھی بہت سخت اور عذابِ الہی کا سبب ہے تو خود نبی پاک ﷺ، صاحبِ لولاک ﷺ کی توہین کس قدر ہلاکت کا سبب ہو گی۔ اس پر علماء معتقدین اور متاخرین کا اجماع ہے کہ جس نے نبی پاک ﷺ کی تھوڑی سی بھی توہین کی وہ مرتد و کافر قرار پائے گا۔ اس کا قتل واجب ہے اگرچہ توبہ کر لے۔ آج کے ماڈرن منافقین نے نبی پاک ﷺ کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جس کے سبب اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت نے ان کو کافر قرار دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

رومی ایک سیاہ فام کے سامنے کھڑے ہوں گے:

﴿171﴾..... حضرت عبداللہ ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم

بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھے۔ ہم نے وہاں تنگدستی، غربت اور مفلسی کی شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اللہ کی قسم! مجھے اشیاء کی قلت سے اتنا خوف نہیں جتنا

اشیاء کی کثرت سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دین برقرار رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے

فارس، روم اور حمیر کی زمین کو فتح فرمائے گا۔ تم تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف، دوسرا عراق کی طرف اور تیسرا یمن کی طرف روانہ ہوگا۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ ایک آدمی کو سودینا روئیے جائیں گے لیکن وہ پھر بھی ناراض ہی رہے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ شام پر حملہ آور ہونے کی جرأت کون کرے گا۔ حالانکہ وہاں رومی سکونت پذیر ہیں جو طاقت و قوت سے بھرپور ہیں۔

قَالَ وَاللَّهِ لَيَفْتَحَنَّهَا اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَ لَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِيهَا حَتَّى تَظَلَّ الْعَصَابَةُ الْبَيْضُ مِنْهُمْ قِيَامًا عَلَى الرُّوَيْجِلِ الْأَسْوَدِ مِنْكُمْ الْمَخْلُوقِ مَا أَمَرَهُمْ مِنْ شَيْئِي فَعَلُوهُ .

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تم کو ان پر غلبہ و تسلط عطا فرمائے گا۔ تم ضرور ان پر خلیفہ مقرر کیے جاؤ گے۔ حتیٰ کہ وہ سفید رومی ایک سیاہ قام کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن جبیر بن نصیر کہتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا کہ اس حدیث کے مصداق حضرت جز بن سہیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اس وقت عجمیوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو وہ حضرت جز اور رومیوں کی طرف دیکھتے۔ وہ ملاحظہ کرتے کہ رومی ان کے ارد گرد کھڑے ہیں۔ وہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پر تعجب کا اظہار کرتے۔

(۱) اس سے معلوم ہوا کہ مستقبل میں ہونے والے تمام واقعات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آشکار فرما دیئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیبی خبروں سے نوازتے رہے۔ اب بھی اگر کوئی شقی و بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرے تو وہ اس کی ہٹ دھرمی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ہمارا تو عقیدہ

ہے کہ حضور ﷺ ہمارے تمام معاملات کو جانتے اور ہماری فریادوں کو سنتے ہیں اور ان کو پورا بھی فرماتے ہیں۔

فریاد اُمّتی جو کرے حالِ زار میں  
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو  
کاننا میرے جگر سے غم روزگار کا  
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

مقام حیرہ کی فتح کی خبر دینا:

﴿172﴾..... خزیم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْحَيْرَةُ الْبَيْضَاءُ قَدْ رُفِعَتْ لِي وَ هَذِهِ  
الشَّهْبَاءُ بِنْتُ نَفِيلَةَ الْأَزْدِيَّةِ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءُ مُعْتَجِرَةٌ بِخِمَارٍ  
أَسْوَدَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ نَحْنُ دَخَلْنَا الْحَيْرَةَ فَوَجَدْتُهَا كَمَا  
تَصِفُ فَهِيَ لِي قَالَ هِيَ لَكَ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ حیرہ بیضاء (ملک کا نام) ہے جسے تمام حجابات اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ عورت شہباء بنت نفیلہ ہے جو ایک خچر پر سوار ہے اس نے کالا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور حیرہ کو فتح کر لیں تو ہم شہباء کو اسی کیفیت میں پائیں جس طرح آپ نے بیان کی ہے تو کیا وہ میری ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ تیری ہوگی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمہ سے نبرد آزما ہوئے تو ہم حیرہ کی طرف بھی گئے۔ جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ہم شہباء ہی سے ملے۔ وہ اسی کیفیت پر تھی جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ خچر پر سوار تھی اور اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ میں پکارا اٹھائیے وہی خاتون ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے

مجھے ہبہ فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہ طلب کیا۔ میں نے حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشر الانصاری رضی اللہ عنہما کو بطور گواہ پیش کیا۔ انہوں نے شہداء کو میرے حوالے کر دیا۔

شہداء کا بھائی میرے پاس آیا وہ صلح کرنے کا خواہشمند تھا اس نے کہا شہداء کو میرے ہاتھوں فروخت کرو۔ میں نے کہا میں اس کے بدلے دس سو درہم لوں گا اور اس رقم سے کچھ بھی نہیں کم کروں گا۔ اس نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے اور شہداء لے گیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تو شہداء کی قیمت ایک لاکھ درہم بھی بتا دیتا پھر بھی اس کا بھائی وہ رقم تجھے دے دیتا۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ دس سو سے زیادہ بھی گنتی ہوتی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۷ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مدنی پھول:

(۱) اس سے ثابت ہوا کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اپنی اُمت کی خوشحالی کے بارے میں خبر تھی اور عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں ہونے والی تمام فتوحات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے تھیں اور اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی شکر نجیوں کو بھی جانتے تھے پھر بھی آپ نے اُن کو برا بھلا نہیں کہا مگر افسوس کے آج کے بد مذہب لوگ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں جن کی بدولت شجر اسلام پھلا پھولا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے ورنہ ان کو ہلاک فرمائے۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر  
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲) بعد ازاں مسلمانوں نے فارس اور روم کی سرزمین کی طرف رخ کیا اور ان سب علاقوں کو فتح کر لیا جس کی خبر محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مدینہ کی سرزمین پر کھڑے ہو کر دی تھی۔  
میرے بعد تم میں دُنیا کی وجہ سے رنجش پیدا ہوگی:

﴿173﴾..... ابو نعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ الْفَقْرُ تَخَافُونَ وَإِنَّ اللَّهَ فَاتِحٌ لَكُمْ أَرْضَ فَارِسٍ وَالرُّومِ وَيُصِيبُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًا حَتَّى لَا يَزِيغَكُمْ بَعْدِي إِنْ زِعْتُمْ إِلَّا هِيَ .

وہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوفزدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس اور روم کی سرزمین کو فتح فرمانے والا ہے۔ دُنیا لوٹدی بن کر تمہارے پاس آئے گی۔ میرے بعد جو تم میں رنجش پیدا ہوگی وہ صرف اور صرف دُنیا کی وجہ سے ہی ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۷ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

مشارق و مغارب کوپل میں ملاحظہ فرمانا:

﴿174﴾..... امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ وَفَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِي مِنْهَا وَأُعْطِيَتْ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ .

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا۔ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا جہاں تک میں نے زمین کو دیکھا ہے وہاں تک میری امت کی سلطنت ہوگی۔ مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے التجا کی کہ وہ عام قحط سالی سے میری امت کو ہلاک نہ کرے اور نہ ہی ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کرے (سوائے اس کے کہ وہ خود ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں) جو ان کو نیست و نابود کر دے۔ میرے مولانا نے مجھے فرمایا اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اسے لوٹایا



نہیں جاسکتا۔ میں آپ کی امت کے متعلق آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا۔ نہ ان پر ایسا دشمن مہلٹ کروں گا جو ان کی نسل کو مٹا دے۔ اگر روئے زمین کے تمام لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں پھر بھی انہیں مٹا نہ سکیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

(۱) سبحان اللہ! نبی پاک ﷺ صاحب لولاک ﷺ امت کے کیسے عظیم خیر خواہ ہیں کہ اپنی امت کے لیے دنیا و آخرت کی عافیت کے لیے دعائیں فرما رہے ہیں۔  
اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے  
غیٹ میں جل جائیں بے دینوں کے دل  
ایسے برے مذہب پر لعنت کیجئے

(۲) امت محمدیہ آج تک نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے عام قحط سالی اور ایسے جابر بادشاہ کے تسلط سے محفوظ ہے جو اس امت کو ختم کر دے۔

اجابت کا سہرہ عنایت کا جوڑا  
دُہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ  
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا  
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ  
رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے  
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت محمدیہ قیامت تک رہے گی کبھی ختم نہ ہوگی بلکہ بڑھتی ہی جائے گی اور نبی کی نعتیں پڑھتی ہی جائے گی۔

رہے گا یونہی اُن کا چہ چا رہے گا  
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں  
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

تم ایسے پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ میں لٹکائے جاتے ہیں:

﴿175﴾..... ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب انہوں نے اس گھر کو مزین دیکھا تو باہر بیٹھ کر رونے لگے جب ان سے اس گریہ زاری کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔  
”دُنیا تمہارے پاس آئے گی لیکن آج تم اس وقت سے بہتر ہو۔“

فَيَغْدُوا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَيَرُوحُ فِي أُخْرَى وَيُغْدَى عَلَيْكُمْ  
بِقِصْعَةٍ وَيُرَاحُ عَلَيْكُمْ بِأُخْرَى وَتَسْتَرُونَ بِيُوتِكُمْ كَمَا تَسْتَرُ  
الْكَعْبَةَ .

صبح کے وقت تم اور کھانا کھاؤ گے شام کے وقت تمہیں اور کھانا پیش کیا جائے گا۔ ایک شخص صبح کے وقت اور لباس پہنے گا شام کے وقت اس نے دوسرا لباس زیب تن کیا ہوگا۔ تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گریہ بار کیوں نہ ہوں جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے گھروں میں اسی طرح پردے لٹکائے ہیں جس طرح بیت میں پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۸ بیروت: ادائل النبوة للسیوطی ج ۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

گھروں میں قالینوں کی آمد کی خبر:

﴿176﴾..... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَمَاطٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَآتَى  
قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَمَاطٌ .

حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اس قالین کو مجھ سے دُور لے جاؤ تو وہ کہتی ہے کیا رسول مکرم ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارا پاس قالین ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ ﷺ!..... صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

(۱) آج ہر گھر میں قالین اور دروازوں پر پردوں کی آمد آمد ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس جدید دور سے بھی واقف تھے اور آپ ﷺ جانتے تھے کہ میری امت کن کن ایجادات سے فائدہ اٹھائے گی۔ جہازوں اور گاڑیوں پر سفر کرے گی اور دُنیا کی ہر چیز ان کو میسر ہوگی اور یہ دُنیا کے ہو کر رہ جائیں گے۔

## ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

بارہ خلفاء کی اطلاع:

﴿۱۷۷﴾..... امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ يَخْرُجُ كَذَّابُونَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ”یہ دین متین قائم رہے گا حتیٰ کہ قریش میں سے بارہ خلفاء ظاہر ہوں گے۔ پھر قیامت تک کذاب ظاہر ہوتے رہیں گے۔“

(مسلم شریف: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر:

﴿178﴾..... امام ترمذی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خِلَافَةُ النَّبِيِّ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا.

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت تیس سال کی ہوگی پھر ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶ ترمذی شریف)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ ﷺ!..... صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ

مدنی پھول:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوا دو سال، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ساڑھے دس سال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تقریباً بارہ سال، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا دور خلافت چھ ماہ ہے۔ یہ کل عرصہ تیس سال بنتا ہے۔

خلافت کے بعد ظلم و جبر کے دور کی خبر:

﴿179﴾..... امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكُمْ فِي النَّبِيِّ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَيَّ مِنْهَا جِ النَّبِيُّ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ ثُمَّ تَكُونُ جَبْرِيَّةً مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَيَّ مِنْهَا جِ النَّبِيُّ.

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت میں رہو گے پھر جب اللہ چاہے گا وہ نبوت کو اٹھالے گا۔ وہ خلافت بھی اٹھالے گا پھر ظلم و جبر کا دور

دورہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس دور کا بھی خاتمہ فرمادے گا۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۲)

### مدنی پھول:

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہیں یہ حدیث سنائی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ہم اُمید کرتے ہیں کہ جبر و تشدد کے بعد دوبارہ خلافت قائم ہوگئی ہے۔ ان کو انہوں نے مسرت کا اظہار کیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ!..... صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

### یزید کے فساد کی خبر:

﴿180﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هَذَا الْاَمْرُ مُعْتَدِلًا بِالْقِسْطِ حَتّٰی يَثْلَمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةٍ يُقَالُ لَهُ يَزِيْدٌ .

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا یہ امر عدل و انصاف پر مبنی رہے گا حتیٰ کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں بگاڑ پیدا کرے گا۔ اس کا نام یزید ہوگا۔

(دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۲)

## یزید کا تعارف

(1) اس یزید سے مراد وہی یزید بن معاویہ ہے جس نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اولاد پر ظلم و ستم کی آندھیاں چلا دیں۔ 61 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید برسر اقتدار ہو گیا جیسے ہی اسلامی سلطنت کا سربراہ بنا اس نے اسلامی قوانین و احکام کے خلاف چلنا شروع کر دیا۔



یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو 20 کوڑے:

حضرت نوفل بن ابوالفرات کہتے ہیں کہ میں ایک روز خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ یزید کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو عمر بن عبدالعزیز غصہ میں لال پیلے ہو کر کہنے لگے: اے شخص! تو اسے امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے 20 کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 429)

نوٹ: آج بھی بد مذہب لوگ یزید کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب کرتے ذرا خوف خدا نہیں کرتے بلکہ معاذ اللہ اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھ کر اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اہل بیت سے بے باکیاں گستاخیاں  
لعنة الله عليكم اے دشمنانِ اہل بیت  
بے ادب گستاخ فرقتے کو سنا دو اے حسن  
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

63 ہجری کو مدینہ پر حملہ کیا اور مدینہ کی پا کدامن عورتوں کو اپنے لشکر پر تین دن تک حلال کیا اور ان سے بد فعلیاں کیں۔

کعبۃ اللہ کی بے حرمتی:

امام ذہبی کہتے ہیں جب یزید اہل مدینہ پر حملے سے فارغ ہوا۔ ان کے گھربار عزت و ناموس کو لوٹ لیا تو پھر ہکا پر حملہ کرنے کا تیاری میں متہو ہوا۔ آخر کار 64 ہجری کو اس نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے بھیج دیا۔ رات ہی میں لشکر کا سپہ سالار فوت ہو گیا۔ یزید کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے فوراً دوسرا سپہ سالار نامزد کیا۔ یزیدی لشکر نے جاتے ہی عبداللہ بن زبیر کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جہاں تک ہو سکا اس کا مقابلہ کیا پھر اس لشکر نے آپ پر منجیق سے پتھر پھرائے۔ ان پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کے غلاف کو آگ لگ گئی۔ یہ واقعہ صفر کے مہینہ میں پیش آیا اور ماہِ صفر کے آخری دنوں میں یزید اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا اور دنیا اس کے وجود سے پاک ہو گئی۔ جبکہ اس وقت مکہ معظمہ میں یزیدی لشکر حضرت عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہ سے برسر پیکار تھا اسی دوران یزید کے انتقال کی خبر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے شاہو! تمہیں گمراہ کرنے والا مر گیا ہے جاؤ جا کر اس کی خبر لو۔ جب یہ خبر یزید کے لشکر میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اہل مکہ ان کے تعاقب میں گئے اور کئی لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنا لیا پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت لی اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہو گئے اور ادھر شامیوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اس وقت اس کی عمر 21 سال تھی مگر یہ ایک صالح شخص تھا۔ خلافت کے 40 دن کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بوقت مرگ لوگ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کوئی خلیفہ ہمارے لیے مقرر کرتے جائیے تو معاویہ نے جواب دیا کہ میں اب ہرگز نہ کروں گا کیونکہ جب میں نے خلافت کا مزہ نہیں چکھا تو پھر میں اسکی تلخی کیوں چکھوں۔ (تاریخ الخلفاء ص 432)

### یزید کے خلیفہ بننے کی خبر:

﴿181﴾ ..... امام بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ثُمَّ يَكُونُ خَلْفٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَعْدُونَ تَرَاقِيهِمْ .

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے لوگ مسند خلافت پر بیٹھیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات کی پیروی کریں گے، وہ جلدی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر ایسے لوگ خلافت کی مسند پر بیٹھیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۷۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۲)

### لڑکوں کی حکومت کی خبر:

﴿182﴾ ..... امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ساٹھ سال کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔ دنیا ختم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایسے ایسے لوگ حکمران بنیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### یزید اور ولید کی خبر:

﴿183﴾ ابو نعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ ایک فتنہ کے ختم ہوتے ہی دوسرا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ خورشید نبوت ماند پڑ جائے گا۔ ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

أَمْسُكَ يَا مُعَاذُ وَ أَحْصُ فَلَمَّا بَلَغَتْ خَمْسَةَ قَالَ يَزِيدُ لَا يُبَارِكُ اللَّهُ فِي يَزِيدٍ ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ نَعِيَ إِلَيَّ حُسَيْنٌ وَ آتَيْتُ بِتُرْبَةٍ وَ أُخْبِرْتُ بِقَاتِلِهِ فَلَمَّا بَلَغَتْ عَشْرَةَ قَالَ الْوَلِيدُ اسْمُ فِرْعَوْنَ هَادِمُ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ يَبُوءُ بِدَمِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ .

اے معاذ ذرا ٹھہرو اور گنو! جب میں نے پانچ تک تعداد گنی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”یزید“ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نازل نہ فرمائے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ میں نے ان کی شہادت گاہ کی مٹی کو دیکھا ہے، مجھے ان کے قاتل سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ جب میں شمار کرتے کرتے دس تک پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ولید“ یہ فرعون کا نام ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی بنیادیں منہدم کرے گا۔ اس کے گھرانے کا ایک شخص ہی اسے قتل کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مال غنیمت کو ذاتی مال خیال کرنے کی خبر:

﴿184﴾ امام بیہقی نے ابن مہذب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس مروان آیا اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین! میری ضرورت پوری کریں، مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ میرے دس بیٹے، دس بھتیجے اور

دس بھائی ہیں۔ جب مروان وہاں سے رخصت ہو گیا۔

قَالَ مُعَاوِيَةُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا بَلَغَ بَنُو الْحَكَمِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا اتَّخَذُوا مَالَ اللَّهِ بَيْنَهُمْ دَوْلًا وَعِبَادَ اللَّهِ حَوْلًا وَكِتَابَ اللَّهِ دَعْلًا فَإِذَا بَلَغُوا تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ رَجُلًا وَأَرْبَعِمِائَةً كَانَ هَلَاكُهُمْ أَسْرَعُ مِنْ لُوكِ تَمْرَةٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اللَّهُمَّ نَعَمْ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا جب بنو حکم (مروان بنو حکم سے تھا) کی تعداد تیس ہو جائے گی تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے مال (مہنمت) کو ذاتی دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کریں گے اور اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کو مصیبت گمان کریں گے۔ جب ان کی تعداد 499 ہو جائے تو ان کی تباہی کھجور کو چبانے سے پہلے ہو جائے گی۔ یہ گفتگو سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

حکم بن ابی العاص اور اس کی اولاد کے بارے میں خبر:

﴿185﴾..... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر تھے۔ حکم بن ابی العاص نے درگاہ مصطفویہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔

فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ حَيَّةً وَلَدُ حَيَّةٍ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَعَلَى مَنْ يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ إِلَّا الْمُؤْمِنِينَ وَ قَلِيلٌ مَا هُمْ يُشْرَفُونَ فِي الدُّنْيَا وَيُوضَعُونَ فِي الْآخِرَةِ .

آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو وہ سانپ کا بیٹا سانپ ہے۔ اس

پر اور اس کی اولاد پر اللہ کی لعنت ہو مگر مومنین اولاد اس لعنت سے بری ہیں۔  
لیکن اس کی اولاد میں سے مومن کم ہی ہوں گے۔ دُنیا میں انہیں عز و شرف  
نصیب ہوگا لیکن آخرت میں وہ ذلیل ہوں گے۔ مکر و فریب اور دھوکہ دہی ان  
کی فطرت ہوگی۔ دُنیا میں انہیں بہت کچھ عطا کیا جائے گا لیکن آخرت میں ان  
کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۱ ح ۲۰۱ - اللہ علی الغلین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۴)

منبر نبوی ﷺ پر نکسیر پھینکنے والے کے بارے میں خبر:

﴿186﴾..... ابن ابی اسامہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَرْعَفَنَّ  
جَبَّارٌ مِنْ جَبَابِرَةِ بِنِي أُمِّيَّةٍ عَلَى مَنبَرِي هَذَا .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بنو امیہ کے جابر حکمرانوں میں  
سے ایک ظالم حکمران میرے منبر پر نکسیر پھینکے گا۔ عمرو بن سعید بن العاص نے  
منبر رسول ﷺ پر نکسیر پھینکی تھی کہ منبر کی سیڑھیوں پر خون بہنے لگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۱ بیروت: ح ۲۰۱ - اللہ علی الغلین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

میری امت کا فرعون ولید ہوگا:

﴿187﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا  
ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا، انہوں نے  
اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے فرعونوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے  
نام رکھ رہے ہو۔

سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْوَلِيدُ لَهُوَ أَشْرٌ لَأُمَّتِي مِنْ  
فِرْعَوْنَ .

میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری امت کے  
لیے فرعون سے بھی زیادہ فتنہ باز ثابت ہوگا۔



(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۰ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

## مدنی پھول:

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ولید بن عبد الملک حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئی ولید بن یزید کے متعلق ہے۔

## ولید بن یزید کا تعارف

ولید بن یزید 90 ہجری میں پیدا ہوا۔ جب اس کے باپ کا انتقال ہوا تو اس وقت یہ بہت چھوٹا تھا اس وجہ سے اس نے اس کو خلیفہ بنانے کی بجائے اپنے بھائی ہشام کو خلافت کی بھاری ذمہ داری سونپ دی۔ 125 ہجری میں جب ہشام کا انتقال ہوا تو ولید بن یزید ولی عہد بن گیا اور زبردستی تخت سلطنت پر متمکن ہو گیا۔

## ولید کے کارنامے:

یہ شدید فاسق و فاجر تھا۔ اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا، ذرا نہ ڈرتا، کثرت سے شراب پینے کا عادی اور بدکار حد سے زیادہ ممنوعات شرعیہ میں گرفتار تھا۔ اس نے حج کا ارادہ محض اس وجہ سے کیا کہ وہاں جا کر کعبۃ اللہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیوں گا۔ معتبر تاریخ کی کتب میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

أَرَادَ الْحَجَّ يَشْرَبُ فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ . (تاریخ الخلفاء ص 497)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ولید نے نوشی اور خوبصورت بچوں کے ساتھ بد فعلی میں بہت زیادہ مشہور تھا۔ اس نے (معاذ اللہ) قرآن کونیزوں سے چھیدا اور قرآن کی سخت بے حرمتی کی۔

## ولید کا قتل:

اس کی رعایا کے لوگ اس کے فسق و فجور سے تنگ آ کر اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور ولید کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ولید نے اس وقت لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا لوگو! کیا میں نے



ہیں کہ مجھے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گزری۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بطن اطہر میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ اس دنیا میں آجائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں نے بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان دی، بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ”ابوالخلفاء“ کو لے جاؤ۔ میں نے یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔

فَقَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُكَ هَذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ السَّفَاحُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُمْ الْمَهْدِيُّ .

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ بچہ ”ابوالخلفاء“ خلفاء کا باپ ہے حتیٰ کہ اس کی نسل سے سفاح پیدا ہوگا۔ اسی کی نسل سے مہدی پیرا ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## سفاح کا تعارف

نام و نسب:

ان کا نام عبداللہ تھا اور یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور بنی عباس سے پہلے خلیفہ ہیں۔ سفاح کا نسب یہ ہے عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ یہ 104 ہجری میں حمیمہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں کئی پیش گوئیاں عہد رسالت میں ہی عطا فرمائیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي عِنْدَ انْقِطَاعِ الزَّمَانِ وَظُهُورِ مِنَ الْفِتَنِ يُقَالُ لَهُ سِفَاحٌ فَيَكُونُ اعْطَاهُ الْمَالَ حَيْثَنَاهُ .

(تاریخ الخلفاء ص 511)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فتنوں کے ظہور اور کچھ زمانہ گزرنے کے بعد میرے اہل بیت سے ایک آدمی ہوگا جس کو سفاح کے نام سے پکارا جائے گا وہ لوگوں پر مال لوٹائے گا۔

### بیعت و خلافت:

افریقہ کے اندر جب یزید بن ابومسلم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو سفاح کے والد امام محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان کی طرف بھیجا اور اس کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر لوگوں کو راغب کرے پھر اسکے بعد ابومسلم خراسانی کو اس کام کا حکم دے کر روانہ کیا۔ لوگوں کی بھاری تعداد بیعت پر تیار ہو گئی۔ پھر امام محمد کا انتقال ہو گیا مگر لوگ تو بیعت پر تیار ہو چکے تھے لہذا انہوں نے امام محمد کے بیٹے سفاح کے بھائی ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جب یہ خبر مروان کو پہنچی تو اس نے ابراہیم کو قتل کروا دیا تو ابراہیم کے قتل کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی سفاح کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اکثریت ان کے حکم پر لبیک کہنے والوں کی تھی۔ 132 ہجری عبداللہ سفاح خلیفہ بن گیا اور اسی طرح اقتدار بنی امیہ سے بنی عباس کے پاس منتقل ہو گیا۔

### سفاح کا کردار:

سفاح ویسے تو لوگوں میں بہت سخت تھا لیکن وعدے کا پکا اور سخاوت کرنے میں مشہور تھا۔ چنانچہ ایک بار عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ سفاح کے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے صرف ایک لاکھ درہم کا نام ہی سنا ہے کبھی دیکھے نہیں۔ سفاح نے اس وقت اپنے گھر سے ایک لاکھ درہم منگوائے اور انہیں ان کے سامنے رکھ دیا پھر سفاح نے سخاوت کرتے ہوئے دربانوں کو حکم دیا کہ یہ لاکھ درہم ان کے گھر میں پہنچا دیئے جائیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ سفاح کے دور حکومت میں مسلمانوں میں بہت زیادہ تفرقہ پڑ گیا اور ہر طرف شور شرابا شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے سفاح کے قبضے سے طاہر سے لے کر سوڈان اور اُندلس کے تمام علاقے نکل گئے۔

جب مروان کو سفاح کی بیعت و خلافت کی خبر ملی تو وہ ایک عظیم لشکر تیار کر کے لڑنے

کے لیے آیا مگر سفاح نے اس کا مقابلہ بڑی جرأت و دلیری کے ساتھ کیا۔ آخر کار مروان کو شکست ہوئی تو سفاح نے مروان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس طرح اپنے بھائی ابراہیم کا بدلہ لینے میں کامیاب و کامران ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 515)

### سفاح کا تشدد:

مؤرخین نے اس بات کو اپنی کتب میں لکھا ہے کہ سفاح بہت سخت طبیعت کا مالک تھا اور بہت جلد قتل و غارت اور خونریزی پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کے مقرر کردہ عاملوں کی بھی یہی حالت تھی، ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ اس نے خود بہت سے مسلمانوں کا خون بہایا۔ اس طرح سرکارِ مدینہ منیٰ ﷺ کی عطا کردہ وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔

(تاریخ الخلفاء ص 514)

### پیش گوئی:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری امت میں قائم سفاح اور منصور و مہدی پیدا ہوں گے۔ القائم کے بعد ذرا بھی خون نہیں بہے گا اور منصور کی رائے تبدیل نہ ہوگی یعنی وہ عزم کا پختہ ہوگا اور سفاح خون بہائے گا اور دولت کو رعایا پر لوٹا دے گا لیکن مہدی اپنے دورِ خلافت میں ملک کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح پہلے ملک ظلم و جفا کاری سے بھر پور تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص 517)

### سفاح کا انتقال:

سفاح نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور لوگوں نے اس کی بیعت بھی کر لی اور سفاح 136 ہجری میں چچک میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا اور اس کے بعد خلافت کا والی اس کا بھائی منصور ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 514)

حدیث پاک میں مہدی کا بھی ذکر آیا ہے اب اس کے حالات پیش کئے جاتے

ہیں۔



## مہدی کا تعارف

نام و نسب:

ان کا نام مہدی ابو عبد اللہ محمد بن منصور ہے۔ آپ 127 ہجری میں مقام ایدج پر پیدا ہوئے۔ مہدی وہ پہلے خلیفہ ہے جس نے زندیقوں کے رد میں تصانیف تحریر کروائیں اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

بیعت و خلافت کے بعد مہدی کے کارنامے:

159 ہجری میں مہدی نے موسیٰ ہادی کو اپنا نائب نامزد کیا اور ہارون الرشید کو اس کا ولی عہد نامزد کیا اور اس پر لوگوں سے بیعت لی۔

160 ہجری میں مہدی نے ہندوستان کے مشہور شہر بارہ پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا۔ اسی سال مہدی نے حج بیت اللہ ادا کیا۔ مہدی نے خانہ کعبہ پر مزید غلاف ڈالنے کی ممانعت کر دی کیونکہ بوجھ بہت زیادہ ہو گیا تھا اور ڈر تھا کہ کعبہ کی عمارت منہدم نہ ہو جائے بس ان پردوں کو باقی رکھنے کی اجازت دی جو مہدی نے مقرر کئے تھے۔ مہدی کے لیے اس سال مکہ میں برف منگوائی گئی۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مہدی کے علاوہ اس سے قبل کسی اور خلیفہ کے لیے برف مہیا نہیں کی گئی۔

161 ہجری میں مہدی نے حکم دیا کہ مکہ معظمہ کی سڑک، سرائے اور حوض بنائے جائیں اور جامع مسجدوں میں مقصورے تعمیر کرنے کی ممانعت کی اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں منبر جیسے بلند و عریض ہوتے تھے اتنے ہی بنوانے کا حکم دیا۔ (بڑے منبروں کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کے مطابق چھوٹا کروا دیا۔

163 ہجری میں اور اس کے بعد کے سالوں میں روم کے اکثر علاقے فتح ہو گئے۔

ڈاک کا انتظام:

166 ہجری میں مہدی اپنے بنوائے ہوئے شہر عیساباد میں منتقل ہو گیا اور اس کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا اور مہدی کے حکم سے اسی سال سے دار السلطنت سے مدینہ منورہ

مکہ معظمہ اور یمن کو اونٹوں اور خچروں کے ذریعے ڈاک لانے لے جانے کا انتظام قائم کیا۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مہدی ہی نے عراق سے حجاز تک ڈاک کا سلسلہ قائم کیا۔ اسی سال سے مہدی نے زندیقیوں کا قلع قمع شروع کیا۔ جس کو جہاں پایا قتل کر دیا۔ 167 ہجری میں مسجد حرام کی توسیع کا حکم دیا اور اس میں مزید رقبہ شامل کر دیا۔

169 ہجری میں مہدی کا انتقال ہو گیا (موت کے اسباب مختلف بتائے جاتے ہیں) بعض کہتے ہیں کہ ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا تھا۔ شکار ایک مکان میں گھس گیا، گھوڑا بھی تعاقب کرتا ہوا اس میں جا گھسا اور مہدی کی پیٹھ اس گھر کے دروازہ سے زخمی ہو گئی اور اسی وقت اس کے صدمہ سے مر گیا۔ اس روز محرم کی 22 تاریخ تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو زہر دیا گیا تھا۔ سم الخاسر نے اس کی موت پر ایک عظیم مرثیہ لکھا تھا:

و باکرة علی المہدی عبر یکان بہا و ما جنت جنونا

صولی کہتے ہیں کہ جب مہدی نے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد نامزد کیا تو مروان بن حفصہ نے تہنیت پیش کی۔ بعض دوسرے شعراء نے بھی مبارک بادیں پیش کیں۔ صولی کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عورت مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ اے رسول اکرم ﷺ کے رشتہ دار میری حاجت روا کیجئے۔ یہ سن کر مہدی نے کہا کہ میں نے آج تک (یہ حوالہ) کسی کی زبان سے نہیں سنا۔ بس اس کی حاجت روی کر دو اور اس کو مزید دس ہزار درہم عطا فرمائے۔

مہدی کی انصاف پسندی:

قریش لختلی کہتے ہیں کہ صالح بن عبدالقدوس البصری زندقہ کے الزام میں گرفتار ہو کر مہدی کے سامنے لایا گیا۔ مہدی نے چاہا کہ اس کو قتل کر دے۔ صالح نے کہا کہ میں اللہ سے اپنے اس گناہ کی توبہ کرتا ہوں اور یہ اشعار پڑھے: ما یبلغ الاعداء من جاہل ما یبلغ الجاہل منت نفسه۔

ترجمہ: ”دشمن اپنی جہالت سے باز نہیں آتے اور جاہل اپنے نفس (عادت)

سے باز نہیں آتے۔“

والشیخ لا یتروک اخلاقہ حتی یواری فی ثری رمسہ .

ترجمہ: ”بوڑھا اپنی عادتوں کو ترک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو قبر میں نہ چھپا دیا جائے۔“

اس کی توبہ اور یہ اشعار سن کر مہدی نے اس کو معاف کر دیا لیکن جب وہ جانے لگا تو اس نے صالح بن عبدالقدوس سے کہا کہ تو نے ابھی یہ مصرعہ پڑھا ہے۔ والشیخ لا یتروک اخلاقہ (بڑھاپے میں کوئی شخص اپنی عادتوں کو ترک نہیں کر سکتا) اس نے کہا ہاں! تو مہدی نے کہا کہ پھر تو اس سے کسی طرح مستثنیٰ ہو سکتا ہے، یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

زہیر کہتے ہیں کہ مہدی کے پاس دس محدثین پر مشتمل ایک جماعت آئی ان میں خراج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی تھے۔ مہدی کو کبوتر بازی کا بہت شوق تھا، مہدی کے سامنے جب غیاث بن ابراہیم آئے تو مہدی نے ان سے کہا کہ کوئی حدیث سنائیے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تیر اندازی اور گھوڑ سواری کے علاوہ اور کسی چیز میں مسابقت جائز نہیں ہے! غیاث نے مہدی کے کبوتر بازی کے شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس میں یہ اور اضافہ کر دیا۔ ”پرندوں میں بھی مسابقت جائز ہے۔“ مہدی نے یہ سن کر دس ہزار درہم ان کو عطیہ دیا۔ جب غیاث بن ابراہیم واپس جانے لگے تو (یکا یک مہدی کو خیال آیا کہ حدیث میں پرندوں کی مسابقت نہیں ہے۔ غیاث نے محض میری خوشنودی کے لیے حدیث میں یہ من گھڑت کی ہے) اس نے غیاث سے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تم بہت بڑے جھوٹے ہو اور تم نے یہ عطیہ جھوٹ بول کر حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ تمام کبوتر ذبح کر دیئے جائیں۔ (جن کی وجہ سے یہ جھوٹی حدیث گھڑی گئی)

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت شریک مہدی کے پاس آئے۔ مہدی نے ان سے کہا کہ ان تین باتوں میں سے ایک بات تم کو ضرور قبول کرنا ہوگی۔ عہدہ قضا قبول کیجئے۔ میرے لڑکوں کی اتالیقی قبول کیجئے، میرے ساتھ کھانا کھائیے۔ شریک نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا کہ کھانا کھانا سب سے زیادہ آسان ہے۔ مہدی کے ساتھ کھانا قبول کر لیا۔ مہدی نے دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے اور بھنی چیزیں چنوائیں۔ جب

دونوں کھانا کھا چکے تو شاہی باورچی نے کہا کہ اب آپ کے لئے خیر نہیں (آپ مہدی کے پھندے میں پھنس گئے) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے فرزند ان مہدی کو تعلیم بھی دی اور منصب قضا بھی قبول کر لیا۔

امام بغوی نے جعدیات میں حمدان الاصفہانی سے روایت بیان کی ہے کہ ایک روز میں قاضی شریک کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں شہزادہ آیا اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا، اس نے شریک سے ایک حدیث دریافت کی لیکن شریک نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اس نے دوبارہ دریافت کیا۔ شریک پھر بھی متوجہ نہیں ہوئے۔ شہزادہ نے ناگواری کے ساتھ کہا کہ آپ امیر المؤمنین کی اولاد کے ساتھ حقارت سے پیش آتے ہیں اور ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ شریک نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ اہل علم کی نظر میں شہزادوں کی بنسبت علم کی قدر زیادہ ہے۔ یہ سن کر شہزادہ دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور پھر حدیث دریافت کی۔ شریک نے کہا کہ ہاں طلب علم کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

صولی نے مہدی کے یہ اشعار تحریر کئے ہیں۔ (یوں مہدی نے بہت سے اشعار کہے

ہیں)

ما یکف الناس عنا و ما یمل الناس منا

ترجمہ: ”یہ لوگ ہم سے باز نہیں رہتے اور نہ ہم سے ملول خاطر ہوتے ہیں۔“

انما همتم ان یبثوا ما قد ذفنا۔

ترجمہ: ”وہ تو اس بات کا بھی ارادہ رکھتے ہیں کہ ہمارے اسلاف کو قبروں سے

نکال لیں۔“

لو سکنا باطن الارض فلکنا نوا حیث کنا

ترجمہ: ”اگر ہم زیر زمین بھی سکوت اختیار کر لیں تو جس طرح سے ہم ہیں

و ہم ان کاشفونا فی الهوی یوما مجبا۔

ترجمہ: ”تو یہ از روئے محبت و شفقت زیر زمین ہی ہمارے رفیق بن جائیں گے۔“

صولی بن حمارہ سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی اپنی ایک کنیر سے بہت تعلق خاطر

رکھتا تھا لیکن مہدی کی اس محبت و چاہت کے باوجود وہ کنیز مہدی سے بچی بچی رہتی تھی اور مہدی کو اس نے خود پر قابو نہیں پانے دیا۔ مہدی نے ایک شخص سے کہا کہ تو اپنے طور پر معلوم کر کہ اس کا دل کس پر مائل ہے (جو وہ میرا التفات نہیں کرتی) کنیز سے جب اس شخص نے حقیقت حال دریافت کی تو کنیز نے کہا کہ اظہار حقیقت اگر کروں گی تو مہدی سے مجھے نقصان پہنچے گا (مجھے قتل کر دے گا یا قید میں ڈال دے گا) اسی کنیز کی محبت میں مہدی نے بہت ہی موثر اور دل گداز اشعار کہے:

### مہدی کا حسن اخلاق:

”خليفة کو آگاہ کر دو کہ آپ کا حاتم خائن ہے، اللہ کا خوف کیجئے اور ہم کو حاتم سے بچائیے، وہ پاک دامن جو کسی خائن کی مدد کرتا ہے تو ایسا پاک دامن بھی اس خائن کے گناہوں میں شریک ہو جاتا ہے۔“

یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ ہماری قلمرو میں جو شخص بھی حاتم کے نام سے کسی منصب پر مامور ہے اس کو معزول کر دیا جائے۔ ابی عبیدہ سے روایت ہے کہ مہدی جب بصرہ میں ہوتا تو پانچوں وقت کی نماز جامع مسجد میں ادا کرتا۔ ایک دن جب نماز سڑی ہونے کو تھی تو ایک اعرابی نے آکر مہدی سے کہا کہ مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ میں نے ظہر کی نماز پڑھنا چاہی تھی لیکن میں شامل نہ ہو۔ (نماز ہو چکی تھی) یہ سن کر مہدی نے کہا کہ اس شخص کا انتظار کر لیا کرو۔ دوسرے وقت پر مہدی کچھ دیر کے لیے اس کے انتظار میں محراب پر کھڑا رہا اور جب تک وہ شخص نہیں آگیا اس وقت تک مہدی نے تکبیر نہیں کہنے دی۔ لوگ مہدی کے اس حسن اخلاق پر بہت متعجب ہوئے۔

### مہدی اور احکام رسول ﷺ کی عظمت:

ابراہیم نافع سے روایت ہے کہ اہالیان بصرہ کے دو گروہوں میں ایک نہر کے سلسلہ میں تنازعہ ہو گیا۔ ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ نہر کی زمین پر اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو قبضہ عنایت فرمایا ہے کیونکہ یہ زمین جس میں نہر جاری ہے تمام مسلمانوں کی ہے، کسی فرد واحد کی نہیں ہے، کسی ایک شخص کو اس کی ملکیت کا حق نہیں پہنچتا اور نہ کوئی شخص اس کو فروخت کر سکتا



ہے۔ اگر کوئی فروخت کر بھی ڈالے تو اس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم ہونا چاہیے یا وہ رقم عامۃ المسلمین کی بھلائی میں خرچ ہونا چاہیے اور دوسرے فریق کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نہر ہماری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو نہر مردہ زمین کو زندہ کر دے وہ اسی زمین والے کا حق ہے۔ چونکہ ہماری زمین مردہ ہے (نا قابل کاشت) اس لئے یہ محض ہمارا حق ہے۔ مہدی حضرت رسالت پناہ ﷺ نام نامی کا نام سن کر تعظیماً اس قدر جھکا کہ اس کا منہ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے اور کہا کہ جو حدیث شریف تم نے بیان کی وہ بیشک ہمارے لئے قابل اتباع ہے۔ اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ تمہاری زمین مردہ تھی یا نہیں؟ میں تمہارے اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ اس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی موجود ہے۔ پھر وہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر تم اس پر گواہ پیش کرو تو میں تسلیم کر لوں گا۔ (تاریخ الخلفاء ص 517)

### خلیفہ منصور کی خبر:

امام بیہقی اور ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منا السفاح و المنصور و المہدی ہم سے ہی سفاح اور منصور اور مہدی ہونگے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## حالات خلیفہ منصور

### نسب:

المنصور ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس۔ منصور کی والدہ کا نام سلامۃ تھا۔ یہ ام ولد تھی (یعنی آزاد کردہ کنیز) منصور 95 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس وقت اس کے دادا یعنی علی بن محمد بقید حیات تھے، لیکن منصور نے ان سے کوئی روایت بیان نہیں کی ہے بلکہ اپنے والد محمد بن علی اور عطا بن یسار سے اکثر روایتیں بیان کی ہیں اور منصور سے اس کے فرزند مہدی نے روایت کی ہے۔

### بطورِ ولی عہد نامزد ہونا:

منصور کے بھائی سفاح نے زندگی میں ہی اس کو ولی عہد نامزد کر دیا تھا اور لوگوں نے اس پر بیعت بھی کر لی تھی۔ منصور بنو عباس کا بطل عظیم تھا۔ ہیئت شجاعت، حزم و رائے، سطوت و جبروت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ دولت جمع کرنے کا حریص، لہو و لعب سے متنفر۔ نہایت عقل مند علم و ادب اور فقہ پر کامل عبور رکھتا تھا۔ اس نے لاکھوں بندگانِ خدا کو قتل کر کے اپنی حکومت مضبوط و مستحکم کی تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے ظلم و ستم سے نجات نہیں ملی اور اس نے ان کو منصب قضاء قبول نہ کرنے پر ڈرے لگائے اور قید کر دیا۔ جہاں کچھ مدت بعد حضرت امام اعظم کا انتقال ہو گیا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت امام اعظم نے منصور کے خلاف اس پر خروج کا فتویٰ دیا تھا اس لئے اس نے آپ کو زہر دلو کر شہید کر دیا تھا۔

### منصور کی سیرت:

منصور بہت ہی فصیح و بلیغ اور تیز زبان (شعلہ بیان) مقرر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ امارت و حکومت ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ خرچ کے معاملہ میں بہت ہی محتاط تھا۔ اس قدر کہ اس کو بخیل سمجھا جاتا تھا اور اسی باعث اس کا لقب ابوالدوانیق (دمڑیوں کا باپ) پڑ گیا تھا کیونکہ یہاں اپنے عاملوں سے ایک ایک چھدام اور دمڑی دمڑی کا حسب لیتا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے دمڑی کی قیمت کا ایک سکہ رائج کیا تھا اس کے باعث اس کو ابوالدوانیق کہنے لگے۔

### منصور کی تخت نشینی:

منصور 137 ہجری کے شروع میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا اس نے اقتدار سنبھالتے ہی سب سے پہلے بانی سلطنت و مملکت اور حامی و بانی ریاست عباسیہ ابو مسلم خراسانی کو جس نے دعوتِ عباسیہ میں بڑی سعی کی تھی قتل کر دیا۔ 138 ہجری میں عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہو گیا اور وہاں امور سلطنت قائم کر دی جو اس کی نسل میں چار سو برس تک جاری و ساری رہی۔ عبدالرحمن اموی زبردست صاحب

علم اور عدل پرور بادشاہ تھا اس کیماں ایک بربری خاتون (ام ولد) تھی اسی نسبت سے لوگ بقول ابوالمنظف ایوردی کہا کرتے تھے کہ دُنیاے اسلام بربری بیٹوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک منصور اور دوسرا عبدالرحمن بن معاویہ۔

140 ہجری میں منصور نے شہر بندا کی بنیاد ڈالی۔ 141 ہجری میں دیوندیہ نامی فرقہ پیدا ہوا وہ تناخ کا قائل تھا۔ منصور نے بہت جلد اس کا قلع قمع کر دیا۔ اسی سال منصور نے طبرستان فتح کیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ 143 ہجری میں علمائے عصر نے مدوین حدیث و تفسیر اور فقہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی چنانچہ حضرت ابن جریج نے مکہ معظمہ میں احادیث کی بعض کتابیں مرتب کیں۔ مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطا ترتیب دی حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے شام میں حضرت ابن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے یمن میں اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کوفہ میں ان موضوعات پر متعدد کتابیں تالیف و تصنیف فرمائیں۔ علامہ ابن اسحاق نے مغازی پر سب سے پہلی تصنیف تیار کی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فقہ اور اجتہاد پر تصانیف تیار کیں اس کے بعد مختلف موضوعات پر تصانیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ مختلف موضوعات مثلاً لغت، تاریخ، ادب، رجال اور سیر پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ اس سے قبل علمائے کرام محض اپنی یادداشت اور حافظہ کی مدد سے درس دیا کرتے تھے یا بعض لوگوں کے پاس مختلف نامکمل اور غیر مرتب نسخے بعض کتابوں کے تھے اس کی مدد سے درس دیا کرتے تھے لیکن اب آسانی پیدا ہوگئی۔

145 ہجری میں محمد اور ابراہیم فرزندان عبداللہ بن حسن ابن علی ابن ابی طالب نے منصور پر خروج کیا۔ منصور نے دونوں بھائیوں کو شکست دی اور قتل کرادیا۔ اور ان کے ساتھ ہی بہت سے اہل بیت (سادات) شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ پہلا عظیم تنازعہ تھا جو عباسیوں اور علویوں کے مابین ہوا۔ اس معرکہ سے قبل ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا۔

منصور نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان علماء کو بھی سخت اذیتیں پہنچائیں جنہوں نے محمد اور ابراہیم کی دعوت (خروج) میں کسی طرح سے بھی تعاون کیا تھا یا ان کے ساتھ

خروج کیا تھا یا ان کے خروج پر جواز کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور کسی کے دُورے مارے گئے۔ انہیں علمائے کرام میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالحمید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عجلان رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ان حضرات نے منصور پر خروج کو جائز قرار دیا تھا اور جواز کے فتوے دیئے تھے۔ ان حضرات میں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اگرچہ انہوں نے بعد میں کہا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت کا حلقہ پڑا ہوا ہے لیکن منصور نے اس جواب کو کافی نہیں سمجھا اور ان حضرات سے کہا کہ تم نے بطیب خاطر بیعت نہیں کی ہے بلکہ تم نے اس سلسلہ میں مکرو فریب سے کام لیا ہے اور دباؤ سے بیعت کی ہے اس لئے تم کو بھی امان نہیں مل سکتی۔

### منصور کی فتوحات:

146 ہجری میں منصور نے قبرص پر حملہ کیا۔ 147 ہجری میں اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد سے معزول کر کے اپنے بیٹے مہید کو ولی عہد نامزد کیا حالانکہ عیسیٰ بن موسیٰ کو خود سفاح نے منصور کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا۔ یہ وہی عیسیٰ بن موسیٰ ہیں جنہوں نے منصور کی جانب سے محمد اور ابراہیم کا مقابلہ کر کے ان کو زیر کیا تھا اور اب اس بیچارے کو اس کا یہ صلہ دیا گیا۔

148 ہجری میں تمام ممالک پر منصور کا قبضہ اور اس کا اقتدار مستحکم ہو گیا اور اس کی ہیبت تمام لوگوں پر بیٹھ گئی اور اب کوئی ملک سوائے اُندلس کے ایسا نہیں تھا جو منصور کے قبضہ میں نہ ہو اور اُندلس بھی یوں قبضہ میں نہ آسکا کہ وہاں عبدالرحمن بن معاویہ اموی مروانی نے سلطنت قائم کر لی تھی اور اس نے اپنے لئے امیر المؤمنین کا لقب اختیار نہیں کیا بلکہ خود کو صرف امیر کہلوا یا اور اسی طرح اس کے بیٹوں نے خود کو کبھی امیر المؤمنین نہیں کہلوا یا۔

149 ہجری میں منصور نے بغداد کی تعمیر سے فراغت پائی۔ 150 ہجری میں خراسانی فوج نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا سرکردہ امیر اُستادیس تھا اور اس فوج نے اس کی قیادت میں خراسان کے اکثر حصوں پر قبضہ کیا اور منصور کے لیے ایک عظیم خطرہ پیدا ہو گیا اور منصور کو زبردست دھچکا لگا۔ منصور اس بغاوت سے بہت پریشان تھا۔ چنانچہ اس بغاوت کو

فرو کرنے اور اُستاد سیس کی سرکوبی کے لیے تین ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ فارس اور راجل کے مابین ہوا۔ منصور کی فوج کا سپہ سالار اہتم مروزی بڑی بہادری سے لڑا لیکن مارا گیا۔ اس کے مارے جانے سے تمام لشکر بدحواس ہو گیا اور بھاگ پڑا جب اس شکست کی خبر منصور کو پہنچی تو اس نے ایک زبردست لشکر کثیر التعداد سپاہیوں پر مشتمل حازم بن حزیمہ کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ تمام میدان سپاہیوں سے پٹ گیا۔ ایک وسیع میدان میں دونوں لشکروں میں مقابلہ شروع ہوا اور دونوں طرف سے فتح کی جان توڑ کوشش کی گئی۔ اس جنگ میں ایسا زبردست رن پڑا کہ ستر ہزار سپاہی طرفین سے کام آئے لیکن آخر کار اُستاد سیس کو شکست ہوئی اور اس نے بھاگ کر ایک پہاڑ پر پناہ لی۔

چودہ ہزار سپاہی قتل کر دیئے:

حازم نے اس کے لشکر کا تعاقب کیا اور چودہ ہزار سپاہیوں کو گرفتار کر لیا اور سب کو تیغ کر ڈالا۔ اُستاد سیس ایک عرصہ تک پہاڑ پر محصور رہا آخر کار محاصرہ سے تنگ آ کر تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ خود کو منصور کے حوالے کر دیا۔ اور اس میں ہزار کا جو انجام ہوا ہوگا وہ ظاہر ہے کہ سب تیغ کر دیئے گئے ہوں گے۔

151 ہجری میں شہر صافہ (بغداد کے قریب) بہت ہی مضبوطی کے ساتھ بنایا گیا۔

153 ہجری میں منصور نے اپنی رعیت کے لیے یہ احکام جاری کئے کہ وہ بانس اور ریشوں سے بنی ہوئی لمبی لمبی ٹوپیاں (قلانس الطوال) جو جبھی اوڑھتے تھے اوڑھیں۔ ابودلالہ شاعر نے طنزیہ اشعار کہے۔

158 ہجری میں منصور کا ایک اور کارنامہ ظہور میں آیا کہ اس نے والی مدینہ کو حکم دیا کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور عباد بن کثیر کو قید میں ڈال دو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی (اور ان بزرگان اُمت کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا)۔ لوگوں کو فکر و امن گیر ہوئی کہ وہ کہیں ان دونوں کو قتل نہ کر دے۔ اسی اثناء میں حج کا زمانہ آ گیا اور بحکم ایزدی منصور مکہ معظمہ میں بحالت صحت و تندرستی نہ پہنچ سکا بلکہ مریض ہو کر پہنچا اور وہیں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے ان دونوں بزرگوں اور دوسرے ہزاروں افراد کو بچالیا۔



## منصور کی وفات:

منصور نے ماہ ذی الحجہ 158 ہجری میں مقام بطن میں انتقال کیا اور اس کو نہر میمون اور کوہ حجون کے درمیان دفن کر دیا گیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ جب امیر ابو جعفر منصور حکومت سے پہلے طلب علم میں اکثر سفر کی حالت میں رہتا تھا، ایسے ہی ایک سفر میں یہ ایک منزل پر پہنچا، وہاں کے چوکیدار نے کہا کہ جب تم دو درہم ادا نہیں کرو گے یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ منصور نے کہا مجھے معاف کرو میں بنی ہاشم ہوں، اس نے کہا دو درہم کی ادائیگی پہلے کرو پھر ٹھہرو۔ منصور نے کہا مجھ سے نہ لے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں مگر چوکیدار نہ مانا۔ منصور نے کہا اچھا قرآن کا قاری ہی سمجھ کر چھوڑ دے۔ مگر وہ اس سے باز نہ آیا۔ آخر کار منصور عاجز آ گیا اور اس نے دو درہم نکال کر حوالے کر دیئے چوکیدار پھر بھی نہ مانا اور دو درہم کے لیے اصرار کیا۔ منصور نے کہا میں فقیہ اور عالم ہوں۔ جب یہ وہاں سے واپس ہوا تو اس نے مال جمع کرنے کی دل میں ٹھان لی اور اس میں اس حد تک بڑھ گیا کہ اس کا لقب ابوالدوانیق پڑ گیا۔

ربیع بن یونس کہتے ہیں کہ منصور کا قول ہے، خلفاء بس چار ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ اور بادشاہ بھی چار ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ، عبدالملک، ہشام اور میں۔ (منصور) حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھ سے منصور نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم۔ منصور نے کہا تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی رائے ہے کہ یہی افضل ترین ہیں۔

اسماعیل خیری کہتے ہیں کہ عرفہ کے روز منصور نے منبر پر چڑھ کر یہ خطبہ دیا:

”اے لوگو! میں اللہ کی طرف سے روئے زمین کا بادشاہ ہوں تاکہ میں اس کی تعریف اور اس کی ہدایت سے رعیت پروری کروں۔ اس نے مجھے اپنے خزانے کا امانت دار اور محافظ اس لیے بنایا ہے کہ میں اس کے مال کو خداوند تعالیٰ کے ارادے اور اس کے حکم کے مطابق

تقسیم کروں۔ مجھے خداوند تعالیٰ نے اس خزانے کا قفل بنایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو کھولے گا تو تمہارے عطیات کے لیے کھولے گا (جب مشیت الہی ہوگی تم کو عطیات دیئے جائیں گے) اور جب تک وہ بند رکھنا چاہے گا وہ قفل بند رہے گا۔ لوگو! تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاؤ اور آج کے اس مبارک اور شریف دین، تم اس خداوند بزرگ و برتر سے جس نے اپنے فضل و کرم سے اس مبارک دن میں اپنی کتاب میں الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم اسلام دینا۔ فرمایا۔ دُعا کرو کہ وہ مجھے راہِ صواب دکھائے اور نیک راہ پر چلنے کے لیے میری پشت پناہی فرمائے۔ تم پر احسان و نرمی کرنے کی توفیق دے اور تم پر عطا و بخشش کے لیے میرے دل کے دروازے کھول دے تاکہ میں عدل و انصاف کے ساتھ تمہارے وظائف و مناصب اور تنخواہیں تم کو تقسیم کر سکوں کیونکہ وہ سننے والا اور (دُعاؤں کا) قبول کرنے والا ہے۔“

صولی کہتے ہیں کہ اس خطبہ کا محرکہ یہ امر ہوا تھا کہ لوگ اس کو بخیل کہتے تھے چنانچہ اس نے اس خطبہ کے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ ”لوگ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین مال خرچ نہ کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ خدا کا حکم نہیں ہے۔“

اصمعی کا قول ہے کہ منصور ایک روز خطبہ کے لئے منبر پر آیا اور اس نے اس طرح خطبہ شروع کیا۔ الحمد لله احمدہ واستعینہ و او من بہ و اشهد ان لا اله الا الله و حده لا شریک له۔ ابھی وہی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک شخص نے اٹھ کر کہا یا امیر المؤمنین! ذرا یہ بھی ذکر کر دیجئے کہ آپ کون ہیں؟ منصور نے خطبہ کا سلسلہ وہیں ختم کر دیا اور اس شخص سے کہا کہ مرحبا شایاں تو نے بہت بڑا ذکر چھیڑ دیا اور ایک بڑا خوف یاد دلایا! میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات کے کہنے سے کہ ان سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو ان کی عزت ان کی گناہوں کی طرف اور زیادہ مائل کر دیتی ہے۔ واعظ و نصیحت ہمارے ہی گھر سے شروع ہوئی ہے اور ہم ہی سے نکلی ہے، اے معترض! تیرا یہ سوال تیری خلوص نیت پر مبنی نہیں بلکہ یہ تیری خود نمائی پر مبنی ہے پہلے تم سختیاں برداشت کرنے کے قابل بنو پھر اعتراض کرو۔ اے لوگو! میں اس معترض سے چشم پوشی کرتا ہوں اور تم بھی اس پر گرفت نہ کرنا۔ لوگو! تم اس سے اور اس جیسے شریر لوگوں سے الگ رہو۔ یہ کہہ کر اس نے خطبہ پھر وہیں سے شروع

کر دیا جہاں چھوڑا تھا اور کہا۔ و اشہد ان محمد عبده و رسوله۔ یہ معلوم ہوا کہ اس کی تقریر ایک کاغذ پر لکھی ہوئی ہے اور درمیان میں ایک جملہ معترضہ آگیا تھا اور بس! منصور کی اپنے بیٹے مہدی کو نصائح:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا اے ابو عبد اللہ (مہدی کی کنیت) کوئی خلیفہ بغیر تقویٰ کے امور خلافت انجام دینے کی یہ صلاحیت نہیں رکھتا اور کوئی بادشاہ رعیت کی فرمانبرداری کے بغیر بادشاہت قائم نہیں رکھ سکتا اور کوئی رعایا عدل کے بغیر اطاعت نہیں کر سکتی، سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قدرت کے باوجود معاف کر دے اور سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے جو ظلم کرے۔ اے بیٹے! کسی امر میں غور و فکر کے بغیر پکا ارادہ نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ غور و فکر انسان کے لیے بمنزلہ آئینہ کے ہے جس میں اپنا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے۔ ہمیشہ نعمت کا شکر ادا کرتے رہنا اور قدرت کے وقت معاف کر دینا۔ یاد رکھو! تالیف قلب ہی اطاعت پر مائل کرتی ہے۔ فتح یابی کے بعد ہمیشہ تواضع اور رحم دلی اختیار کرنا۔

عفو و درگزر:

مبارک بن فضالہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز منصور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے ایک مجرم کو قتل کرنے کا حکم دیا اس موقع پر میں نے کہا یا امیر المؤمنین میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا کہ خداوند تعالیٰ کے ذمہ جن لوگوں کا اجر ہو وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت کوئی کھڑا نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے کسی کو معاف کیا ہو! یہ سن کر منصور نے کہا اس شخص کو چھوڑ دو۔

اصمعی کہتے ہیں کہ منصور نے ایک مجرم کا سزا کا حکم سنانے کے لیے طلب کیا وہ شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! انتقال عدل ہے اور معاف افضل ہے۔ ہم خداوند تعالیٰ سے امیر المؤمنین کے لیے دعا کرتے ہیں کہ مجیب الدعوات امیر المؤمنین کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مصیبت میں بھی گرفتار نہ کرے۔ امیر المؤمنین کو دن ڈونی رات چوگنی ترقی حاصل ہو۔ یہ سن کر منصور نے اس شخص کو بھی معاف کر دیا۔ اصمعی سے یہ روایت بھی مروی

ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں منصور نے ایک بدوی سے کہا کہ مقام شکر ہے خداوند تعالیٰ نے تم پر سے طاعون محض اس لیے دُور کر دیا کہ تم ہمارے زیر حکومت ہو (ہماری برکت سے طاعون کی وبا تم سے دُور ہوگئی) بدوی نے فوراً جواب دیا کہ طاعون اور تمہاری حکومت دونوں ہی برابر ہیں۔ واقعی خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے دونوں کو اکٹھا ہم پر مسلط نہیں کیا۔ محمد بن منصور بغدادی کہتے ہیں کہ ایک دن منصور کے پاس عابدوں کا ایک گروہ آیا اور منصور کو نصیحت کی کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو دُنیا کی تمام نعمتیں عطا کی ہیں تو کچھ اپنی آسائش کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا بھی خرید لو، اور اس رات کو بھی یاد کر لیا کرو جس رات کو پہلی مرتبہ قبر میں سوؤ گے اور اس دن کو بھی یاد کر لو جس کے بعد تمہارے لئے پھر رات نہیں آئے گی۔ یہ نصائح سن کر منصور نے کہا کہ ان لوگوں کو کچھ مال دے دیا جائے اور پھر خاموش ہو گیا۔ زاہدوں میں سے ایک نے کہا کہ منصور اگر ہم کو خواہش ہوتی تو ہم تم کو نصیحت کی جرأت نہیں کھرتے۔

عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں کہ ایک روز منصور نے عمرو بن عبید کو بلا یا جب وہ آئے تو منصور نے ان کو کچھ روپیہ دینا چاہا لیکن انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے کہا کہ واللہ یہ مال تو آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ عمرو بن عبید نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ اس وقت مہدی (ولی عہد سلطنت بھی موجود تھا) مہدی نے کہا امیر المومنین نے قسم کھائی ہے، آپ مال قبول کر لیجئے۔ عمرو بن عبید نے کہا کہ امیر المومنین کے لیے قسم کا کفارہ میری بنسبت ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ منصور نے کہا اچھا پھر آپ کو کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ جب تک میں خود آپ کے پاس نہ آؤں مجھے نہ بلوایا جائے اور جب تک میں خود کچھ طلب نہ کروں مجھے کچھ دینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ منصور نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے مہدی کو ولی عہد کر دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ منصور جب تمہیں موت آئے گی تو ان باتوں کے سوچنے کا موقع نہیں ملے گا بلکہ تم دُوسری باتوں میں مشغول ہو جاؤ گے۔

### منصور کی عدل دوستی:

عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ منصور نے سوار ابن عبداللہ قاضی بصرہ کو لکھا کہ اس زمین کے قضیہ پر غور کیا جائے جو فلاں داروغہ اصطلیل اور تاجر کے مابین باعث نزاع بنا ہوا

ہے۔ تم کو چاہیے کہ تم اس مقدمہ کا فیصلہ داروغہ اصطلیل کے حق میں کرو۔ سوار بن عبداللہ نے جواب میں لکھا کہ میرے سامنے جو گواہ گزرے ہیں ان کی گواہی بموجب تاجر کا حق ثابت ہوتا ہے اور میں اس شہادت کے خلاف فیصلہ کس طرح دے سکتا ہوں۔ اس پر منظور نے لکھ کر بھیجا کہ واللہ تم کو داروغہ اصطلیل کے حق میں فیصلہ دینا ہوگا۔ اس کے جواب میں قاضی سوار نے لکھ بھیجا کہ واللہ میں سو داگر کے حق میں فیصلہ کروں گا۔ جب یہ آخری جواب منصور کے پاس پہنچا تو منصور نے کہا۔ ”خدا کی قسم! میں نے تمام زمین کو عدل سے معمور کر دیا کہ میرا قاضی مجھ سے عدل و انصاف میں مخالفت کرتا ہے۔“

روایت ہے کہ کسی شخص نے منصور سے قاضی سوار کی شکایت کی۔ منصور نے انہیں طلب کیا یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ منصور کو چھینک آئی۔ قاضی سوار نے چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہا اس پر منصور نے قاضی سوار سے کہا کہ آپ نے میری چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا۔ اس پر قاضی سوار نے کہا کہ آپ نے چھینک کے بعد الحمد للہ کیوں نہیں کہا۔ منصور نے کہا میں نے اپنے دل میں الحمد للہ کہہ لیا تھا۔ اس پر قاضی سوار نے کہا کہ میں نے بھی تشمیت دل میں کہہ لی تھی (یرحمک اللہ دل میں کہہ لیا تھا) یہ سن کر منصور نے کہا کہ آپ اپنی خدمت پر واپس چلے جائیں جب آپ نے میرے ساتھ رعایت نہیں برتی تو پھر آپ اور کسی کے ساتھ کیا رعایت کریں گے۔

### انصاف پسندی کا ایک اور واقعہ:

مخیر مدنی کہتے ہیں کہ منصور جب مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو اس وقت وہاں کے قاضی محمد بن عمران <sup>طلبی</sup> تھے۔ میں قاضی صاحب کا کاتب تھا۔ چند شتر بانوں نے کسی معاملہ میں منصور پر نالش کر دی تھی۔ قاضی صاحب نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ منصور کے نام طلبی کا فرمان جاری کر دو تا کہ ان کی موجودگی میں انصاف کیا جائے۔ میں منصور کے نام طلبی کا فرمان لکھتے ہوئے جھجکا تو قاضی صاحب نے تاکید کہا۔ آخر کار میں نے ضابطہ کے مطابق وہ فرمان جاری کر دیا اور اس پر قاضی کی مہر لگا دی۔ قاضی محمد بن عمران نے مجھ سے فرمایا کہ طلبی کا یہ حکم نامہ لے کر تم ہی منصور کے پاس جاؤ میں حکم نامہ لے کر ربیع (حاجب منصور) کے پاس گیا۔ ربیع نے منصور کے پاس جا کر اس واقعہ اور قضیہ کی اطلاع دی جب ربیع خلیفہ



کے پاس سے واپس آیا تو اس نے حاضرین کو خطاب کر کے کہا کہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ میں قاضی کی عدالت میں طلب کیا گیا ہوں میرے ساتھ وہاں کوئی شخص نہ جائے چنانچہ قاضی صاحب کی طلبی پر منصور اور ربیع حاجب دونوں عدالت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کی تعظیم کے لیے ہم میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا۔ یہاں تک ہوا کہ منصور کی چادر ڈھلک کر گر پڑی تو خود ہی منصور نے اٹھائی۔ آخر کار مقدمہ کی سماعت ہوئی اور قاضی صاحب نے منصور کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا۔ جب مقدمہ سے فراغت حاصل ہوئی تو منصور نے قاضی صاحب سے کہا کہ خداوند تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے میں تمہاری اس انصاف پسندی اور عدل دوستی سے خوش ہو کر تم کو دس ہزار دینار بطور عطیہ دیتا ہوں۔

منصور کا علم دینی سے شغف:

محمد بن سلام حجتی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے منصور سے دریافت کیا کہ آپ کی کوئی آرزو باقی رہ گئی ہے؟ منصور نے کہا کہ صرف یہ آرزو باقی ہے کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھا ہوں اور میرے چاروں طرف اصحابِ حدیث بیٹھے ہوں (جن سے احادیث نبوی ﷺ سنوں) اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہوں۔ دوسرے روز جب وزراء مملکت اور اراکین سلطنت اس کے چاروں طرف کاغذات (سرکاری) لے کر مع قلم دوات حاضر ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ لیجئے آپ کی وہ تمنا بھی پوری ہو گئی۔ منصور نے جواب دیا کہ یہ اصحابِ حدیث نہیں ہیں، ان لوگوں کے کپڑے تو پرانے پھٹے ہوں گے۔ وہ ننگے پاؤں اور ان کے سر کے بال بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ مسافروں جیسی حالت میں رہتے ہیں اور ان کا کام صرف احادیث کا نقل کرنا ہوتا ہے۔

عبدالصمد بن علی سے روایت ہے کہ میں نے منصور سے کہا کہ آپ نے سزا دینے پر ایسی کمر باندھ رکھی ہے گویا معافی کا نام ہی آپ نے نہیں سنا۔ یہ سن کر منصور نے جواب دیا کہ آل مروان کا خون اب تک نہیں سوکھا ہے اور آل ابی طالب کی تلواریں ابھی تک میان میں نہیں گئیں۔ (مروانیوں اور علویوں نے دل سے اطاعت قبول نہیں کی ہے) ہم ابھی ایسی قوم ہیں جن کے دلوں میں خلفاء کی ہیبت ابھی تک قائم نہیں ہوئی ہے اس لیے لفظ عفو کا بھول جانا اور عقوبت کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

یونس بن حبیب کہتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو ایک مکتوب لکھا اور اس میں عطیات اور وظائف میں اضافہ کی استدعا کی۔ انہوں نے یہ درخواست بہت فصیح و بلیغ طرز میں تحریر کی تھی۔ منصور نے ان کی درخواست کے جواب میں لکھا کہ جب کسی شخص میں تو نگری اور بلاغت دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو اس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور امیر المؤمنین کو تمہاری طرف سے یہی اندیشہ ہے (کہ تم فصیح و بلیغ ہو اگر تمہارے وظائف میں اضافہ کر دیا گیا تو تم میں غرور و تکبر ہو جائے گا) پس تم اس بلاغت پر ہی اکتفا کرو۔

### اہل بیت کی تکالیف کی خبر:

﴿190﴾..... حاکم اور ابو نعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ  
اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي  
بَلَاءً وَتَطْرِيدًا وَتَشْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ هَهُنَا أَوْ مَا بِيَدِهِ نَحْوُ  
الْمَشْرِقِ أَصْحَابُ رَايَاتٍ سُودٍ فَيَسْأَلُونَ الْحَقَّ فَلَا يُعْطَوْنَهُ  
فَيَقَاتِلُونَ فَيَنْصُرُونَ فَيُعْطَوْنَ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ  
بَيْتِي فَيَمْلُؤُوهَا عَدْلًا كَمَا مِلْنَا ظُلْمًا .

حضور ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت مصائب اور تکالیف کا سامنا کریں گے حتیٰ کہ اس طرف سے ایک قوم کا ظہور ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ ان کے جھنڈوں کا رنگ سیاہ ہوگا۔ وہ اپنا حق مانگیں گے لیکن انہیں ان کا حق نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ جنگ کریں گے اور غالب آجائیں گے حتیٰ کہ انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ پھر وہ ایک ایسے شخص کو اپنا امیر منتخب کریں گے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل البدوۃ للبیہقی ج ۱)

مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنی اہل بیت پر آنے والی ساری تکالیف سے آگاہ تھے بلکہ یہ بھی جانتے تھے کہ مصائب کس وقت آئیں گے۔ ایک حدیث پاک میں بھی صراحت فرمادی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت قتل و غارت اور جلا وطنی جیسے مصائب سے دوچار ہوں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد پاک کو جلا وطن کر کے بے سروسامانی کی حالت میں کتنے ظلم و تشدد سے شہید کیا گیا کہ یہ منظر دیکھ کر زمین و آسمان بھی کانپنے لگے۔

جس کو دھوکے سے کونے بلایا گیا  
جس کو بیٹھے بٹھائے ستایا گیا  
جس کے حلق پہ خنجر چلایا گیا  
اُس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

اقتدار کی منتقلی کی خبر:

﴿191﴾..... زبیر بن بکار نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب ابن کعبہ ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے وصیت کی۔

فَقَالَ فِي وَصِيَّتِهِ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرَنِي بِمَا يَكُونُ مِنْ  
اِخْتِلَافٍ بَعْدَهُ وَاَمَرَنِي بِقِتَالِ النَّاكِثِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَ  
اَخْبَرَنِي بِهَذَا الَّذِي اَصَابَنِي وَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ يَمْلِكُ مُعَاوِيَةَ وَاِبْنَهُ  
يَزِيْدُ ثُمَّ يَصِيْرُ اِلَى بَنِي مَرْوَانَ يَتَوَارَثُوْنَهَا وَاَنَّ هَذَا الْاَمْرَ صَائِرًا  
اِلَى بَنِي اُمَيَّةٍ ثُمَّ اِلَى بَنِي اُمَيَّةٍ ثُمَّ اِلَى بَنِي الْعَبَّاسِ وَاَرَانِي التُّرْبَةَ  
الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا الْحَسَيْنُ .

انہوں نے اپنی وصیت میں کہا مجھے حضور ﷺ نے ان اختلافات کے متعلق بتا دیا تھا جو آپ ﷺ کے بعد رونما ہونے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے وعدہ توڑنے والوں، دین سے نکل جانے والوں، ظلم کرنے والوں کے خلاف جہاد

کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے میری شہادت کی بھی خبر دی تھی اور مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان کا بیٹا یزید امیر بن جائے گا۔ پھر یہ حکمرانی بنو مروان کے پاس چلی جائے گی۔ بلاشبہ یہ امر (خلافت) بنو اُمیہ کے پاس جانے والا ہے۔ پھر یہ اقتدار بنو عباس میں منتقل ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے مجھے وہ مٹی بھی دکھائی تھی جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت سے سر و خرو ہونا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۳ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے۔ جو آپ ﷺ نے اپنے علم غیب کے ذریعے خبریں دی ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ جو عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہو وہ ہمارا کیسے نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ تقریباً ۶ ماہ برسر اقتدار رہے۔ پھر آپ نے سارے اقتدار کا والی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا دیا اور اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ پھر یہ خلافت بنو اُمیہ میں ہی رہے یہاں تک تا اہل حکمران کی وجہ سے اس سلطنت کو زوال شروع ہو گیا اور اس طرح یہ اقتدار بنو عباس کے پاس چلا گیا۔ حضور ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہو کر رہی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

### نجاشی کے انتقال کی خبر:

﴿ 192 ﴾..... امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی

کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں چند اوقیہ مشک اور ایک حلہ نجاشی کے پاس بھیج رہا ہوں۔

وَإِنِّي لَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ مَاتَ وَلَا أَرَى الْهَدِيَّةَ إِلَّا سَتْرًا عَلَيَّ .

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ان اشیاء کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو جائے گا اور میں یہ بھی مشاہدہ کر رہا ہوں کہ میرے یہ تحائف واپس آجائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)  
حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی روز نجاشی کے انتقال کی خبر دی تھی جس روز وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں باندھ لیں اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتوحات کثیرہ کی بشارت:

﴿193﴾..... خطیب نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے ایک رئیس سے کہا۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھول گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس وقت تیری کیا کیفیت ہوگی جب تیرا اونٹ شام کا قصد کرے گا۔ پھر روز بروز فتوحات کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود کے قتل کی خبر:

﴿194﴾..... دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس رات اسود قتل ہوا تھا اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں سے یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ اسود جہنم واصل ہو گیا ہے۔

فَقَالَ قَتَلَ الْأَسْوَدَ الْبَارِحَةَ قَتَلَهُ رَجُلٌ مُّبَارَكٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ  
مُبَارَكِينَ قِيلَ وَ مَنْ هُوَ قَالَ فَيَرُوزُ فَازَ فَيَرُوزُ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود لعنسی قتل ہو



گیا ہے۔ مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ مبارک شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے قاتل کا نام فیروز ہے۔ فیروز کامیاب و کامران ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ہی چند نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کا ظہور ہوا جن میں اسود غسی اور مسیلمہ کذاب سرفہرست ہیں۔

### مسیلمہ کذاب کے مرنے کی خبر:

﴿195﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ  
مُسَيْلِمَةَ الْكُذَّابَ يَعْقرُهُ اللَّهُ تَعَالَى .

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کر دے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۵ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اوائل میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کیا۔ بالآخر مسیلمہ کو اس وحشی نے واصل جہنم کر دیا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اس وحشی کی معاونت میں دیگر افراد بھی شامل تھے۔

### یہودیوں کی سازش کی اطلاع:

﴿196﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے امام زہری اور عروہ بن زبیر کی اسناد سے

روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ کلابیوں کی دیت کے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ بنو نضیر نے کہا اے ابوالقاسم! (ﷺ) آپ تشریف رکھیں اور کھانا تناول فرمائیں اس کے بعد بات چیت کریں گے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دیوار کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ یہ انتظار فرما رہے تھے کہ شاید صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ جب یہودی اپنے شیطانوں کے پاس گئے تو انہوں نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا، تمہیں آپ ﷺ کو شہید کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ ایک یہودی نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس گھر کی چھت کے اوپر چڑھ جاتا ہوں جس کے سایہ دیوار کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ پر ایک پتھر پھینک کر آپ ﷺ کو شہید کر دیتا ہوں (نعوذ باللہ منہ)۔ اللہ تعالیٰ نے نبی محترم ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو یہودی مشاورت سے آگاہ فرمایا۔ اسی وقت حضور نبی محترم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے واپس تشریف لے آئے۔ قرآن پاک کی درج ذیل آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُورُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ آنَّ  
يَسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ. (البانہ: 11)

ترجمہ کنز الایمان: ”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل البیوۃ للہی ج ۶)

جنگ میں شمشیر زنی کرنے والے شخص کے انجام کی خبر:

﴿197﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کفار کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ سارا دن دونوں لشکر لڑتے رہے۔ شام کے وقت انہوں نے اپنی چھاؤنیوں کا رخ کیا۔ مسلمانوں میں ایک ایسا

شخص تھا جو بڑی جرأت اور بہادری سے جنگ لڑ رہا تھا اس کی شمشیر زنی قابل دید تھی۔  
 فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا أَجْزَأُ أَحَدَ الْيَوْمِ مَا أَجْزَأُ فَلَانَ  
 فَقَالَ ﷺ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ الْقَوْمُ ذَلِكَ فَقَالُوا أَيُّنَا مِنْ  
 أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ فَلَانُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ لَا يَمُوتُ  
 عَلَيَّ هَذِهِ الْحَالَةَ أَبَدًا فَاتَّبَعَهُ كُلَّمَا أُسْرِعَ أُسْرِعَ مَعَهُ وَإِذَا أَبْطَأَ  
 أَبْطَأَ مَعَهُ حَتَّى جَرَحَ فَاسْتَدَّتْ جِرَاحَتُهُ وَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتُ فَوَضَعَ  
 سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَ ذَبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ  
 فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَمَا ذَاكَ  
 فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ .

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آج فلاں شخص کو جتنا اجر ملے گا اتنا اجر اور کوئی شخص حاصل نہیں کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تو جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو عجیب گمان کیا۔ انہوں نے کہا اگر وہ جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہو سکتا ہے؟ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں ہمیشہ اس شخص کے تعاقب میں رہوں گا۔ اب وہ شخص اس آدمی کے پیچھے پیچھے تھا۔ اگر وہ جلدی کرتا تو یہ جلدی کرتا اگر وہ ست رفتار ہو جاتا تو یہ بھی ست رفتار ہو جاتا حتیٰ کہ اس شخص کو زخم آ گیا۔ اس کا زخم شدت اختیار کرتا گیا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ جلدی مرنے کا خواہش مند تھا۔ اس نے اپنی تلوار کو زمین پر کھڑا کیا اور اپنا سینہ اس کی نوک پر رکھ کر اوپر سے دباؤ ڈالا۔ اس طرح اس نے خودکشی کر لی۔ تعاقب کرنے والا شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ . آپ ﷺ نے فرمایا تیری اس گواہی اور شہادت کا سبب کیا ہے۔ پھر اس شخص نے مذکورہ بالا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(۱) جس تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر بھی نہیں پہنچ سکتی سرکارِ مدینہ ﷺ کے آگے وہ بھی آشکارا ہے۔ دیکھو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گمان کیا کہ شاید اتنی دلیری سے لڑنے والا پکا جنتی ہے لیکن رسول پاک، صاحبِ لولاک ﷺ باذن پروردگار غیبوں پر خبردار ﷺ کو اس کے انجام کی خبر تھی۔ ثابت ہوا کہ جلیل القدر صحابہ بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ مثلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتے تو آج کا ادنیٰ سا دنیا دار شخص ان کو کیسے اپنے جیسا کہہ سکتا ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کے کسی ایک وصف کا مثل کوئی نہیں تو پورے جسد انور کا مثل کون ہو سکتا ہے۔ عدو رسول نبی پاک ﷺ کی مثال کی تلاش میں رہتا ہے جبکہ عاشق رسول ﷺ پکار کر یہ کہتا ہے:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری  
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے  
لیکن رضائے ختم سخن اس پہ کر دیا  
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

## قبر میں سونے کا ٹکڑا:

﴿198﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ جب ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو راستہ میں ہم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے۔ یہی ابو ثقیف ہے۔ اس کا تعلق قوم شمود سے تھا۔ جب تک وہ حرم شریف میں رہا عذابِ الہی سے بچا رہا لیکن جو نبی وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی اسی عذاب میں گرفتار ہو گیا جو عذاب اس کی قوم کو ملا تھا۔

جب وہ مر گیا تو اسے اس جگہ دفن کر دیا گیا۔ میری صداقت کی علامت یہ ہے۔

أَنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِّنْ ذَهَبٍ إِنْ أَنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أَصَبْتُمْوَهُ فَاِبْتَدَرَهُ  
النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهُ الْغُصْنَ .

اس کے ساتھ سونے کا ایک ٹکڑا دفن کیا گیا تھا۔ اگر تم اس کی قبر کھودو گے تو تمہیں وہاں سونے کا ٹکڑا مل جائے گا۔ لوگوں نے جلدی جلدی اس کی قبر کو

کھودنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد انہیں وہاں سے سونے کا ٹکڑا مل گیا۔

(دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲: ح ۳۸۲ علیٰ العلمین ص ۳۸۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(۱) معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ قبر والوں کے حالات بھی جانتے ہیں بلکہ اس کے نام اس کے والد کے نام اور وہ کہاں سے تعلق رکھتا ہے اس ساری تفصیل سے آگاہ ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، ان کو جاننا چاہیے کہ قبر کی دیوار آپ ﷺ کے لیے آڑیا رکاوٹ نہیں بن سکتی تو دنیا کی دیوار کیسے آڑ بن سکتی ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ مابین السماء والارض جو کچھ بھی ہے سب کی تفصیل سے آگاہ ہیں۔ خود فرماتے ہیں۔ عَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . ترجمہ: ”میں زمین و آسمان کے حالات سے باخبر ہوں۔“

اعلیٰ حضرت ﷺ کیا خوب فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود  
تم ہو جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات  
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود

## منافقین کے منصوبے کی اطلاع:

﴿199﴾..... امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑا ہوا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے اسے ہانک رہے تھے۔ جب ہم ایک بلند گھائی پر پہنچے تو میں نے بارہ سواروں کو دیکھا۔ وہ ہمارا استہ روک کر کھڑے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق بتایا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں وہ نقاب پوش تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لیے منافق ہیں۔



آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اچانک رسول کریم ﷺ پر حملہ آور ہو کر انہیں گھائی میں گرا دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں التجا کی مولا! ان پر دبیلا نازل فرما۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ دبیلا کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کے دل کی رگ پر گرے گا اور انہیں تباہ کرے گا۔“ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۴ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) دیکھئے! نبی پاک ﷺ نے منافقین کے دل کے اندر پیدا ہونے والے خفیہ منصوبے کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیا۔ بلکہ امام بیہقی نے ایک یہ بھی روایت دلائل النبوة میں نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یہ بھی فرمایا کہ اے صحابہ! میں ان منافقین کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کو بھی چانتا ہوں۔ پھر نبی پاک ﷺ نے ان بارہ منافقین کے نام صحابہ کرام کو بتائے۔

### مسجد سے منافقوں کو نکالنا:

﴿200﴾..... امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بِخُطْبَتِهِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَافِقِينَ فَمَنْ سَمِئْتُ فَلْيَقُمْ قُمْ يَا فَلَانُ قُمْ يَا فَلَانُ حَتَّىٰ عَدَّ سِتًّا وَثَلَاثِينَ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں منافقین موجود ہیں جس شخص کا میں نام لوں وہ کھڑا ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا۔ اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔ اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا۔ اس طرح آپ ﷺ نے چھتیس آدمیوں کے نام گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۴ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مناقح کی خبر:

﴿201﴾..... امام احمد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ حجر کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کچھ مسلمان بھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جب سایہ سمٹ جانے کے قریب تھا۔

قَالَ سَيَاتِيكُمْ رَجُلٌ يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ بِعَيْنِي شَيْطَانٌ فَلَا تَكَلِّمُوهُ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص تمہارے پاس آئے گا جو تمہیں شیطانی نگاہ سے دیکھے گا لیکن تم اس سے کوئی کلام نہ کرنا۔ کچھ دیر بعد وہاں نیلی آنکھوں والا شخص آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو، فلاں اور فلاں مجھے برے الفاظ سے کیوں یاد کرتے ہو۔ وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ . (المجادلہ: 18)

ترجمہ کنز الایمان: ”جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۳ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مسلمانوں کو امان کی بشارت:

﴿202﴾..... امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَنْ يَغْزَوْكُمْ الْمُشْرِكُونَ بَعْدَ الْيَوْمِ قَالَهُ لِأَصْحَابِهِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ فَلَمْ تَغْزُهُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ ذَلِكَ .

وہ فرماتے ہیں کہ غزوة احزاب کے دن حضور ﷺ نے ہمیں فرمایا۔ آج کے بعد مشرکین تم پر لشکر کشی نہیں کر سکیں گے۔ اس کے بعد قریش کبھی بھی مسلمانوں

پر لشکر کشی نہ کر سکے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) تاریخ گواہ ہے غزوہ احزاب کے بعد کبھی بھی اہل قریش نے مسلمانوں پر لشکر کشی نہ کی بلکہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق مسلمانوں نے ہی ان پر حملہ کیا اور مکہ فتح ہو گیا۔

تو نے روزہ نہیں رکھا:

﴿203﴾..... امام بیہقی نے ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا ذَرَابَةَ فَاتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا أُمْسَتْ دَعَاَهَا إِلَى طَعَامِهِ فَقَالَتْ أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً قَالَ مَا صُمْتِ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الْآخِرُ تَحَفَّظْتُ فَلَمْ يَكُنْ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَمَّا أُمْسَتْ دَعَاَهَا إِلَى طَعَامِهِ فَقَالَتْ أَمَا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً قَالَ الْيَوْمَ صُمْتِ

وہ فرماتے ہیں کہ ایک فحش گوعورت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی۔ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”تو نے روزہ نہیں رکھا۔“ دوسرے دن اس عورت نے پھر روزہ رکھا اور فحش گوئی بالکل نہ کی۔ شام کے وقت رسول کریم ﷺ نے اس کو کھانے پر دعوت دی تو اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا روزہ آج درست ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### دوعورتوں کے متعلق خبر:

﴿204﴾..... امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ حضور ﷺ نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا میری اجازت کے بغیر کوئی شخص

روزہ نہ کھولے۔ تمام لوگوں نے روزے رکھ لیے۔

إِذَا جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَتَانِ مِنْ أَهْلِكَ ظَلَّتَا صَائِمَتَيْنِ وَإِنَّهُمَا تَسْتَحْيَانِ أَنْ تَأْتِيَاكَ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلْيَفْطِرَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَمْ يَصُومَا وَكَيْفَ صَامَ مِنْ ظِلِّ يَأْكُلُ لِحُومِ النَّاسِ إِذْهَبْ فَمُرَّهُمَا إِنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ فَلْيَسْتَقِينَا فَرَجَعَ فَأَخْبَرَهُمَا فَاسْتَقَا تَأْفَقَا ت كُلِّ وَاحِدَةٍ عَلَقَةٌ مِنْ دَمٍ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ بَقِيَتْ فِي بَطُونِهِمَا لَا كَلَّتَهُمَا النَّارُ .

جب شام ہوئی تو ایک شخص حاضر خدمت ہو۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آج سارا دن روزے سے رہا۔ اب آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں روزہ افطار کر لوں۔ آپ ﷺ نے اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک اور شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے لیکن اب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرماری ہیں۔ آپ ﷺ انہیں روزہ افطار کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے منہ موز لیا۔ اس شخص نے دوبارہ عرض کی۔ آپ ﷺ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کی لیکن آپ ﷺ نے اس سے روگردانی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کے پاس جا اور انہیں حکم دے کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا تھا تو قے کریں۔ وہ شخص ان دو عورتوں کے پاس گیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا۔ ان عورتوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹھکڑے تھے۔ اس شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت

میں میری جان ہے۔ اگر یہ گوشت کے لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو وہ جہنم کی آگ کا لقمہ بن جاتیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷۷ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) ان دونوں عورتوں نے روزہ تو رکھ لیا مگر بعد میں ایک عورت دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں اہل محلہ کے بارے میں گفتگو کرنا شروع ہو گئیں جس طرح عورتوں کی عادت ہوتی ہے پھر ان دونوں نے لوگوں کی خوب غیبتیں کیں۔ غیبت ایک ایسی لعنت ہے جو ہمارے معاشرے کا ناسور بن گئی ہے اور قرآن پاک میں رب تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے والے سے تشبیہ دی ہے۔

اسی وجہ سے ان دونوں عورتوں کے منہ سے گوشت کے لوتھڑے نکلے کیونکہ وہ روزہ رکھنے کے باوجود بھی غیبت سے باز نہ آئیں۔ یہ تو میرے آقا و عالم کے داتا مہدیؑ کا عظیم معجزہ ہے ورنہ آج کل تو ہر طرف غیبت کی وبا عام ہے۔ چھوٹا و بڑا، بچہ و بوڑھا اس میں گرفتار ہے۔ اس کے باوجود بھی ان کے مونہوں سے گوشت کے لوتھڑے برآمد نہیں ہوتے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں پر مزید احسان یہ فرمایا کہ ان کے پیٹ سے غیبت کے سبب پیدا ہونے والے گوشت کے ٹکڑے نکال باہر کئے۔ ورنہ یہ دونوں ضرور عذابِ نار کی حقدار ہوتیں۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی ہند مصطفیٰ رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا

میں تو جاتا تھا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

(۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ مدینہ راحتِ قلب و سینہ ﷺ باذن پروردگار اپنے اُمتیوں کے حال سے خبردار ہیں کیونکہ اُمت کے ہر طرح کے اعمال ان کے سامنے آشکار ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ بباگ ڈہل میں پکار پکار کر اسی عقیدہ کا اعلان فرما رہے ہیں:

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو



اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں  
گزرا کرے پد پد پسر کو خبر نہ ہو

غیبت کی تباہ کاریاں:

﴿205﴾ ..... حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی  
مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر  
اندر تشریف لے گئے۔ ایک شخص گوشت کا ایک ٹکڑا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور ہدیہ پیش  
کرنے کے لیے لایا۔ بعض لوگ کہنے لگے اے زید! آپ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر  
ہوں اور آپ سے گزارش کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کا یہ ٹکڑا ہمیں عطا فرمادیں۔ جب  
آپ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کے  
ٹکڑے تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے  
لیے استغفار کیجئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتی کے حال سے واقف ہیں:

﴿206﴾ ..... ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص  
کا انتقال ہو گیا۔ وہ بہت زیادہ صالح اور باعمل نہ تھا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ عَلِمْتُمْ أَنَّ اللَّهَ أَدْخَلَ فُلَانًا الْجَنَّةَ فَتَعَجَّبَ  
الْقَوْمُ فَقَامَ رَجُلٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْ عَمَلِهِ فَقَالَتْ لَهُ مَا  
كَانَ لَهُ عَمَلٌ كَثِيرٌ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَتْ فِيهِ خِصْلَةٌ كَانَ لَا يَسْمَعُ  
الْمُؤَذِّنُ فِي لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا قَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ فَجَاءَ الرَّجُلُ حَتَّىٰ إِذَا  
كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِحَيْثُ يَسْمَعُ الصَّوْتَ نَادَىٰ مُنَادِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم  
أَتَيْتَ أَهْلَ فُلَانٍ فَسَأَلْتَهُمْ عَنْ عَمَلِهِ فَأَخْبَرُوكَ بِكَذَا وَكَذَا. فَقَالَ  
الرَّجُلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ! کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

فلاں شخص کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب کا اظہار کیا۔ ان میں سے ایک شخص فوت ہوا جانے والے شخص کی زوجہ محترمہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا۔ اس خاتون نے کہا میرا خاوند کوئی زیادہ باعمل نہیں تھا۔ البتہ اس کی یہ عمدہ عادت تھی کہ وہ شب و روز میں جب بھی مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتا تھا تو وہ بھی مؤذن ہی کی طرح کہتا تھا۔ یہ سن کر وہ شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے کے لیے آیا۔ جب وہ اتنا دور تھا جہاں سے آسانی سے آواز سنی جا سکتی تھی تو حضور ﷺ کے منادی نے کہا تو فلاں شخص کی زوجہ کے پاس گیا تھا۔ تو نے اس کے خاوند کے اعمال کے متعلق سوال کیا اور اس نے مجھے اس کا یہ عمل بتایا۔ اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ لوگوں کی نظر ظاہر کو دیکھتی ہے۔ حضور ﷺ باطن کو ملاحظہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ شان تو آپ کے غلاموں کی ہے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ بَرًّا وَدُونَ فِيهَا وَكَانِي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاعُونَ فِيهَا.

ترجمہ: ”گویا کہ میں جنتیوں کو خوشی سے ملتے اور جہنمیوں کو چختے ہوئے ملاحظہ کر رہا ہوں۔“

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

(2) معلوم ہوا کہ کام کاج موقوف کر کے اذان سننا اجر عظیم کا باعث ہے۔ جیسا کہ

سیدی و مرشدی امیر اہل سنت کی تربیت کے مطابق دعوت اسلامی والے اذان سے پہلے

یوں اعلان فرماتے ہیں کہ کام کاج موقوف کر کے اذان کا جواب دیجئے اور ڈھیروں ثواب کمائیے۔ اذان کے جواب سے یہ مراد ہے کہ جس طرح مؤذن اذان کے الفاظ کہتا رہے اور سننے والا وہی الفاظ دہراتا جائے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا قُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ جیسے مؤذن کہتا جائے اسی کی مثل تم دہراتے جاؤ۔

جب میں یہ واقعہ تحریر کر رہا تھا اس وقت میں فیضانِ مدینہ سردارِ آباد کے اوپر والے پورشن میں تھا تو اتفاقاً فوراً اذان ظہر ہونا شروع ہو گئی تو میں نے فوراً موقوف کیا اور اذان کا جواب دیا الحمد للہ عزوجل۔

علماء کرام زادہ اللہ شرفاً واکراماً فرماتے ہیں جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول ہو اس پر برے خاتمے کا خوف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

### اہل عرب کی فتح کی خبر:

﴿207﴾ ..... "اعلام النبوة" میں ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ يَوْمَ مَا أَلْيَوْمَ نَصْرَتِ الْعَرَبُ عَلَى الْعَجَمِ وَبِي نَصَرُوا .

حضور ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت دے دی گئی ہے۔ ان کی یہ اعانت میری وجہ سے کی گئی ہے۔

جب آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اسی وقت ذی وقار کے واقعہ کی خبر پہنچ گئی۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو عجمیوں پر فتح عطا فرمائی۔ اسی جنگ میں بنو شیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اہل عرب کو عجمیوں پر غلبہ ملا۔ اس تسلط کی خبر اسی دن پہنچ گئی جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ آج اہل عرب کو عجمیوں پر فتح دے دی گئی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### کھجور کے نیچے سونے کے برتنوں کی خبر:

﴿208﴾ ..... ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب

حضور ﷺ نے خیبر کو مفتوح فرمایا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس شرط پر صلح فرمائی

کہ وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر یہاں سے چلے جائیں لیکن سونے اور چاندی کو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے۔ پھر کنانہ اور ربیع بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا۔

فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ آيَتُكُمَا الَّتِي كُنْتُمَا تُعِيرَانِهَا أَهْلَ مَكَّةَ قَالَ هَرَبْنَا فَلَمْ نَزَلْ تَضَعْنَا أَرْضَ وَ تَرَفَعْنَا أُخْرَى فَاثَقْنَا كُلُّ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُمَا إِنَّكُمَا إِن كَتُمْتُمَانِي شَيْئًا فَاطْلَعْتُ عَلَيْهِ اسْتَحَلْتُ بِهِ دِمَاءُ كُفَمَا وَ ذَرَارِيكُمَا قَالَا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ اذْهَبْ إِلَى قُرَاحٍ كَذَا وَ كَذَا ثُمَّ آتِ النَّخْلَ فَانظُرْ عَنْ يَمِينِكَ أَوْ عَنْ يَسَارِكَ فَانظُرْ نَخْلَةً مَّرْفُوعَةً فَآتِنِي بِمَا فِيهَا فَانطَلِقْ فَجَاءَهُ بِالْإِنِيَّةِ وَالْأَمْوَالِ فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمَا وَ سَبَى أَهْلِيَهُمَا .

تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو اُدھار دیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں سے افراتفری میں بھاگ گئے۔ ایک زمین نے ہمیں ذلیل کر دیا جبکہ دوسری نے ہمیں عزت بخشی۔ اس سفر میں ہم نے اپنے تمام مال کو خرچ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو مجھے اس پر آگاہی ہو جائے گی۔ پھر تمہارا خون میرے لیے مباح ہو جائے گا اور میں تمہاری اولاد کو بھی قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا آپ (ﷺ) کا فیصلہ منظور ہے۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا۔ فلاں زمین کی طرف جاؤ پھر فلاں کھجوروں کے باغ کی طرف جانا۔ اپنے دائیں بائیں دیکھنا وہاں تمہیں ایک لمبی کھجور نظر آئے گی۔ اس کھجور کے نیچے سے جو کچھ ملے وہ لے آنا۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس مقام پر گئے اور وہاں سے بہت سامان اور برتن لے کر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گردنوں کو اڑا دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۶ بیروت: دلائل البیوۃ للبیہقی ج ۶)

خودکشی کرنے والے کے بارے میں خبر:

﴿209﴾..... امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا مَاتَ فَقَالَ ﷺ لَمْ يَمُتْ فَعَادَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا مَاتَ فَقَالَ لَمْ يَمُتْ فَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا نَحَرَ نَفْسَهُ بِمَشَقِّصٍ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ .

وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی۔ ”فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوسری مرتبہ کہا فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے۔ جب اس آدمی نے تیسری مرتبہ یہ بات کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے ہی تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۵۷۵ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۸۵ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۱)

مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ ﷺ نے بطورِ زجر و توبیخ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تاکہ اس کا سدباب ہو سکے۔ لیکن آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ ادا کی۔ لہذا مفتی بہ قول کے مطابق خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ بہار شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو۔“

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 827) (فتاویٰ الہندیہ جلد 1 صفحہ 163)

نا جائز گوشت کا ٹکڑا:

﴿210﴾..... امام بیہقی نے انصار کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے۔



دَعَتْ امْرَأَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ فَلَمَّا وَضَعَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُقْمَةً  
فَجَعَلَ يَلْوُكُهَا فِي فَمِهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ حَقِّ  
فَسُئِلَتِ الْمَرْأَةُ فَذَكَرَتْ أَنَّ جَارَتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا .

وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ جب  
آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک لقمہ اٹھایا اور  
اسے چبانا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت  
کا یہ ٹکڑا ناجائز ہے۔ جب عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا  
کہ اس کی خادمہ نے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اسے بھیجا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۷۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۷ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن صالح العثیمین ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے مال کی مالک نہیں لہذا وہ اپنے خاوند کی اجازت کے  
بغیر کچھ صدقہ وغیرہ نہیں کر سکتی۔ یہ اجازت دو طرح سے ہو سکتی ہے:  
صراحتاً شوہر بیوی کو صدقہ کرنے کا کہہ دے یا صراحت تو نہ کرے مگر بیوی کے صدقہ و  
خیرات پر رضا کا اظہار کرے تو ان دونوں صورتوں میں بیوی کو کچھ صدقہ و خیرات کرنے کی  
بلا اذن شوہر اجازت ہے ورنہ نہیں۔ آج کل عورتیں جو شوہر کی اجازت کے بغیر آٹا وغیرہ  
خیرات کر دیتی ہیں یہ جائز ہے کیونکہ عرف ہونے کی وجہ سے شوہر اس پر باخبر ہونے کے  
باوجود بھی ناراض نہیں ہوتا۔

(2) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر چیز باطنی اور ظاہری حالات کی تفصیل

سے آگاہ ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود  
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی  
کوئی کمی سرور! تم پہ کروڑوں درود

## بغیر اذن مالک ذبح کی ہوئی بکری:

﴿211﴾ ..... امام نسائی اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ اس خاتون نے آپ ﷺ کے لیے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام دسترخوان پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالا لیکن آپ ﷺ اس کو نگل نہ سکے۔

فَقَالَ هَذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا . آپ ﷺ نے فرمایا یہ بکری اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ اس عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور آلِ معاذ کے درمیان تکلفات کے پردے ختم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کی اشیاء کو استعمال کر لیتے ہیں اور وہ ہماری اشیاء کو تصرف میں لے آتے ہیں۔ وہ ہم سے اشیاء لے لیتے ہیں۔ ہم ان سے اشیاء لے لیتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۷۱ تاجہ اللہ علیٰ علمین ص ۳۸ بیروت: دلائل النبوة للسیوطی ج ۶)

## مدنی سرکار ﷺ کا فیصلہ:

﴿212﴾ ..... حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد رزیں میں ایک شخص نے چوری کی۔ اسے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے صرف چوری کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس نے دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چوری کی تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ جب اس نے چوتھی بار چوری کی تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت فقال أبو بکرٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَ بِهَذَا حَيْثُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ إِذْهَبُوا بِهِ فَاقْتُلُوهُ فَقَتَلُوهُ .

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس کے مستقبل کے حالات جانتے تھے، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔ اسے لے جا کر قتل کر دو۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۷۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۷ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) معلوم ہوا کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے تو پھر آج حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں کا عقیدہ یہ کیوں نہ ہو۔ لہذا اے مذہب اہل سنت رکھنے والو! تمہیں مبارک ہو۔ تمہارے حق ہونے کی گواہی 1500 سال پہلے ہی نبی پاک ﷺ نے عطا فرمادی تھی۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت عنقریب 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنم میں جائیں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سا فرقہ جنتی ہو گا۔ فرمایا وہ جماعت ہوگی اور وہ میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر چلتی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار، اصحابِ رسول  
نجم ہیں اور ناؤ ہیں عترت رسول اللہ ﷺ کی  
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو  
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

### شدید آندھی کی خبر:

﴿213﴾..... امام مسلم نے ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی معیت میں غزوہ تبوک کے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ہم وادی قریٰ میں پہنچے وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کے پھل کا اندازہ لگایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے پھل کا اندازہ دس اوسق لگایا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا اس باغ کے پھل کا حساب رکھنا۔ ہم ان شاء اللہ

تیرے پاس واپس آئیں گے۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم مقام تبوک تک پہنچ گئے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَهُبُ عَلَيْكُمْ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يُقِيمُ فِيهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ وَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيُشَدِّ عِقَالَهُ فَهَبَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِحَبْلِ طَبِيءٍ .

حضور ﷺ نے فرمایا آج تم پر شدید آندھی چلے گی۔ اس آندھی میں کوئی شخص باہر نہ نکلے اور تمام لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو باندھ کر رکھیں۔ اس رات بہت سخت آندھی چلی۔ ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا، آندھی نے اسے کوہ طے میں پھینک دیا۔ پھر ہم اپنے واپسی سفر پر رواں ہوئے۔ جب ہم وادی قرئی میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے متعلق پوچھا۔ اس عورت نے عرض کی۔ ”اس کا پھل دس اوسق ہی ہوا تھا۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۶ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(۱) حضور ﷺ کے حکم پر جان و دل سے لبیک کہنا واجب ہے مگر حضور ﷺ کی رائے مبارک پر عمل واجب نہیں ہے لیکن اس پر بھی عمل کرنے میں ہی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

واقعہ مذکورہ میں حضور ﷺ نے آندھی شدیدہ کی خبر دینے کے بعد باہر نہ نکلنے کا مشورہ دیا تھا اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اگر اس کا حکم کیا ہوتا تو ضرور ہر صحابی کو اس پر عمل کرنا واجب تھا۔ پھر ضرور کسی ایک صحابی کا بھی باہر آنا حضور ﷺ کی نافرمانی تھا۔ لہذا جو صحابی باہر نکلے انہوں نے معاذ اللہ حضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کی بلکہ آپ کی رائے مبارک پر عمل نہ کیا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو فرمان مصطفیٰ ﷺ یاد نہ رہا ہو۔ مگر پھر بھی ان کو یہ سزا ملی کہ آندھی نے ان کو اٹھا کر طے کی پہاڑی پر پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے مشورے پر عمل کرنے میں ہی عافیت ہے کیونکہ حضور ﷺ اپنی امت پر سگی ماؤں سے بھی زیادہ رحیم اور

امت کے غم خوار ہیں۔ وہ ضرور وہی مشورہ عطا فرمائیں گے جس میں دنیا و آخرت کی ہر بھلائی موجود ہوگی۔

امی حضرت امام عشق و محبت ﷺ کیا خوب فرماتے ہیں:

اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں  
گزرا کرے پد پد پر کو خبر نہ ہو  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

سمندری جانور:

﴿214﴾..... امام مسلم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوة ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھلائے گا۔ کچھ دیر بعد ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ سمندر نے ایک بہت بڑا جانور کنارے پر پھینک دیا۔ ہم نے آگ جلائی اس جانور کو بھونا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

(خصائص انکبری ج ۱ ص ۷۰، سیرت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸، بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

مدنی پھول:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھوک کی شدت سے تنگ آ گئے تو نبی کریم ﷺ کے در دولت پر حاضر ہوئے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے خوب اچھی طرح آگاہ ہیں کہ رزق کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا، رزق کی التجاء کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا:

لا د رَبَّ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا  
بُتی کو نین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی



وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی  
معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت اللہ والوں کے پاس آنا شرک نہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت  
ہے۔

حضور ﷺ نے بوڑھے باپ کے دل میں آنے والی بات کو جان لیا:

﴿215﴾..... حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ مَالِي فَدَعَا أَبَاهُ فَهَبَطَ جَبْرِئِيلُ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْخَ قَدْ قَالَ فِي نَفْسِهِ شَيْئًا لَمْ تَسْمَعْهُ أُذُنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتَ فِي نَفْسِكَ شَيْئًا لَمْ تَسْمَعْهُ أُذُنَاكَ قَالَ لَا يَزَالُ يَزِيدُنَا اللَّهُ بِكَ بِصِيرَةً وَ يَقِينًا نَعْم .

ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے والد کو بلایا۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اس بوڑھے نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو اس کے کان بھی نہیں سن سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بوڑھے سے کہا تو نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو تیرے کان بھی نہیں سن سکے۔ اس ضعیف و ناتواں بوڑھے نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ہمارے یقینوں اور ہماری بصیرت میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بات بیان کرو تو اس وقت اس کمزور بوڑھے نے یہ اشعار پڑھے:

(1) ”جب تو بچہ تھا تو میں تجھے خوراک دیتا رہا اور جب تو جوان ہو گیا تو میں نے تیرے ساتھ امیدیں وابستہ کر لیں۔ میری اس محبت کی وجہ سے جو میں تجھ پر نچھاور کرتا رہا تو پروان چڑھتا رہا۔“

(2) ”جب بیماری کی وجہ سے رات تم پر تنگ ہو جاتی تو میں تیرے مرض کی وجہ سے

وہ رات بیداری اور اضطراب میں گزارتا۔“

(3) ”میرا نفس تیری ہلاکت کی وجہ سے پریشان رہتا بلاشبہ تو جانتا ہے کہ موت یقینی ہے اور وقت مقرر پر ضرور آئے گی۔“

(4) ”مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ میں بھی اسی مرض میں مبتلا ہوں جس میں تو گرفتار ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔“

(5) ”جب تو بالغ ہوا اور اس کمال کو پہنچا جس میں میں نے تیرے ساتھ اپنی اُمَنگیں لگا رکھی تھیں۔“

(6) ”تو نے مجھے تشدد اور سختی کے ساتھ سزا دی گویا کہ تو ہی نعمتیں عطا کرنے والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔“

(1) ”جب تو میرا یہ حق ادا نہیں کرتا کہ میں تیرا باپ ہوں تو پھر میرے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آ جس طرح ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔“

جب آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے درد ناک اور کرب انگیز اشعار سنے تو آپ ﷺ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے بیٹے کے گریبان کو پکڑا اور فرمایا:  
 اَنْتَ وَ مَالِكَ لَا بَيْنَكَ . ترجمہ: ”تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔“  
 (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) باپ کو بیٹے کے مال میں مکمل تصرف کی اجازت ہے کیونکہ یہ گویا کہ باپ کا ہی مال ہے۔ آج کل باپ بے چارہ پائی پائی کے لیے ترس رہا ہوتا ہے اور اولاد لاکھوں میں کھیل رہی ہوتی ہے۔ ایسی اولاد ذرا تصور کرے کہ جب انہیں معاشرے میں کوئی حیثیت حاصل نہ تھی تو اس کے باپ نے ہی دن رات محنت کر کے ان کو اس مقام پر لاکھڑا کیا ہے۔ اگر اس محسن باپ کو آج روپے کی ضرورت ہے تو انہیں بھی ہرگز بجل کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

### اہل عرب میں عداوت کی خبر:

﴿216﴾ ..... حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ آيَسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُضِلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَ  
لَكِنَّ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اب اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اب اہل عرب اس کی عبادت کریں لیکن اب بھی اہل عرب کے مابین عداوت رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۷ بیروت: ج۲۰۰ علی العلمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### میرے بعد تم شرک میں مبتلا نہیں ہو گے:

﴿217﴾ ..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ  
فَقَتَلَ أَحَدٌ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُودِ عِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ  
الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ أَنْ  
مَوْعِدَكُمْ الْجَوْضُ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي قَدْ  
أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ  
تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا  
فَتَقْتُلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مِنْ قَبْلِكُمْ .

غزوہ احد کے آٹھ سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے لیے دعا فرمائی۔  
ایسے محسوس ہونا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہوں۔  
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے

یہاں سے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں گا۔ مجھ سے تم حوض کوثر پر ملو گے۔ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر اپنے حوض کو دکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرو گے اور اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے تو میں ہلاک ہوئیں۔

(بخاری ج ۳ ص ۱۰۹۹ حدیث ۴۰۴۲ مطبوعہ الطاف سنز: خصائص الکبریٰ ج ۲: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۸ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مزارات پر جا کر دُعا کرنا سنت سے ثابت ہے کیونکہ سرکارِ مدینہ ﷺ ہر سال شہدائے اُحد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دُعا فرماتے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ زندوں کی دُعا مردوں کو فائدہ بھی دیتی ہے اور اسی طرح بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو ایصال کرنا بھی جائز ہے اور یہ پہنچتا بھی ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لیے دُعا کا حکم دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئی تو انہوں نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے راستے میں کنواں کھدوایا اور فرمایا۔ **هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ**۔ ”یہ اُم سعد کا کنواں ہے۔“

کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى**۔ ترجمہ: ”انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جو اس نے خود کیا۔“ اس سے ثابت ہوا کہ زندوں کا کیا ہوا ایصالِ ثواب بھی مردوں کو فائدہ نہیں دیتا کیونکہ مرنے والے نے اسے خود نہیں کیا؟ جواب (۱): یہاں انسان سے مراد کافر ہے۔ یعنی کافر کے لیے وہی ہے جو اس نے خود کیا مگر مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کے اچھے عمل کا ثواب پہنچے گا جیسے احادیث سے

ثابت ہے کہ مسلمانوں کے بچے جن کا بچپن میں انتقال ہو گیا بغیر عمل کے جنت میں جائیں گے اور درجات پائیں گے۔ (نجوم العرفان)

جواب (2): اگر انسان سے مراد مسلمان ہی ہے تو یہاں پر لام ملکیت کا ہے یعنی انسان کی ملکیت میں وہی اعمال ہیں جو اس نے خود کئے ہیں۔ انہی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے نہ معلوم کوئی دوسرا ایصالِ ثواب کرے یا نہ کرے۔ اس امید پر اپنے عمل سے غافل نہ رہے۔

(خزائن العرفان)

(3) حضور ﷺ نے منبر پر تشریف لا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ میں تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ معلوم واکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو اپنے انجام کی خبر ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ (معاذ اللہ) اپنی بھی خبر نہیں رکھتے وہ لوگ صحیحین کی اس حدیث پاک کو بار بار پڑھیں۔ الحمد للہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ باذن پروردگار ہر نبی غیب پر خبردار ہے تو سردارِ انبیاء کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

اعتراض:

اگر ہر نبی غیب کو جانتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی تھے۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے رہے اگر انہیں یوسف علیہ السلام کی خبر ہوتی تو روتے کیوں؟

جواب:

حاشا ان کا رونا حضرت یوسف علیہ السلام سے بے خبری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ رب تعالیٰ کو اپنے پیاروں کا رونا بہت پسند اور رب کے ہاں یہ بلندی درجات کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بھی وہ کام کرتے ہیں جو رب کو پسند ہے اور آپ علیہ السلام کی رضا کے حصول کی خاطر روتے رہے ورنہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں تو آپ علیہ السلام باخبر تھے اور قرآن سے اس بات کا ثبوت موجود ہے۔

(i) جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو گھر میں بند کر کے اپنی بری خواہش کو پورا کرنا چاہا تو اس بند مکان میں حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور دانت تلے انگلی دبا کر اشارہ کیا کہ بیٹا ہرگز یہ کام نہ کرنا کہ یہ کام تمہارا نہیں ہے کہ تم نبی کے بیٹے



ہو۔ اس کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُمْ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ .

ترجمہ: ”وہ بھی زلیخا کا قصد کر لیتے اگر رب کی دلیل نہ دیکھتے۔ رب کی دلیل

سے مراد یعقوب علیہ السلام ہیں۔“ (روح البیان)

(ii) یہ بھی دیکھئے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور آپ علیہ السلام کو قمیص دیکھ کر اور بھیڑیے کے بتانے پر ان کا جھوٹ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ پھر آپ علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے کی تلاش میں جنگل کیوں نہ گئے؟ معلوم ہوا کہ باخبر تھے اور جانتے تھے کہ فرزند ارجمند سے ملک مصر میں ملاقات ہوگی کیونکہ امی میں رب کی رضا ہے۔

جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی

تے میں سمکھ، نوں چلے پاواں

اسی طرح یوسف علیہ السلام کو بھی بہت سے مواقع ملے وہ اپنی موجودگی کی اطلاع والد تک پہنچا سکتے تھے مگر ایسا نہ کیا کیونکہ یوسف علیہ السلام جانتے تھے جو پہلے ہی باخبر ہے اسے اطلاع کی کیا حاجت؟

معلوم ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان میں بیٹھے اپنے پیارے بیٹے یوسف علیہ السلام کی ہر حرکت سے واقف ہیں۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو نبیوں کے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اپنی طیبہ و طاہرہ بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات سے باخبر نہ تھا۔ حاشا وہ ضرور ضرور باخبر تھے اور جانتے تھے کہ منافقین نے جو تہمت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی ہے آپ رضی اللہ عنہا اس سے بری ہیں۔ مگر جو رب ان کو اتنا علم دیتا ہے وہ اس کو کنٹرول کرنے کی طاقت بھی عطا فرما دیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں، دیکھتے ہیں مگر بے مرضی و الہی راز فاش نہیں کرتے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(4) نظر مصطفیٰ ﷺ میں وہ کمال ہے کہ دُنیا میں بیٹھے ہی حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جس کی نظر کا یہ عالم ہو اس کی ذات کا عالم کیا ہوگا۔

(5) اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ ﷺ شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ کچھ لوگ بھولے بھالے سنی بھائیوں کو ہر وقت شرک کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو مشرکین کی صف میں شامل کرنے والے ذرا خیال کریں کہ سرورِ دو جہاں ﷺ تو اُمت مسلمہ کو شرک سے محفوظ رہنے کا مژدہ سنا رہے ہیں کہ مجھے تمہارا دُنیا میں مشغول ہو جانے کا تو خوف ہے مگر وقوعِ شرک کا ذرا خوف نہیں۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے بتائیے یہ لوگ اُمت مسلمہ کے اعمالِ صالحہ پر شرک کے فتوے لگا کر شیطان کو خوش کر رہے ہیں یا ربِ رحمن کو؟

حدیث شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ:

أَيُّهَا رَجُلٌ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا .

ترجمہ: ”جس نے اپنے بھائی پر کفر کا فتویٰ لگایا تحقیق وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹے گا۔“ (متفق علیہ)

اگر وہ حقیقی کافر ہے فیہا ورنہ کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب  
ایسے برے مذہب پر لعنت کیجئے  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

اپنے وصال کی خبر:

﴿218﴾..... حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوسعید

الخدیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيْرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَ قَالَ

فَدَيْنَاكَ يَا بَابَنَا وَ أُمَّهَاتِنَا .

حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دنیا کی نمود و نمائش اور شوکت و سطوت کو پسند کر لے یا پھر اس چیز کو چن لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا اس بزرگ کو دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اختیار کی بات کی ہے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں۔ وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ سرور کائنات ﷺ کی ذات تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۱۷ بیروت: مجمع اللہ علی الغلمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کے خلاف جمع ہونے کی خبر:

﴿219﴾..... امام بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوْشِكُ الْأُمَّمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكْلَةُ إِلَى قِصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غَنَاءٌ كَغَنَاءِ السَّيْلِ وَ لَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَ لَيَقْدَفَنَّ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ قِيلَ وَ مَا الْوَهْنُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب دیگر اقوام تمہارے خلاف اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح لوگ دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس دن ہماری تعداد کم ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس دن تمہاری تعداد کثیر ہوگی لیکن تم خس و خاشاک کی طرح ہو

جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارے رُعب کو ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں ”وہن“ ڈال دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ ”وہن“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہن“ سے مراد دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### موجودہ دور کی خبر:

﴿220﴾..... امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي بِمِ أَخَذَ الْمَالَ بِحَلَالٍ أَمْ بِحَرَامٍ -  
حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہ مال کے حصول میں حلال اور حرام کی تمیز نہیں کریں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) جس زمانہ کی رسول ہاشمی ﷺ نے خبر دی آج وہ زمانہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ آج اس دورِ جدید میں فقط مال کے حصول کے لیے حلال و حرام کی تمیز بھلا دی گئی ہے۔ مال چاہیے خواہ حلال طریقہ سے حاصل ہو یا حرام سے۔ لوگوں کو قرض دے کر اس پر نفع کی شرط لگائی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت کہتی ہے۔ كُلُّ قَرْضٍ جَرٌّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا۔ ترجمہ: ”ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچے وہ سود ہے۔“ یعنی آج سود کے ذریعے مال کو حاصل کیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے اور بینک میں (سیونگ اکاؤنٹ) وغیرہ میں اپنا پیسہ فکس کروا کے سود لیا جاتا ہے حالانکہ سود لینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اس کے علاوہ انشورنس کے طور پر پیسہ جمع کروا کے بذریعہ سود حرام مال کا حصول کیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ جو اے کے ذریعے مال حرام کا حصول عام ہے۔ جو اے کی تعریف اور اس کی چند صورتیں درج کی جاتی ہیں۔

## جوا کی تعریف:

كُلُّ لَعْبٍ يُشْتَرَطُ فِيهِ غَالِبًا مِنَ الْمُتَغَالِبِينَ شَيْئًا مِنَ الْمَغْلُوبِ .

ترجمہ: ”ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی گئی ہو کہ مغلوب (ناکام ہونے والے) کی کوئی چیز غالب (کامیاب ہونے والے) کو دی جائے گی یہ جوا ہے۔“

سیدی و مرشدی امیر اہل سنت و امت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب غیبت کی تباہ کاریاں میں جوئے کی چند صورتیں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آج کل دنیا میں جوئے کے نئے نئے طریقے رائج ہیں ان میں سے 6 یہ ہیں:

### (1) لاٹری:

اس طریقہء کار میں لاکھوں کروڑوں روپے کے انعامات کا لالچ دے کر لاکھوں ٹکٹ معمولی رقم کے بدلے فروخت کیے جاتے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے کامیاب ہونے والوں میں چند لاکھ یا چند کروڑ روپے تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جبکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے، یہ بھی جوا ہی کی ایک صورت ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

### (2) پرائز بانڈ کی پرچی:

حکومت پاکستان (15,000-40,000) 750-1,500-7,500 (200) روپے کی قیمت کے انعامی بانڈز بینک کے ذریعے جاری کرتی ہے اور جدول کے مطابق ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے کروڑوں روپے کے انعامات خریداروں میں تقسیم کرتی ہے جس کا انعام نہیں نکلتا اس کی بھی رقم محفوظ رہتی ہے وہ اسے جب چاہے بھنا (یعنی کیش کروا) سکتا ہے۔ یہ جواز (یعنی جائز ہونے) کی صورت ہے اور جوئے میں داخل نہیں۔ لیکن اس کے متوازی بعض لوگ انعامی بانڈز کی پرچیاں بیچتے ہیں، ان پرچیوں کی خرید و فروخت، غیر قانونی ناجائز و حرام ہے کیونکہ بیچنے والا حکومت کی طرف سے جاری کردہ پرائز بانڈز اپنے ہی پاس رکھتا ہے (بلکہ بعض اوقات تو پرائز بانڈ بھی بیچنے والے کے پاس نہیں ہوتے) پرچی بیچنے والا خریدار کو قلیل رقم کے بدلے پرچی پر محض ایک نمبر لکھ کر دے دیتا ہے



کہ اگر اس نمبر پر انعام نکل آیا تو میں تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ انعامی پرچی کا یہ کام بھی جو ہے کیونکہ اس میں انعام نہ نکلنے کی صورت میں خریدار کی رقم ڈوب جاتی ہے۔

### (3) موبائل میسجز اور جوا:

موبائل پر مختلف سوالات پر مبنی میسجز (Messages) بھیجے جاتے ہیں۔ جس میں مثلاً کون سی ٹیم میچ جیتے گی؟ یا پاکستان کس دن بنا تھا؟ درست جوابات دینے والوں کے لیے مختلف انعامات رکھے جاتے ہیں، شرکت کرنے والے کے ”موبائل بیلنس“ سے قلیل رقم مثلاً دس روپے کٹ جاتی ہے، جن کا انعام نہیں نکلتا ان کی رقم ضائع ہو جاتی ہے، یہ بھی جوا ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

### (4) معمرہ:

اس میں ایک یا ایک سے زیادہ سوالات حل کرنے کے لیے دیئے جاتے ہیں جس کا حل منتظمین کی مرضی کے مطابق نکل آئے اسے انعام دیا جاتا ہے، انعامات کی تعداد تین یا چار یا اس سے زائد بھی ہوتی ہیں لہذا درست حل زیادہ تعداد میں نکلیں تو قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کھیل میں بہت سارے افراد شریک ہوتے ہیں، ان کی شرکت دو طرح سے ہوتی ہے۔ (1) مفت (2) معمولی فیس دے کر، اگر شرکاء سے کسی قسم کی فیس نہ لی جائے تو اور کوئی مانع شرعی نہ ہونے کی صورت میں انعام کا لینا جائز ہے۔ جس میں شرکاء سے فیس لی جاتی ہے اس میں انعام ملے یا نہ ملے رقم ڈوب جاتی ہے۔ یہ صورت جوا کی ہے جو کہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

### (5) پیسے جمع کر کے قرعہ اندازی کرنا:

بعض افراد یا دوست آپس میں تھوڑی تھوڑی رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کرتے ہیں کہ جس کا نام نکلا ساری رقم اس کو ملے گی، یہ بھی جوا ہے کیونکہ بقیہ افراد کی رقم ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات پیسے جمع کر کے کتاب یا دوسری چیز خریدی جاتی ہے کہ جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا اسے یہ کتاب دے دی جائے گی یہ بھی جوا ہی ہے۔ خریدنے

والوں کو قرعہ اندازی کر کے انعامات دیتی ہیں یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کسی کی بھی رقم نہیں ڈوبتی۔

### (6) مختلف کھیلوں میں شرط لگانا:

ہمارے یہاں مختلف کھیل مثل گھڑ دوڑ، کرکٹ، کیرم، بلیئر ڈ، تاش، شطرنج وغیرہ پر دو طرفہ شرط لگا کر کھیلے جاتے ہیں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم یا فلاں چیز دے گا یہ بھی جوا ہے اور ناجائز و حرام۔ کیرم اور بلیئر ڈ کلب وغیرہ میں کھیلنے وقت عموماً یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ کلب کے مالک کی فیس ہارنے والا ادا کرے گا، یہ بھی جوا ہے۔ بعض ”نادان“ گھروں میں مختلف کھیلوں مثلاً تاش یا لڈو پر دو طرفہ شرط لگا کر کھیلتے ہیں اور کم علمی کے باعث اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے وہ بھی سنبھل جائیں کہ یہ بھی جوا ہے اور جوا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

### جوئے سے توبہ کا طریقہ:

جوا کھیلنے والا اگر نادم ہو تو اس کو چاہیے کہ بارگاہِ الہی میں سچی توبہ کرے مگر جو کچھ مال جیتا ہے وہ بدستور حرام ہی رہے گا۔ اس ضمن میں رہنمائی کرتے ہوئے میرے آقا حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے اور اس سے برأت (یعنی نجات) کی یہی صورت ہے کہ جس سے جتنا جتنا مال جیتا ہے اُسے واپس دے یا جیسے بنے اُسے راضی کر کے معاف کرا لے۔ وہ نہ ہو تو اُس کے وارثوں کو واپس کر دے یا اُن میں جو عاقل بالغ ہوں ان کا حصہ اُن کی رضا مندی سے معاف کرا لے۔ باقیوں کا حصہ ضرور انہیں دے کہ اس کی معافی ممکن نہیں اور جن لوگوں کو پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کا، نہ اُن کے ورثاء کا، اُن سے جس قدر جیتا اُن کی نیت سے خیرات کرے، اگرچہ (خود) اپنے (ہی) محتاج بہن بھائیوں، بھتیجیوں، بھانجیوں کو دے دے۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: غرض جہاں جہاں جس قدر زیاد ہو سکے کہ اتنا مال فلاں سے ہارجیت میں زیادہ پڑا تھا، اتنا تو انہیں یا اُن کے وارثوں کو دے، یہ نہ ہوں تو اُن کی نیت سے تصدق (یعنی صدقہ) کرے اور زیادہ پڑنے کے یہ معنی کہ مثلاً ایک شخص سے دس بارہ جوا

کھیلا کبھی یہ جیتا کبھی یہ اُس  
(یعنی سامنے والے جواری) کے جیتنے کی (رقم کی) مقدار مثلاً سو روپے کو پہنچی اور یہ  
(خود) سب دفعہ ملا کے سوا سو جیتا، تو سو سو برابر ہو گئے۔ پچیس اُس (یعنی سامنے والے  
جواری) کے دینے رہے۔ اتنے ہی اسے واپس دے۔ وعلیٰ هذا القیاس (یعنی اور اسی پر  
قیاس کر لیجئے) اور جہاں یاد نہ آئے کہ (جو ا کھیلنے والے) کون کون لوگ تھے اور کتنا (مال  
جوئے میں جیت) لیا، وہاں زیادہ سے زیادہ (مقدار کا) تخمینہ (یعنی اندازہ) لگائے کہ اس  
تمام مدت میں کس قدر مال جوئے سے کمایا ہوگا اُتنا مالکوں (یعنی اُن نامعلوم جواریوں) کی  
نیت سے خیرات کر دے۔ عاقبت یونہی پاک ہوگی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

## (غیبت کی تباہ کاریاں لا میرا ہلسنت)

امام ابو حنیفہ کے بارے میں بشارت:

﴿221﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ  
الْعِلْمُ بِالثَّرِيَا تَتَّوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ أُمَّةٍ فَارِسٍ .  
نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر علم ثریا پہ بھی ہوتا پھر بھی فارس کے بیٹے اسے حاصل  
کر لیتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۸۹ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

## مدنی پھول:

فارس کے بیٹوں سے مراد امام ابو حنیفہ اور فارس کے محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ ہیں۔

دین کے لئے دریا میں گھوڑے ڈالنے کی خبر:

﴿222﴾..... ابو نعیم نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ يَظْهَرُ الدِّينُ حَتَّى يُجَاوِزَ الْبَحَارَ وَ حَتَّى تَخَاضَ الْبِحَارَ

بِالنَّخِيلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ -

وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دین کا اتنا غلبہ ہوگا کہ وہ سمندروں کو تجاوز کر جائے گا حتیٰ کہ رضائے الہی کے لیے گھوڑوں کو سمندروں میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی۔ وہ کہے گی ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ قاری کون ہے؟ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہم سے زیادہ عالم کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی نہ ہوگی، ایسے لوگ تو آگ کا ایندھن ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۸۹ بیروت: مکتبۃ المدینہ ج ۶)

مدنی پھول:

حضور ﷺ کی یہ خبر اس وقت پوڑی ہوئی جب عہدِ فاروقی میں ایک جنگ کے موقع پر طارق بن زیاد نے دریا میں گھوڑے ڈالے تھے:

ایک جنگ کے موقع پر جب دشمنوں نے بھاگنے کے لیے سمندری راستہ اختیار کیا اور سمندر میں کشتیاں ڈال دیں تو مسلمانوں کا سپہ سالار طارق بن زیاد اپنی فوج لے کر جب سمندر کے کنارے پر پہنچا تو زک گیا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کریں۔ تھوڑی دیر بعد حکم جاری کیا کہ گھوڑوں سمیت سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور دشمن تک پہنچ گئے۔ اس واقعہ کی خبر مدنی سرکار ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں ہی دے دی تھی جو سرکار ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔

شراب کو مختلف نام دینے کی خبر:

﴿223﴾..... ابن قانع نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے،

عَنْ حَجْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي  
يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا

حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ شراب پئے گا اور اس کا نام

تبدیل کر کے دوسرے نام سے موسوم کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن عیسیٰ ج ۶)

چند درہموں کے بدلے دین بیچنے کی خبر:

﴿224﴾ ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَذْهَبُ الْآيَاتُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَقُومَ الْقَائِمُ فَيَقُولُ مَنْ يَبِيعُنَا دِينَهُ بِكَفٍّ مِنْ دَرَاهِمٍ .

خواجہ کونین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سلسلہ روز و شب جاری رہے گا حتیٰ کہ ایک کھڑا ہونے والا کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ چند درہموں کے عوض میرا دین کون خریدے گا؟

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن عیسیٰ ج ۶)

مدنی پھول:

(1) نبی کریم ﷺ کی عطا کی ہوئی خبر کے مطابق آج کفر اختیار کرنے کا سلسلہ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ دنیا کے گھنیا مال کی خاطر گلوکار گانوں میں اور قوال قوالیوں میں کفریات بکتے ذرا خوف نہیں کرتے۔ عشقیہ و فسقیہ گانوں میں اللہ تعالیٰ پر اعتراضات اور اس ذاتِ پاک پر گلہ و شکوہ کا سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ یہ لوگ صرف اور صرف مالِ دنیا کے حصول کی خاطر اپنے دین و ایمان کو بیچنے میں مصروف ہیں۔ زبان و قلم اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب کانپتے ہیں مگر قارئین کی اصلاح کی خاطر ایک پنجابی گانے کا ایک مصرعہ پیش کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا گیا ہے:

نصیب ساڈے لکھے رب نے کچی پنسل نال

اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد تو ہماری قسمت میں خوشیاں لکھی ہی نہیں اور اگر چند خوشیاں ہمارے نصیب میں لکھی ہیں تو وہ بھی کچی پنسل کے ساتھ جو جلد مٹ جاتی ہے۔ اس طرح تقدیر میں لکھی ہوئی خوشیاں بھی ہمیں نصیب نہیں



ہوتیں۔

اس قول بدتر از بول میں اللہ تعالیٰ پر دو اعتراضات کئے گئے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نصیب میں خوشیاں بہت کم لکھی ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا تقدیری نظام بہت زیادہ ناقص ہے۔

دونوں اعتراضات صریح کفر ہیں۔ میرے پیر و مرشد امیر اہل سنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کفریہ کلمات میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا قطعی کفر اور معترض کافر و مرتد ہو جائے گا۔

(کفریہ کلمات ص 141)

اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا کفر کیوں ہے اس کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم نقوی بطور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی اور کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت (عنایت) فرمادے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ .

ترجمہ کنز لایمان: ”اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں ہدایت پراکٹھا کر دیتا تو اے

سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔“ (پ 7 الانعام 35)

اللہ تعالیٰ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی:

مگر اس نے دنیا کو عالم اسباب بنایا اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق

مختلف حصہ رکھا ہے۔ وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے

ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتے

(یعنی ہل چلانے) سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اس

عزوجل نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختلاف (فرق) رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں

پیٹ اس کے در سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔ غرض ہر چیز میں، اس کی نیرنگیاں ہیں (مگر) احمق بد عقل، یا اجہل بد دین (یعنی سخت جاہل گمراہ) وہ اس کی ناموس (بارگاہِ عظمت) میں چون و چرا کرے کہ ”یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟“ سنتا ہے! اس کی شان ہے:

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا .

ترجمہ کنز الایمان: ”کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان

میں ان کی زیست کا سامان دُنیا کی زندگی میں بانٹا۔“ (پ 25 الزخرف 32)

يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ .

ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ عزوجل جو چاہے کرے۔“ (پ 13 ابراہیم 27)

اس کی شان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ .

ترجمہ کنز الایمان: ”اللہ عزوجل حکم فرماتا ہے جو چاہے۔“ (پ 1 امانہ 1)

اس کی شان ہے:

لَا يَسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ .

ترجمہ کنز الایمان: ”اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے

سوال ہوگا۔“ (پ 17 الانبیاء 23)

ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال:

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانچ سو (500) مسجد میں لگائیں، پانچ سو (500) پاخانہ کی زمین اور قد پچوں میں۔ کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آدے (بھٹی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی موبلی (یعنی خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانچ سو (500) میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف (استعمال) کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست (نجاست خانے) میں رکھیں۔

اگر کوئی احمق اسے (اپنے پلے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

بادشاہ سے اُلجھنے والے فقیر کو کوئی عقل مند نہیں کہتا: جب مجازی (غیر حقیقی) جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی ملک کا کیا پوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہاں کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دمِ زدن (دم مارنے کی جرأت) کیا معنی! کیا کوئی اس کا ہمسر (ہم پلہ) یا اس پر افسر ہے جو اس سے ”کیوں اور کیا“ کہے! مالک علی الاطلاق (یعنی مالک مطلق، ہر کام کا مالک مختار) ہے۔ بے اشتراک ہے (شرکت سے پاک) جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے۔ اس (بادشاہ سے اُلجھنے والے) سے ہر عاقل (یعنی عقلمند) یہی کہے گا: اوبد عقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا وہ کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال!

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش

نظام مملکت خویش خسرواں دانند

”تو خاک نشین گداگر ہے اے حافظ! شور مت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو

بادشاہ جانتے ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۲۹۳)

عبداللہ بن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے گورنر ہونے کی خبر:

﴿225﴾..... امام احمد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بصرہ میں آئے۔ وہاں کے گورنر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ وہاں انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بار بار کہہ رہا تھا۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا میں ایک معزز شخص کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کا تو فدیہ لے کر آیا ہے وہ وہاں ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ میں نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اس کا فدیہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آل محمد کے لیے جائز نہیں کہ ہم آل اسماعیل میں سے کسی

شخص کا فدیہ لیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں طویل عمر ملی تو تم خود مشاہدہ کرو گے کہ لوگ اس طرح ہوں گے جس طرح بکریاں دو حوضوں کے درمیان ہوتی ہیں۔ کبھی وہ اس حوض پر جاتی ہیں کبھی وہ دوسرے حوض پر جاتی ہیں۔ اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کبھی وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت طلب کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اذن باریابی چاہتے ہیں۔ جب میں ان کی یہ کیفیت دیکھتا ہوں تو مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ جاتا ہے۔

امامت کے لیے امام نہیں ملے گا:

﴿226﴾..... ابن سعد اور ابن ماجہ نے حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْجَرِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ يَقُومُونَ سَاعَةً لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ .

وہ فرماتی ہیں میں نے سرورِ عالم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ صف باندھے کھڑے ہوں گے، انہیں امامت کروانے کے لیے کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) سرکارِ مدینہ ﷺ نے جس دور کی خبر عطا فرمائی آج وہ دور پوری آب و تاب سے موجود ہے۔ میں ایک جگہ حاضر ہوا وہاں لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ایک دوسرے کو امامت کے لیے آگے کر رہے تھے کوئی امامت کے لیے تیار نہ تھا۔ یہ حدیث پاک اس دور کی پوری پوری عکاسی کرتی ہے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے آنے والے واقعات کو اپنی نظر نبوت سے دیکھ لیا تھا اور آپ ﷺ اپنی امت کے ان حالات سے پوری طرح آگاہ تھے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

### جاہلوں کو رہنما بنانے کی خبر:

﴿227﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ أَنْتِزَاهَا يَنْتَزِعُهُ وَ لَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ فَإِذَا لَمْ يَبْقِ عِلْمٌ اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤْسَاءَ جُهَالًا فَسَنَلُوا فَاسْتَلُوا فَافْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم چھینے گا نہیں بلکہ وہ علماء کو اٹھالے گا۔ جب علم ناپید ہو جائے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما بنالیں گے۔ لوگ ان جاہلوں سے سوال کریں گے وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### سرعام بدکاری ہونے کی خبر:

﴿228﴾..... طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

فرمایا یہ دین عظمت و رفعت کی بلندیوں تک بھی پہنچے گا اور زوال پذیر بھی ہوگا۔ یہ اتنا رفیع الشان ہو جائے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوگا۔ اس میں صرف ایک یا دو فاسق تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے۔ وہ اپنے قبیلے میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ جب بھی وہ گفتگو کریں گے انہیں جھڑک دیا جائے گا۔ اور یہ دین یہاں تک زوال پذیر ہوگا کہ ایک قبیلہ پورے کا پورا جفا پیشہ اور گناہ گار ہوگا۔ اس میں سے صرف ایک یا دو شخص ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوں گے۔ وہ بھی اپنے قبیلے میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کرنا چاہیں گے تو انہیں ڈانٹ دیا جائے گا۔ اس وقت بعد میں آنے والے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ حالانکہ وہ خود ہی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کریں گے۔

حَتَّى تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالْقَوْمِ فَيَقُومُ إِلَيْهَا بَعْضُهُمْ فَيَرْفَعُ بِذَيْلِهَا كَمَا



يَرْفَعُ بِذَنْبِ النَّعْجَةِ فَقَائِلُ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَارَيْتَهَا وَرَاءَ الْحَائِطِ  
فَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيكُمْ فَمَنْ أَمَرَ يَوْمَئِذٍ  
بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَلَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ مِثْلَ مَنْ رَأَى وَ  
آمَنَ بِي وَ أَطَاعَنِي وَ بَايَعَنِي .

اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ایک عورت ایک قوم کے پاس سے گزرے  
گی، ایک شخص اس کی طرف جا کر اس کے دامن کو اٹھا کر یوں بدکاری کرنا  
شروع کرے گا جس طرح کہ بھیڑ کی ڈم کو اٹھایا جاتا ہے۔ ایک کہنے والا اس  
سے صرف اتنا ہی کہے گا۔ تو اس عورت کو دیوار کے پیچھے ہی لے جاتا۔ وہ کہنے  
والا اس زمانہ میں اسی شان کا حامل ہو گا جیسے اس دور میں حضرت ابو بکر اور  
حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ شخص جو اس وقت نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع  
کرے گا اسے پچاس ایسے افراد کا اجر ملے گا جنہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر  
ایمان لائے، میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۴ بیوت تبتہ اللہ علی العینین ص ۳۹۰ بیوت ۱۰، اہل النبوة السیئتمی ج ۶)

## مدنی پھول:

(۱) آج کل یہی حال ہے کہ اگر خاندان میں سے کوئی مسلم دین حاصل کر لیتا ہے اس  
بچارے کو ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اگر وہ کوئی بات کرتا ہے تو اس کو خشک مولوی یا مولویا  
کہہ کر حقارت سے جھڑک دیا جاتا ہے۔ مسلم ممالک میں تو ابھی زنا و بدکاری اتنی عام نہیں ہے مگر  
یورپین ممالک میں یہی حال ہے۔ وہاں بے غیرت اور بے حیا لونڈے بازمرد رات جو عورت  
ہاتھ میں آئے اس سے سرعام بدکاری کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق  
وہاں عورتیں رات کو باہر نکلنے کے لیے ایسے انڈرویزز استعمال کرتی ہیں جن کو کوڈ ورڈز لگے  
ہوتے ہیں تاکہ وہ اس طرح کے کسی حادثے میں مردوں کی ہوس کا شکار نہ ہو سکیں۔

## حکم انوں کے ظلم کی خبر:

﴿ 229 ﴾ ..... حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَبْغَضَ الْمُسْلِمُونَ عُلَمَاءَهُمْ وَأَظْهَرُوا عُمَارَةَ أَسْوَاقِهِمْ وَتَنَاجَحُوا عَلَيَّ جَمَعَ الدَّرَاهِمَ رَمَاهُمْ اللَّهُ بِأَرْبَعِ خِصَالٍ بِالقَحْطِ مِنَ الزَّمَانِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ وَالْخِيَانَةِ مِنْ وِلَاةِ الْأَحْكَامِ وَالصَّوْلَةِ مِنَ الْعَدُوِّ .  
وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے، اپنے بازاروں کو بارونق بنائیں گے اور مال و دولت کے حصول کے لیے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں چار مصائب میں مبتلا کر دے گا۔

(1) وہ قحط میں مبتلا ہوں گے۔

(2) ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے۔

(3) حکام خیانت کریں گے۔

(4) دشمن کا دبدبہ ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔

(خصائص النبری ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ مستقبل کے واقعات کو دیکھ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے حالات سے آگاہ کرتے رہے اور یہی حقیقت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو علم باکان و مانیوں عطا ہوا جس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ آج لوگ اپنی مارکیٹوں اور بازاروں کو خوبصورت اور بارونق بنانے میں مصروف ہیں۔ لڑکی یا لڑکے کا نکاح کرتے وقت اس کی دینداری دیکھنے کی بجائے مال و دولت پر نگاہ ہوتی ہے اور جو کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرتا ہے اس کی روزی سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ مگر ہم ہیں کہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جب ہم ایسے کاموں سے باز نہیں آتے تو بتائیے کیا ہم قحط میں مبتلا نہیں اور ظالم حکمرانوں کے تحت زندگی بسر نہیں کر رہے۔ کیا ہمارے بڑے عہدیدار رشوت خوری اور خیانت سے کام نہیں لیتے اور کیا دشمنوں غیر مسلموں کا رعب ہمارے رگ و پے میں پیوست نہیں ہے۔ جو زبانِ اقدس سے نکلا وہ آج ہورہا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

موجودہ فحاشی و عریانی کی خبر:

﴿230﴾ ..... حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكُونُ فِي  
آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ رِجَالٌ يَرْكَبُونَ عَلَى الْمَيَابِرِ حَتَّى يَأْتُوا أَبْوَابَ  
الْمَسَاجِدِ نِسَاؤُهُمْ كَأَسِيَّاتٍ عَارِيَّاتٍ عَلَى رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْمَنَةِ  
الْبُخْتِ الْعِجَافِ .

نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلند و  
بالا سوار یوں پر ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان  
کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ بختی اونٹوں کی طرح ان  
کے سر اوپر کواٹھے ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجة التذلل علی العلمین ص ۳۹۰ بیروت: دائل الذوق للبیہقی ج ۶)

مدنی پھول:

(1) بلند سوار یوں میں اس ماڈرن دور کی ہر سواری داخل ہے مثلاً کاروین اور موٹر  
سائیکل وغیرہ یعنی اس امت پر ایسا دور بھی آئے گا کہ لوگ کاروں موٹروں پر سوار ہو کر  
مساجد میں آئیں گے اور ان کی عورتیں کاشن یا ریشم کے باریک کپڑے یا اس قدر تنگ  
ڈریسز پہنیں گی کہ نگلی نظر آئیں گی۔ انصاف سے بتائیے کہ آج وہ دور موجود نہیں جس کے  
بارے میں نبی کریم ﷺ نے صدیوں پہلے آگاہ کیا تھا۔

لوگ بھیڑنے کی طرح ہوں گے:

﴿231﴾ ..... الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى  
النَّاسِ زَمَانٌ هُمْ فِيهِ ذَنَابٌ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَنْبًا أَكَلَتْهُ الذَّنَابُ .

رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جس میں لوگ بھیڑیے کی طرح ہوں گے۔ جو بھیڑیے کی طرح نہ ہوگا اسے بھیڑیے کہا جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

دُنیا کے مال کی ہوس میں بھوکے بھیڑیوں کی مانند ہو جائیں اور جو شخص ان میں شریف ہوگا اسے لوٹ کھائیں گے جیسے آج کل ہر کوئی دُنیا کے حقیر مال کے پیچھے مارا مارا پھر رہا ہے۔

### برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا:

﴿232﴾..... الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
سَيُصِيبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا دَاءُ الْأُمَمِ  
قَالَ الْأَشْرُ وَالْبَطْرُ وَالتَّدَابُرُ وَالتَّنَافُسُ وَالتَّبَاغُضُ وَالبُخْلُ حَتَّى  
يَكُونَ البَغْيُ ثُمَّ يَكُونُ الهَرْجُ .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت کو بھی دیگر امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دیگر امتوں کی بیماری کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا، مال پر تکبر کرنا، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے سے دشمنی کرنا، مال میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا، ایک دوسرے سے بغض کرنا اور کنجوسی کرنا حتیٰ کہ بے حیائی عام ہو جائے گی۔ پھر قتل و غارت ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### حیا اور امانت داری کے اٹھنے کی خبر:

﴿233﴾..... ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يَرْفَعُ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْحَيَا وَالْأَمَانَةُ وَآخِرُ مَا يَبْقَى فِيهَا الصَّلَاةُ .  
وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا وہ چیز جو سب سے پہلے اس امت سے اٹھائی جائے گی وہ حیا اور امانت ہے۔ نماز اس امت میں آخر تک رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل)

### فاسق قاریوں کی خبر:

﴿234﴾ ..... حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عِبَادٌ جُهَالٌ وَقِرَاءٌ فَسَقَةٌ .  
رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جاہل عبادت گزراور فاسق قاری ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۱ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل)

### مساجد میں دنیا کی باتیں:

﴿235﴾ ..... امام بیہقی نے ”الشعب“ میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ مَرْسَلٌ .  
وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ مساجد میں دنیاوی گفتگو کیا کریں گے۔ ان کی محفل میں ہرگز نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل)



## فقیر حج کو گداگری بنالیں گے:

﴿236﴾ ..... زبیر بن بکار نے ”الموفقیات“ میں حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَتَّخِذُ الْمُلُوكُ الْحَجَّ نُزْهَةً وَالْأَغْنِيَاءُ تِجَارَةً وَالْفُقَرَاءُ مَسْأَلَةً .

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جس میں امیر لوگ حج کو سیر و تفریح، غنی اسے تجارت اور فقیر اسے گداگری بنالیں گے۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مسجد نبوی کی توسیع کی خبر:

﴿237﴾ ..... زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ نے اخبار مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ بِنِي مَسْجِدِي هَذَا إِلَى صُنْعَاءِ كَانَ مَسْجِدِي .

تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا اگر میری مسجد میں صنعاء تک بھی توسیع کر دی جائے گی تو پھر بھی یہ میری ہی مسجد رہے گی۔

(حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## دینی پھول:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ زرکشی ”احکام المساجد“ میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر یہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عنقریب آپ ﷺ کی مسجد میں وسعت کر دی جائے گی اور اسے پہلے سے کئی گنا کھلا کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہء خلافت میں مسجد نبوی کو وسیع کیا گیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے وسعت دی گئی پھر مختلف الخوار

میں اس میں توسیع ہوتی رہی۔

دو مسلم گروہوں کی جنگ کی خبر:

﴿238﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَا تَقُومُ  
السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِئْتَانِ عَظِيمَتَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَكُونُ بَيْنَهُمَا  
مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .

حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں  
کے دو گروہ آپس میں جنگ نہ کر لیں گے ان کا دعویٰ بھی ایک ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

مدنی پھول:

(۱) یہاں دو مسلمان گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے  
گروہ ہیں۔ جن کے درمیان کسی غلط فہمی کی وجہ سے جنگ ہوئی اور بعد میں صلح ہو گئی۔ (معاذ  
اللہ) کچھ بد مذہب لوگ اس جنگ کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت برا بھلا کہتے  
ہیں یہاں تک کہ کافر کہنے سے بھی ذرا خوف نہیں کرتے۔ ان کو اس

حدیث پاک سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے دو مسلمان گروہ فرما کر  
امیر معاویہ کے گروہ کو بھی مسلمانوں سے شمار کیا اور اپنی زبان مبارک سے انہیں مسلمان قرار  
دیا۔ جس کو آقا و عالم ﷺ مسلمان کہہ رہے ہوں ان کو یہ لوگ کافر کہنے کی کیسے جرات  
رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیست و نابود کرے۔

مقام حرہ پر مسلمانوں کے شہید ہونے کی خبر:

﴿239﴾..... امام بیہقی نے حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فِي  
سَفَرٍ فَلَمَّا مَرَّ بِحَرَّةِ زَهْرَةَ وَقَفَ فَاسْتَرْجَعَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ يُقْتَلُ

بِهَذِهِ الْحُرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِي بَعْدَ أَصْحَابِي .

سرورِ دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گزرے تو آپ ﷺ رُک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا لله وانا اليه راجعون . جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری اُمت کے بہترین لوگ شہید کئے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دورِ حکومت میں رونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ 63 ہجری کو پیش آیا۔

### گلٹی کی بیماری کی خبر:

﴿240﴾..... امام احمد نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتَهَاجِرُونَ إِلَى الشَّامِ فَيَفْتَحُ لَكُمْ وَيَقُومُ فِيكُمْ دَاءٌ كَالدَّمَلِ أَوْ كَالْحَزِيَّةِ يَأْخُذُ بِمِرَاقِ الرَّجُلِ يَسْتَشْهَدُ اللَّهُ بِهِ أَنْفُسَكُمْ وَيُزَكِّي أَعْمَالَكُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کر دیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مدنی پھول:

(1) ایسے ہی ہوا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام مسلمانوں کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے ملک شام منتقل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر مدنی کام کی دُھو میں مچا دیں۔ جوق در جوق لوگ دائرہ اسلام میں پناہ لینے لگے۔ چند ایام کے بعد ملک شام کے اندر گلٹی کی بیماری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے لوگ موت کے گھاٹ اترنا شروع ہو گئے۔ اطباء نے اس کی روک تھام کے لیے بہت کوششیں کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور کچھ دنوں کے بعد دُنیا فانی سے کوچ کر گئے کیونکہ اس بیماری میں انتقال کرنے والے کو نبی پاک ﷺ نے شہادت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ بھی شہادت کی نوید جانفزا سے مستفید ہوئے۔

## مدینہ میں طاعون نہیں آئے گی:

﴿241﴾ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ أَنْقَابُ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدِّجَالُ .

تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں، وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۷ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۳ بیروت: دلائل الدعوة للنبی ص ۱۶)

## مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا ابھی تک نہ آنا یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہ کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کر سکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے

بِهَذِهِ الْحُرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِي بَعْدَ أَصْحَابِي .

سرورِ دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گزرے تو آپ ﷺ رُک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا لله وانا اليه راجعون۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری امت کے بہترین لوگ شہید کئے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دورِ حکومت میں رونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ 63 ہجری کو پیش آیا۔

### گلٹی کی بیماری کی خبر:

﴿240﴾..... امام احمد نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتَهَاجِرُونَ إِلَى الشَّامِ فَيَفْتَحُ لَكُمْ وَيَقُومُ فِيكُمْ دَاءٌ كَالدَّمْلِ أَوْ كَالْحَزَّةِ يَأْخُذُ بِمِرَاقِ الرَّجُلِ يَسْتَشْهَدُ اللَّهُ بِهِ أَنْفُسَكُمْ وَيُزَكِّي أَعْمَالَكُمْ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کر دیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)



## مدنی پھول:

(1) ایسے ہی ہوا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام مسلمانوں کی سلطنت میں شامل ہو گیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لیے ملک شام منتقل ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر مدنی کام کی دُھو میں مچا دیں۔ جوق در جوق لوگ دائرہ اسلام میں پناہ لینے لگے۔ چند ایام کے بعد ملک شام کے اندر گلشی کی بیماری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے لوگ موت کے گھاٹ اترنا شروع ہو گئے۔ اطباء نے اس کی روک تھام کے لیے بہت کوششیں کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور کچھ دنوں کے بعد دُنیا فانی سے کوچ کر گئے کیونکہ اس بیماری میں انتقال کرنے والے کو نبی پاک ﷺ نے شہادت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ بھی شہادت کی نوید جانفزا سے مستفید ہوئے۔

## مدینہ میں طاعون نہیں آئے گی:

(241) امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ أَنْقَابُ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدِّجَالُ .

تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں، وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۲ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۱ ص ۱۶)

## مدنی پھول:

حضرت علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا ابھی تک نہ آنا یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہر کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کر سکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے

اس بیماری سے نجات کی دعا فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خبر دی تھی کہ یہ بیماری مدینہ طیبہ میں نہیں پھیلے گی۔

حضرت علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا وصال 913ھ میں ہوا لیکن آج ۱۴۳۳ھ ہے۔ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ مدینہ طیبہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہو۔ یہ سب کچھ سرورِ دو عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی وجہ سے ہے۔

حضرت زید اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق بشارت:

﴿242﴾ ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر پر رواں دواں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ جندب! کیا شان ہے جندب کی، زید! زید تو قطع الخیر ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

فَقَالَ أَمَا جُنْدَبٌ فَيَضْرِبُ ضَرْبَةً يَكُونُ فِيهَا أُمَّةٌ وَحَدَهُ وَ أَمَا زَيْدٌ  
فَرَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي تَدْخُلُ الْجَمْعَةَ يَدُهُ قَبْلَ بَدَنِهِ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جندب ایک ایسی چوٹ لگائے گا جس میں وہ ایک میری پوری امت کی مثل ہوگا۔ اور زید وہ شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے پہلے جنت میں جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

مدنی پھول:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ گورنر کوفہ بنا تو اس نے ایک شخص کو اپنے پاس بٹھایا تا کہ وہ جادو کر کے لوگوں کو دکھا دے کہ وہ زندہ بھی کر سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے۔ حضرت جندب تلوار لے کر آئے اور اسے جادو گر کی گردن پر مار کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کرو۔ حضرت زید بن صوحان کا ہاتھ جنگ قادسیہ میں کاٹا گیا اور جنگ جمل کے دن شہید ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

## مردہ کا کلام کرنا:

﴿243﴾..... الطبرانی نے اوسط میں جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ .

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک شخص مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۴ بیروت: دلائل النبوة وشمسہ ج ۱)

## مدنی پھول:

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ربیع بن خراش سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع انتقال کر گیا۔ وہ نرم دنوں میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں ہم سب سے زیادہ قیام کرتا تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپا تو وہ مسکرانے لگا۔ میں نے کہا اے میرے بھائی کیا تو مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے تو اپنے رب سے ملاقات کی ہے۔ اس نے میرے ساتھ روح و ریحان کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ جب میں نے اپنے مولا سے ملاقات کی تو وہ مجھ سے راضی تھا۔ میں نے کہا اے میرے محترم بھائی! آخرت کیسی ہے؟ اس نے کہا تمہارے گمان سے زیادہ آسان ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ربعی نے سچ کہا ہے۔“ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ایک امتی مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔ وہ تابعین میں سے بہترین ہوگا۔

حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی خبر۔

﴿244﴾..... ابن سعد، امام بیہقی اور نعیم نے عبدالرحمن بن زید بن جابر سے

روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ نَقَالَ لَهُ صَلَّةُ بِنِ اشِيمِ

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ كَذَا وَ كَذَا .

حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے تھے شخص جنت میں جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للشیخ علی بن ابی حمزہ ج ۶)

مدنی پھول:

(۱) یہاں کذا و کذا کے الفاظ کنایہ کے لیے مستعمل ہے یعنی صلہ بن اشیم کثیر لوگوں کی شفاعت فرما کر انہیں جنت میں پہنچائے گا۔

جب نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد کی یہ شان ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیا ہی ذوق افزا شفاعت تمہاری واہ واہ  
قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ

پیارے آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے شَفَاعَتِي لَأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي . میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے اور قیامت والے دن جب میرے آقا ﷺ گنہگاروں کی شفاعت فرما رہے ہوں لیکن متقی اور پرہیزگار جب آپ ﷺ کو گنہگاروں پر اتنا کرم کرتے ہوئے ملاحظہ کریں گے تو وہ بھی اپنے آپ کو گنہگاروں کی صف میں شامل کرنے کے لیے گنہگاروں سے گناہ اُدھار مانگے گیں تاکہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی نظر عنایت ہماری طرف بھی ہو جائے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس منظر کو قلمبند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ

وہب بن منبہ اور غیلان کی خبر:

﴿245﴾..... ابن عدی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ وَهَبٌ يَهَبُ اللَّهُ لَهُ الْحِكْمَةَ وَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ غِيْلَانٌ هُوَ أَضْرُّ عَلَى النَّاسِ مِنْ إِبْلِيسِ .

وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و دانائی عطا فرمائے گا۔ ایک اور شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶ بیروت: ج ۱۰۰ اللہ علی العلمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) حضرت وہب بن منبہ تابعی بزرگ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی عطا کردہ بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت و دانائی کے خزانوں کا مالک کیا۔ آپ ﷺ انتہائی پاک باز اور خوش خلق تھے۔

غیلان قدری انتہائی فسادی شخص تھا۔ اسی کی وجہ سے دین متین میں فساد پیدا ہوا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر:

﴿246﴾..... امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَفْدُمُ عَلَيْكُمْ وَلَا يَدْعُ بِهَا إِلَّا أُمَّالَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللَّهَ أَنْ يَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الذَّرْهِمِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَأْمُرْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ .

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئے گا۔ اب اس کے پاس اس کی والدہ ہی ہے۔ اس شخص کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ اس نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ اس کے داغ کو ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے داغ مٹا دیئے، صرف ایک درہم جتنا داغ



باقی رہ گیا، اس کا نام اولیس ہے۔ تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے بخشش کی دعا کروائے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

ابن سعد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے کیسے بخشش کی دعا کروں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تابعین میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا نام اولیس قرنی ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق خبریں:

﴿247﴾..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ اس طرح بیان کیا۔ ان کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، ان کے بال سفید ہوں گے، کندھوں کے درمیان جگہ چوڑی ہوگی، ان کا رنگ گورا اور گردن نیچے جھکی ہوئی ہوگی، ان کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہوگی وہ اپنے نفس کی وجہ سے گریہ بارہوں گے، وہ چیتھڑوں میں ملبوس ہوں گے، کوئی شخص ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہوگا اور اہل زمین میں وہ معروف نہیں ہوں گے لیکن اہل آسمان میں وہ مشہور ہوں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ ان کے بائیں کندھے کے نیچے ایک داغ ہوگا۔ جب قیامت کے دن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا۔ رُک جاؤ اور شفاعت کرو۔ وہ شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے اور ان کی شفاعت سے بنور بیعہ اور بنومضر جتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اے علی! اگر تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں مغفرت کی دعا کے لیے کہنا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دس سال تک حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو

ڈھونڈتے رہے لیکن وہ ان سے ملاقات نہ کر سکے جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابی قیس پر چھڑے اور آواز دی اے اہل یمن! کیا تم میں اولیس قرنی موجود ہیں؟ اس محفل میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم اولیس کو نہیں جانتے لیکن میرا ایک گننام سا بھائی ہے لیکن وہ اس قابل نہیں کہ آپ کے پاس اس کا تذکرہ کیا جائے، وہ ہمارے اونٹوں کو چراتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ تمہارا بھائی کہاں؟ اس بزرگ نے جواب دیا وہ اراکِ عرفات میں ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ادائیگی نماز میں مشغول تھے۔ انہوں نے ان کو سلام دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا میں اونٹوں کو اجرت پر چرانے والا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اس استفسار سے ہماری مراد یہ نہیں، ہم تو آپ کا نام پوچھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میرا نام عبداللہ ہے۔ انہوں نے کہا ہم سب اللہ ہی کے بندے ہیں۔ ہم آپ سے اس نام کے متعلق پوچھ رہے ہیں جسے آپ کی والدہ نے رکھا ہے۔

حضرت اولیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انہیں سنایا اور ان سے کہا کہ ہمیں وہ سفید داغ دکھائیں جو آپ کے ہاتھیں کندھے کے نیچے ہے تاکہ ہمیں آپ کی مخصوص علامت کا علم ہو جائے۔ جب اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھوں سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اس داغ کو دیکھا۔ وہ داغ بالکل اسی طرح تھا جس طرح رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا۔ انہوں نے حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ سے التجاء کی جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا۔ پھر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ ان کے متعلق جان کر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ ان کی تعظیم بجالانے اور انہیں سلام کیا اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں امت محمدیہ کی جانب سے بڑے جزا دے۔ پھر انہوں نے ان کے لیے بخشش کی دعا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر نرم رہے، اسی جگہ ٹھہرنا کہ میں تمہارے لیے کھانے اور لباس کا بندوبست کر سکوں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا کوئی وعدہ نہیں ہے نہ ہی آپ مجھے اس کے بعد دیکھ سکیں گے۔ میں نے کھانے اور لباس کو کیا کرنا ہے۔ پھر وہ اپنی

عبادت میں مشغول ہو گئے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ اولیٰ قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعی ہیں۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل ج ۶)  
مقام عذراء کے مقتولین کی وجہ سے اللہ ناراض ہے:

﴿248﴾ ..... یعقوب بن سفیان، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابوالاسود سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ نے عذراء حجر کے لوگوں کو کیوں قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کی زندگی میں امت کے فساد کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيُقْتَلُ بِعُذْرَاءِ نَاسٍ يَغْضَبُ اللَّهُ لَهُمْ وَأَهْلُ السَّمَاءِ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب عذراء کے مقام پر ایسے لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان ناراض ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۵ بیروت: دلائل النبوة للشیخ محمد بن اسماعیل ج ۶)

### مدنی پھول:

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ اختلافی شورش برپا ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی روک تھام کے لیے سپاہیوں کو بھیجا۔ انہوں نے مقام عذراء سے چند مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور سارے گناہ کا الزام ان پر لگا دیا تو آپ نے ان کو قتل کرنے کا حکم جاری فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے آگاہ کیا آپ کافی نادم ہوئے اور توبہ کی۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خبر:

﴿249﴾ ..... حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت یہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ

النَّاسُ أَنْ يَضْرِبُوا أَكْبَادَ الْإِبِلِ فَلَا يَجِدُوا عَالِمًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ  
الْمَدِينَةِ .

حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ علم کی جستجو میں اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن انہیں مدینہ طیبہ کے عالم سے زیادہ اہل علم نہیں ملے گا۔  
حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت  
امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۵ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

### مدنی پھول:

(۱) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نبی پاک صاحب لولاک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت زیادہ  
محبت کرتے تھے۔ اسی محبت نے ہی آپ کو ساری زندگی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی  
خدمت میں لگائے رکھا۔ دُور دراز سے لوگ سفر کر کے علم دین کے حصول کی خاطر  
مدینہ شریف حاضر ہوتے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے شرفِ تلمذ حاصل کرتے۔  
آپ رضی اللہ عنہ نے طالبانِ حدیث اور تشنگانِ علم کی تشنگی کو خوب بجھایا اور چشمہٴ علم و حکمت سے  
خوب سیراب فرمایا۔

اور حدیث پاک میں ”مدینہ کے عالم“ سے مراد بھی آپ ہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اپنی نظر نبوت سے آپ رضی اللہ عنہ کے علم و حکمت کو ملاحظہ فرما کر کئی سال پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
کو آپ کے متعلق آگاہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سارے اُمتیوں کے حالات  
سے باخبر ہیں۔

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں  
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو  
اُن کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں  
گزرا کرے پسر پہ پسر کو خبر نہ ہو

### حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خبر:

﴿250﴾..... طیا کی اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسْبُوا قُرَيْشًا فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمَلَأُ طَبَاقَ الْأَرْضِ عِلْمًا .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو کیونکہ ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کیونکہ کسی عالم کا علم روئے زمین پر اتنا نہیں پھیلا جتنا علم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پھیلا ہے۔  
 اُمت کے بہتر فرقوں میں تقسیم ہونے کی خبر:

﴿251﴾..... حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اِفْتَرَقَ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى أَوْ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً وَ اِفْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى إِحْدَى أَوْ اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً وَ تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً .

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے لیکن میری اُمت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### حالات اُمت کی خبر:

﴿252﴾..... حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا بَنِي



عَلَى أُمَّتِي مَا آتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَدُّوا النَّعْلَ بِالنَّعْلِ حَتَّى لَوْ  
كَانَ فِيهِمْ مَنْ نَكَحَ أُمَّهُ عِلَانِيَةً كَانَ فِي أُمَّتِي مِثْلَهُ أَنْ بَنِي  
إِسْرَائِيلَ افْتَرَقُوا عَلَى إِحْدَى وَ سَبْعِينَ مِلَّةً وَ تَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى  
ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قِيلَ مَا هِيَ قَالَ  
مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي .

حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں بھی بالکل وہی حالات پیدا ہوں گے جو حالات بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہو کر رہے گا۔ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے تھے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر گامزن ہوگا۔ وہ نجات پا جائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۳۸ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۶ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

### مدنی پھول:

قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ اختلاف جس کا ذکر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا، نبی مکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا اور نہ ہی یہ اختلاف حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا، بلکہ یہ اختلاف تو کئی سال گزر جانے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انتقال فرما جانے، تابعین، سات فقہائے مدینہ اور جدید علماء کرام کے انتقال فرما جانے کے بعد رونما ہوا۔ ان کے وصال سے علم ختم ہو گیا اور قلیل تعداد میں علماء کرام باقی رہ گئے۔ ان ہی علماء کا تعلق فرقہ ناجیہ سے ہے۔ ان کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ پھر حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تہتر فرقوں کی بنیادیں فرتے ہیں:

- (1) اہل سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ

(6) مشبہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ

اہل سنت کا ایک ہی گروہ ہے۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ کا ایک، نجاریہ کا ایک، ضراریہ کا ایک اور کلابیہ کا بھی ایک گروہ ہے اور مشبہ کے تین گروہ ہیں، یہ کل تہتر فرقے بنتے ہیں۔ نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ پھر حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فرقوں کے نام اور ان کے عقائد تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اسی طرح شہرستانی کی کتب مل اور نخل میں بھی ان کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوارج کے بارے میں خبر دینا:

﴿253﴾..... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے۔

عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا إِذَا آتَى ذُو الْخُوَيْصِرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ خِبْتُ وَخَسَرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْفَرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتُهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامِهِ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدٌ أَحَدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَدْرُدُ رُيْحُ جُونٍ عَلَى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ .

وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا تو

خائب و خاسر رہوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ اس کے ساتھی ایسے ہوں گے جن کے روزوں اور نمازوں کے سامنے تم اپنے روزوں اور نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے پتچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی ایک ایسا شخص ہوگا جس کی رنگت سیاہ ہوگی۔ اس کے ایک بازو پر عورت کے پستان کی طرح گوشت لٹک رہا ہوگا۔ وہ لوگوں میں سے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۷ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### مدنی پھول:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ انہوں نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کو ڈھونڈ کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس شخص میں وہ تمام علامات پائی جاتی تھیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

### مدنی پھول:

وہابی اور دیوبندی دو خوارج ہی کی بدترین شاخیں ہیں۔ ان کے مکمل عقائد وہی ہیں جو خوارج کے تھے۔ یہ اپنی جھوٹی توحید کے نعرے لگا کر اور لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر گمراہ کرنے میں مصروف عمل ہیں ان کا کام مخلوق خدا کو اولیاء اللہ سے بیزار کرنا اور نبی پاک ﷺ کی شدید گستاخیاں کرنا ہے اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کے پاس جانے سے منع کیا اور ان سے مدد مانگنے کو حرام قرار دیا ان آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخلوق خدا کو ان سے مستفید ہونے سے منع کرنا اور ان کو کافر و مشرک قرار دینا اور اس

گھناؤ نے جرم کو عین اسلام قرار دینا ان کا بدترین فعل ہے۔ آئیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ان کے بارے میں فرمانِ ذیشان سنتے ہیں:

وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شَرَّارَ خَلْقِ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَعَلَوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ .

(بخاری شریف جلد 2 باب قتال الخوارج)

### شیطانی داغ والا شخص:

﴿254﴾..... ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی توانائی کا ذکر کیا۔ اسی اثناء میں وہ شخص بھی ان کے پاس آ گیا۔

إِنِّي لَأَرَى فِي وَجْهِهِ سُفْعَةً مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمَّا دَنَا سَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ حَدَّثْتَ نَفْسَكَ بِأَنَّهُ لَيْسَ فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ خَيْرًا مِنْكَ .

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو دن میں یہ کہتا ہے کہ اس قوم میں مجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ اس نے کہا ہاں میں یہ سوچتا ہوں۔

پھر اس نے مسجد میں ایک خط کھینچا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو اسے جا کر قتل کر دے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا وہ واپس آ گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا، اس لیے میں خوفزدہ ہو گیا کہ میں ایسے انسان کو قتل کروں۔ نبی مکرم ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا کون ہے جو اس شخص کو قتل کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لیکن ان کے

ساتھ بھی وہی واقعہ پیش آیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آچکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اسے پالیا تو تم اسے قتل کر دو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اس جگہ پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آگئے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری امت سے ظاہر ہوگا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کبھی بھی دو حصوں میں منقسم نہ ہوتی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

رافضیوں کے متعلق غیب کی خبر دینا:

﴿255﴾..... عبد اللہ ابن احمد نے زوائد المسند میں حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ فِيكَ مِنْ عَيْسَى مَثَلًا أَبْفَضْتَهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهتُوا أُمَّه وَالنَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَ بِهَا .

آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائی ان کی محبت میں اتنا غلو کر گئے کہ انہیں مرتبہ الوہیت تک پہنچا دیا۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے۔

(1) مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والا حتیٰ کہ وہ مجھ سے ان چیزوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔

(2) مجھ سے بغض رکھنے والا، اس کا بغض اس کو برا سمجھتے کرے گا کہ وہ مجھ پر تہمت لگائے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک ایسا گروہ ہوگا جسے رافضہ کہا جائے گا وہ اسلام کو ترک کر دیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

فرقہ قدریہ کی خبر:

﴿256﴾..... الطبرانی نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔



عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا وَفِي أُمَّتِهِ قَدْرِيَّةٌ وَ مَرَجِنَةٌ يُشَوِّشُونَ عَلَيْهِ أَمْرَ أُمَّتِهِ .

نبی محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی امت میں جبریہ اور قدریہ تھے جو امت کے معاملہ میں اضطراب پیدا کرتے ہیں۔  
الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الحرمین ﷺ نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس امت کے آتش پرست ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۱ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

چہروں کے مسخ ہونے کی خبر:

﴿257﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مَسْخٌ وَ ذَاكَ فِي الْمُكْذِبِينَ بِالْقَدْرِ وَ الزَّنَادِقِيَّةِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اس امت میں مسخ ہوگا۔ وہ مسخ تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زنادقہ میں ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۳ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

فرقہ انکار حدیث کی خبر:

﴿258﴾..... ابو داؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا أَلْفِينَ أَحَدُكُمْ مُتَكِنًا عَلَيَّ أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا نَذَرِي مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ .

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی ایک شخص کو نہ پائے جو تجھے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہو جب اس کے پاس میرا کوئی حکم یا نہی پہنچے تو وہ کہے

ہم اسے نہیں جانتے ہم تو صرف اسے جانتے ہیں جو ہم قرآن میں پاتے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۸ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

پولیس کے بارے میں خبر دینا:

﴿259﴾..... امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ قَوْمٌ مَعَهُمْ سَيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَأَسْيَاطِ عَارِيَاتٍ مُمِيلَاتٍ مَائِلَاتٍ عَلَى رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْنَمَةِ الْبَحْتِ الْمَائِلَةِ .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو گروہ آگ میں جائیں گے:

(1) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح ڈنڈے ہوں گے وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(2) وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی عریاں ہوں گی، جو خود گناہ گار ہوں گی اور دوسروں کو گناہ کی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۵ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۸ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

مختار بن عبید القسی کے متعلق خبر:

﴿260﴾..... امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَابًا وَ مُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَقَدْ رَأَيْتَاهُ وَ أَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا أُخَالِكُ إِلَّا آيَاهُ .

انہوں نے حجج سے فرمایا۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور ظالم سے مراد تمہاری ہی ذات ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۵ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۹۹ بیروت: دلائل النبوة للشیخ ج ۶)

مدنی پھول:

کذاب سے مراد مختار بن عبید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کذاب جو ان ہوگا تکبر کی وجہ سے اس کا دامن طویل ہوگا، وہ اہل مصر کا امیر ہوگا، وہ اس کے لباس پہنے گا۔ اس کی شادابی ختم کر دے گا، وہ معزز لوگوں کو قتل کر دے گا اور اس سے لوگوں کا خوف زیادہ ہو جائے گا۔

شہر بغداد کی خبر:

﴿261﴾..... ابو نعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ سَتُبْنِي مَدَائِنُ بَيْنَ نَهْرَيْنِ يُحْشَرُ إِلَيْهَا خَزَائِنُ الْأَرْضِ وَ كُنُوزُهَا يَسْكُنُهَا شِرَارُ خَلْقِ اللَّهِ يَخْسِفُ اللَّهُ بِهَا بَعْدَ مَا يُعَذِّبُ بِالسَّيْفِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سر ویکائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجلہ اور دجل کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا جس میں زمین کے جابر حکمران جمع ہوں گے۔ جس کی طرف زمین کے خزانوں کو لایا جائے گا۔ اس میں بدترین مخلوق رہائش پزیر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو تلوار کا عذاب دینے کے بعد زمین میں دھنسائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

کوفہ کے بارے میں خبر:

﴿262﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَرْضًا يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ أَقْوَمُهَا قِبْلَةً وَ أَكْثَرُهَا مَسَاجِدَ وَ مُؤَدِّينَ يَدْفَعُ عَنْهَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَدْفَعُ عَنْ سَائِرِ الْبِلَادِ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں ایسی زمین سے آشنا ہوں جس کا نام بصرہ ہے۔ وہ قبلہ کے لحاظ سے

بالکل درست ہے، وہاں مساجد کی کثرت ہوگی۔ وہاں مؤذن کثیر ہوں گے۔  
اس شہر سے اتنے مصائب دُور کئے جائیں گے کہ اتنے مصائب کسی اور شہر سے  
دُور نہیں کئے جائیں گے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

بصرہ میں چہرے مسخ ہونے کی خبر:

﴿263﴾..... ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَمَصْرُونَ  
أَمْصَاراً فَيَكُونُ فِيهَا مِصْرٌ يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَ  
مَسْخٌ .

حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے۔ ان شہروں  
میں سے ایک شہر کا نام بصرہ ہوگا۔ وہاں خسف اور مسخ ہوگا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۵۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۰۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)



## سرورِ دو عالم کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے قبولِ اسلام:

﴿264﴾ ..... الطمرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا عَشِيَّةَ الْخَمِيسِ  
فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِعَمْرِو بْنِ مِهْشَامٍ  
فَأَصْبَحَ عُمَرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَسْلَمَ .

حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی غمام کو دعا مانگی۔ مولا! عمر بن خطاب یا  
عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو تکریم عطا فرمایا۔ جمعہ کے دن صبح صبح  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۳۳: خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲۰ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۴۱۰ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

### واقعہ قبولِ اسلام:

امام بیہقی اور الطمرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قبولِ  
اسلام سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ موسم گرما کے ایک گرم دن میں  
مکہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا۔ مجھے وہاں ایک شخص ملا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابن  
خطاب! کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا میں اس شخص کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے  
کہا اے عمر ابن خطاب! تیری کیفیت کتنی تعجب خیز ہے۔ تو یہ گمان کر رہا ہے کہ تو اس شخص  
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دے گا حالانکہ ان کا دین تیرے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تو کیا  
کہنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تیری بہن نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں کہ میں غصے کی حالت میں وہاں سے واپس آ گیا اور اپنی بہن کے دروازے پر دستک



دی۔ جب کوئی ایک یا دو غریب شخص اسلام قبول کر لیتے تو رسول کریم ﷺ انہیں کسی صاحب حیثیت شخص کے ساتھ ملا دیتے تاکہ انہیں وہاں کھانا وغیرہ باسانی مل سکے۔ رسول کریم ﷺ نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو شخص ملا دیئے تھے۔ جب میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا عمر۔ ان افراد نے جلدی کی اور مجھ سے روپوش ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کتاب کی تلاوت کر رہے تھے جو ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کو وہیں چھوڑ دیا یا وہ بھول گئے۔ میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن! تو صابی بن گئی ہے۔ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی میں نے وہ چیز اس کے سر پر ماری اس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ جب اس نے خون کو دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اس نے کہا اے ابن خطاب! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ جب میں چار پائی پر بیٹھ گیا تو مجھے وہ صحیفہ نظر آیا جو گھر کے وسط میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا یہ صحیفہ مجھے دو تاکہ میں اسے پڑھ سکوں۔ اس نے کہا تم اس صحیفے کو نہیں پڑھ سکتے کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ اس صحیفے کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں لگاتار اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دیا۔ میں نے اسے کھولا تو وہاں لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ میں نے اس کو رکھ دیا اور غور و فکر کیا۔ پھر میں نے صحیفہ کھولا تو میری نظر اس آیت پر پڑی۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (الحمدید: 1) جب میں نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں نے پھر صحیفہ بند کر کے خوب غور کیا۔ میں نے تیسری مرتبہ اس کتاب کو کھولا اور اسے پڑھنے لگا حتیٰ کہ میں ”اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ“ (الحمدید: 7) تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا۔ ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“

پوشیدہ ہونے والے لوگ جلدی سے میرے پاس پہنچے اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ انہوں نے کہا اے ابن خطاب! تمہیں مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے دُعائیں تھی اے مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے پسندیدہ شخص کے ذریعے

اسلام کو عزت عطا فرما۔ ہمیں امید ہے کہ حضور ﷺ کی یہ دعا بارگاہِ صمدیت میں قبول ہوگی ہے۔

عمر کے سینہ سے کھوٹ نکال دے:

﴿265﴾..... الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ صَدْرَ عُمَرَ بِيَدِهِ حِينَ أَسْلَمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَخْرِجْ مَا فِي صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غَلٍّ وَابْدِلْهُ إِيْمَانًا .

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا کی مولا! عمر کے سینے سے کھوٹ کو نکال دے اور اس کو ایمان کے ساتھ بدل دے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۹ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۴۱۱ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

ابن عبدود کا بھیانک انجام:

﴿266﴾..... غزوة خندق کے دن عمرو بن عبدود نے مبارزت کی دعوت دی۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَا أَبَارِزُهُ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيْفَهُ وَعَمَّمَهُ وَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنهُ عَلَيْهِ ثُمَّ بَرَزَ لَهُ وَدَنَا أَحَدَهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَثَارَتْ بَيْنَهُمَا غَبْرَةٌ وَضَرَبَهُ عَلِيٌّ فَقَتَلَهُ وَوَلَّى أَصْحَابُهُ هَارِبِينَ .

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے ساتھ نبرد آزما ہوں گا۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی مبارک تلوار اور عمامہ شریف عطا فرمایا اور دعا کی مولا! ابن عبدود پر ان کی اعانت فرما۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور ایک دوسرے سے زور آزمائی کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے

ایک ہی وار سے اس کو واصل جہنم کر دیا۔ یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۰ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### سردی اور گرمی سے بچاؤ کی دعا:

﴿267﴾..... عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید گرمی میں کھر دری اور موٹی قمیص زیب تن فرمایا کرتے تھے لیکن گرمی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی اور سخت سردی میں ہلکے کپڑے پہنا کرتے تھے انہیں سردی بھی نہیں لگتی تھی۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔

فَقَالَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خَيْبَرَ لَا عَطِينَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ عَلَيَّ يَدِيهِ فَدَعَانِي فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفَهُ  
الْحَرَّ وَالْبَرْدَ فَمَا وَجَدْتُ بَعْدَ ذَلِكَ بَرْدًا وَلَا حَرًّا .

انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا۔ ”میں یہ علم ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا عطا فرمایا پھر دعا مانگی۔ اے میرے پروردگار! علی کو گرمی اور سردی سے بچا۔ نبی محترم ﷺ کی اس دعا کے بعد میں نے کبھی گرمی یا سردی محسوس نہیں کی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### آشوب چشم کی بیماری کا علاج:

﴿268﴾..... الطمرانی نے اوسط میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اس وقت سخت سردی تھی۔ آپ نے صرف دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہم نے کہا ہمارا علاقہ آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ سخت ٹھنڈا علاقہ ہے۔ یہ زمین آپ کی زمین کی طرح کی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گرمی

اور سردی سے محفوظ ہوں۔ جب رسول کریم ﷺ نے مجھے خیر کی طرف روانہ کیا تو میں نے آشوب چشم کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے میری آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اس دن سے نہ تو کبھی میری آنکھوں میں تکلیف ہوئی اور نہ ہی میں نے گرمی اور سردی کو محسوس کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### فیصلہ کی قوت کا عطا فرمانا:

﴿269﴾ ..... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَبْعُنِي وَ أَنَا شَابٌّ أَقْضَى بَيْنَهُمْ وَلَا أُدْرِي مَا الْقَضَاءُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهُ فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ مَا شَكَّتُ فِي قَضَاءِ بَيْنِ اثْنَيْنِ . . .

وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ آپ مجھے یمن کی طرف روانہ فرما رہے ہیں تاکہ میں ان میں حج کے فرائض انجام دوں حالانکہ میں ابھی جوان ہوں اور میں نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دُعا کی اے میرے مالک! اس کے دل کو ہدایت نصیب فرما اور اس کی زبان کو استقامت عطا فرما۔ مجھے اس ذات کی قسم جو دانے کو پھاڑتا ہے۔ اس دُعا کے بعد میں نے کبھی بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے ہوئے تردد محسوس نہیں کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۲ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

### بیماری سے فوراً شفا حاصل ہونا:

﴿270﴾ ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا۔ رسول

مکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ اس وقت میں یہ دُعا مانگ رہا تھا۔

فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْفِهِ عَافِيَهُ ثُمَّ قَالَ قُمْ فَقُمْتُ فَمَا عَادَلِي ذَلِكَ  
الْوَجْعُ بَعْدُ .

اے میرے پروردگار! اگر میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے تو مجھ پر رحم  
فرما اور اگر میری وفات متاخر ہے تو مجھے اس بیماری سے نجات عطا فرما اور  
اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کرنے کی توفیق دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا مولا! اسے شفا عطا فرما، اسے قبولیت عطا فرما۔ پھر آپ ﷺ نے  
مجھے فرمایا۔ اٹھو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ درد مجھے کبھی نہیں ہوا۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۹ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۱۲ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے برکت کی دعا:

﴿271﴾ ..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ عَوْفٍ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ .

نبی مکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے با برکت  
کرے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۷ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۱۲ بیروت: دلائل النبوة للبيهقي ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۳۳)

دعا کی برکت کا ظہور:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اس دعا کے بعد حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے  
تھے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ اگر میں کسی پتھر کو بھی اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ مجھے اس  
کے نیچے سے بھی سونا یا چاندی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر و بھلائی کے دروازوں کو  
کھول دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔  
حضور ﷺ نے انہیں حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ  
نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دیں تاکہ حضرت  
عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کر لیں اور اپنا آدھا مال بھی انہیں دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت



عبدالرحمن نے حضرت سعد سے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری بیویوں اور تیرے مال میں برکت فرمائے۔ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر مال عطا فرمایا۔ جب 31 ہجری یا 32 ہجری میں آپ نے مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا تو آپ کے ورثہ میں سے سونے کو کدالوں سے کھودا گیا کئی ہزار مزدوں کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ ان کی بیویوں میں سے ہر بیوی نے آٹھویں حصے میں سے چوتھا حصہ اسی ہزار دینار حاصل کئے اور ایک اور روایت کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار تھا۔ ان میں سے ایک بیوی نے اسی ہزار دینار سے زیادہ لے کر صلح کر لی۔ انہوں نے ایک ہزار گھوڑے اور پانچ ہزار دینار راہِ خدا میں خیرات کرنے کی وصیت کی۔ اپنا ایک باغ اُمہات المؤمنین کو دینے کی وصیت کی۔ وہ باغ چار لاکھ دینار میں فروخت کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ہر بدری صحابی کو چار ہزار دینار دینے کی وصیت کیے۔ یہ تمام اشیاء ان صدقات کے علاوہ ہیں جو وہ اپنی زندگی میں دیا کرتے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۲ بیروت)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعاء ہونے کی خبر:

﴿272﴾..... ترمذی اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ فَكَانَ لَا يَدْعُو إِلَّا أُلْجِبَ .

حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے مولا! سعد جب بھی تجھ سے دعا کرے اس کی دعا کو قبول فرما۔ یہ اس دعا کا ہی ثمرہ تھا کہ وہ جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۳۳)

حضرت سعد کے تیر کو نشانہ پر لگا:

﴿273﴾..... ابن سعد نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِسَعْدِ اللَّهِ سَدِّدْ سَهْمَهُ وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ وَحَبِّبْهُ فَاسْتَجَابَ اللَّهُ جَمِيعَ ذَلِكَ فَكَانَ مُحِبًّا وَكَانَ سَهْمُهُ لَا يُخْطِئُ .

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے مولا! حضرت سعد کے تیر کو نشانے پر لگا، ان کی ہر دُعا کو قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر دُعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی دُعا کے طفیل وہ محبوب ہو گئے۔ ان کا تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا اور ان کی دُعا رد نہیں ہوتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۳۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دُعا:

﴿274﴾ ..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لیے یوں دُعا فرمائی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ . ”اے مولا! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔“ یہ اسی دُعا کا نتیجہ

تھا کہ آپ رضی اللہ عنہما سب سے پہلے مفسر قرآن ہوئے اور امام المفسرین کا لقب پایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۳۳)

ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے لیے نجات کی دُعا:

﴿275﴾ ..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

حضور ﷺ جب عشاء کی نماز ادا فرماتے تو آخری رکعت میں یہ دُعا مانگتے:

اللَّهُمَّ نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ نَجِّ سَلْمَةَ بِنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ نَجِّ

عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اللَّهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ .

یا اللہ! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما۔ مولا! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ مولا!

عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ میرے مالک! کمزور مومنین کو نجات

دے۔

مولا! مضر پر اپنی گرفت سخت کر۔ مولا! ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا قحط حضرت

یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر وہ ”علہز“ کھائیں۔ نبی اکرم ﷺ کمزور مسلمانوں کے لیے لگا تا رُدا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے دُعا کرنا ترک کر دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۲۳)

### تجارت میں برکت کی دُعا:

﴿276﴾..... ابن سعد نے ابو حصین کی سند سے مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام کو ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے قربانی کا جانور لے کر آئیں۔ انہوں نے پہلے ایک دینار کا ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار کا ایک اور جانور خریدا وہ جانور بھی اور وہ دینار بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا۔ فَدَعَا مَوْلَى اللَّهِ أَنْ يُبَارِكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ .

حضور اکرم ﷺ نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت کرے۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۲۳)

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تجارت میں ایک خوش قسمت آدمی تھے۔ جب بھی کوئی چیز بچتے انہیں نفع ہوتا۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی دُعا کی برکت سے تھا۔  
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دُعا:

﴿277﴾..... امام سیوطی نے ”تحفة الابد“ میں لکھا ہے اور قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعثت نبوی ﷺ کے آغاز میں ابو جہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس آئیں اور انہیں بتایا۔ ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ابو جہل کے پاس لے گئے اور کہا جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مارا ہے۔ آپ بھی اسی طرح اسے تھپڑ ماریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت

میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ عرض کیا:

فَرَفَعَ يَدَهُ وَقَالَ اللَّهُمَّ لَا تَنْسَهَا لِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا مَا شَكَّكَتُ إِنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ لِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ .

آپ ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ابوسفیان کو اپنی  
رحمت سے محروم نہ کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں  
کوئی شک نہیں کہ ان کا اسلام قبول کرنا حضور اکرم ﷺ کی دُعا کی وجہ سے

تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے شکم سیر نہ ہونے کی دُعا:

﴿278﴾..... امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَدْعُ لِي  
مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ أَنَّهُ يَأْكُلُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ لَا أَشْبَعُ اللَّهَ بَطْنَهُ بَعْدَهَا .

سروردو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا۔ معاویہ کو بلاؤ۔ میں نے عرض کی کہ وہ کھانا کھا  
رہے ہیں۔ جب میں تیسری مرتبہ بھی یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ  
تعالیٰ معاویہ کے پیٹ کو نہ بھرے۔ اس دُعا کے بعد وہ کبھی شکم سیر نہیں ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلطنت کی دُعا:

﴿279﴾..... ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ سروردو عالم ﷺ نے حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا فرمائی:

اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ وَ مَكِّنْ لَهُ الْبِلَادَ وَ قِهِ الْعَذَابَ .

ترجمہ: ”اے مولا! ان کو کتاب کی تعلیم دے اور ان کی سلطنت کو استحکام عطا

فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔“

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر ہوئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر رہے۔ وہ بیس سال تک شام کے امیر رہے۔ پھر بیس سال تک خلیفہ رہے۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے کنارہ کش ہوئے تو ان کی خلافت پر امت کا اجماع ہو گیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۹۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی)

### حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اولاد میں برکت کی دُعا:

﴿280﴾..... امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتْ أُمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَادِمُكَ أَنَسٌ أَدْعُ اللَّهَ تَعَالَى لَهُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا آتَيْتَهُ .

وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اپنے خادم انس کے لیے دُعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے دُعا فرمائی مولا! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور جو نعمت تو اسے عطا کرے اس میں برکت فرما۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة للبیہقی ج ۶ (شفاء ج ۱ ص ۲۳۲)

### مدنی پھول (۱):

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے زائد ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا زندگی کی جتنی سہولت مجھے میسر رہی کسی اور شخص کو اتنی آسائش نہ مل سکی۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے ایک سو بیٹوں کو دفن کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے طاعون جارف میں وصال فرمایا۔ اس وقت ان کے ستر بیٹے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۳ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

(شفاء ج ۱ ص ۲۳۳)



## مدنی پھول (2):

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ننانوے سال زندگی بسر فرمائی اور 91 ہجری میں وصال فرمایا۔ ترمذی اور بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک ایسا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ اس باغ میں ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔  
سردی ختم ہونے کی دُعا:

﴿281﴾..... ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَيْلَةَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبْرِ الْقَوْمِ جَعَلَهُ اللَّهُ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَنَادَى يَا حَذِيفَةَ فَأَجَابَهُ فَقَالَ أَمَا سَمِعْتَ صَوْتِي قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُجِيبَنِي قَالَ الْبَرْدُ قَالَ لَا بَرْدَ عَلَيْكَ قَالَ فَذَهَبَ عَنِّي الْبَرْدُ فَذَهَبَ فَاتَاهُ بِخَبْرِ الْقَوْمِ فَلَمَّا رَجَعَ عَادَ الْبَرْدُ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجِدُهُ .

غزوہ خندق کے دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دشمن کے لشکر کی خبر لے کر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرا رفیق بنائے گا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے فرمایا لیکن کسی شخص نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! انہوں نے عرض کی لبیک میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی۔ انہوں نے عرض کی سردی بہت شدید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں سردی نہیں لگے گی۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی خبر لینے چلے گئے۔ انہیں بالکل سردی محسوس نہ ہوئی اور جب وہ واپس آگئے تو انہیں سردی محسوس ہونے لگی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۱۵ بیروت: دلائل النبوة ۱۱ ابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۲)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے مددِ الہی کی دُعا:

﴿282﴾..... حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مرحب قلعہ خیبر سے باہر آیا اور مبارزت کی دعوت دینے لگا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ آپ ﷺ نے انہیں جانے کی اجازت دی۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُمْ إِلَيْهِ اللَّهُمَّ أَعْنِهِ عَلَيْهِ فَبَرَزَ إِلَيْهِ فَقَتَلَهُ .  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی طرف جاؤ اور پھر بارگاہ ایزدی میں دُعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ مولا! مرحب پر اس کی مدد فرما۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کر دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۵ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلامتی کی دُعا:

﴿283﴾..... ابو یعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْشَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَزْوَةً فَاتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ لِي بِالشَّهَادَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ فَغَزَوْنَا فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا .

وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور انہیں مالِ غنیمت دے۔ جب ہم نے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی بخشی اور مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ ایک اور غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور مالِ غنیمت عطا فرما۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہمیں فتح عطا فرمائی بلکہ سلامتی اور مالِ غنیمت سے بھی نوازا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۵ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۰)

حضرت عبداللہ ذوالجبارین رضی اللہ عنہ کے لیے بخار کی دُعا:

﴿284﴾ ..... ابو نعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالجبارین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے شہادت کی دُعا فرمائیں۔

فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ دَمَهُ عَلَى الْكُفَّارِ إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَخَذْتَكَ الْحَمَى فَقَتَلْتَنِي فَأَنْتَ شَهِيدٌ فَلَمَّا نَزَلُوا تَبُوكَ أَقَامُوا بِهَا أَيَّامًا ثُمَّ تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ ذُو الْجَبَادِينَ بِالْحَمَى .

آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے مالک! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ اور مجھے فرمایا تو جب بھی راہِ خدا میں نکلے گا تجھے بخار ہو جائے گا، تجھے بخار کی وجہ سے موت آئے گی لیکن تجھے شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبوک پہنچے تو وہاں حضرت عبداللہ ذوالجبارین رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور اسی بخار میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۶۱ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے پاؤں ٹھیک ہونے کی دُعا:

﴿285﴾ ..... قَالَ ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَأَلْتُكَ أَنَّ رِجْلِي عَرَجَاءٌ لَا تَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ فَدَعَا لِي فَبَرِئْتُ حَتَّى اسْتَوَتْ مِثْلَ الْأُخْرَى .

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاؤں میں لنگڑاپن ہے جس کی وجہ سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگ سکتا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دُعا فرمائی حتیٰ کہ میرا پاؤں دوسرے پاؤں کی طرح ٹھیک ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۳ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

### حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے شیطان دُور ہونے کی دُعا:

﴿286﴾..... امام بیہقی نے سلیمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں میں قرأت کا اختلاف تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کی قرأت کو سنا اور فرمایا تم دونوں نے عمدہ قرأت کی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شک اور تردد پیدا ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دُعا مانگی۔

وَقَالَ اللَّهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ فَارْفَضِيْتُ عِرْقًا وَ كَلْبِي اَنْظُرْ  
اِلَى اللَّهِ فَرَقًا .

مولا! اس سے شیطان کو دُور فرما۔ میں اس وقت پسینے سے شرابور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۶ بیروت: دلائل النبوة لابا نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

### حضرت ابو طلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لیے اولاد کی دُعا:

﴿287﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے اسحاق بن عبد بن ابی طلحہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو مرض لاحق ہوا جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ ان کا لخت جگر وفات پا چکا ہے تو انہوں نے اس کے کپڑے ڈھانپ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ جب حضرت ابو طلحہ آئے تو انہوں نے پوچھا میرا بیٹا کیسا ہے؟ ان کی زوجہ نے جواب دیا۔ اب وہ بڑا پرسکون ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ اب اسے آرام آ گیا ہوگا۔ ابو طلحہ سمجھے کہ ان کی بیوی سچ کہہ رہی ہے۔ انہوں اسی رات بیوی سے ہمبستری کی۔ صبح کے وقت غسل فرمایا۔ جب وہ گھر سے باہر جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انہیں تمام حالات بتائے کہ ان کا نورِ نظر انتقال کر گیا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

نے حضور ﷺ کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی اور پھر آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔

فَقَالَ ﷺ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لَكُمْ فِي لَيْلَتِكُمْ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ لَهَا سَبْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت دے۔ حضرت انصار میں سے ایک مرد نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے سات بیٹے ہوئے۔ وہ تمام کے تمام قرآن کے قراء تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۶ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا:

﴿288﴾..... ابن اسحاق نے حضرت بریدہ سے اور انہوں نے سفیان سلمیٰ سے

اور وہ بنو سلمہ کے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کے مقام پر موجود تھے۔ جب یہود کی بھیڑیں آئیں وہ اپنے قلعے میں جانا چاہتی تھیں۔ حالانکہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ يُطْعِمُنَا مِنَ الْغَنَمِ قَالَ أَبُو الْيُسْرِ فَقُلْتُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَاَفْعَلْ قَالَ فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ مِثْلَ الظِّلِيمِ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْلِيَا اللَّهُمَّ اْمْتِعْنَا بِهِ .

حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اس بھیڑ کا گوشت کون کھلائے گا۔ ابو الیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو اس کا گوشت کھلاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ۔ میں شتر مرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے دُعا فرمائی مولا! ہمیں اس سے لطف اندوز فرما۔ حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھیڑوں کو اس وقت جالیا جب ان کا ابتدائی حصہ قلعے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں اٹھائیں۔ انہیں اپنی بغل میں دبایا اور اس طرح دوڑتا ہوا آیا گویا کہ



میں خالی ہاتھ ہوں۔ میں نے حضور ﷺ کے سامنے انہیں پھینک دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت تناول کیا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں انتقال فرمایا۔ جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رونے لگتے اور کہتے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میری زندگی سے فائدہ اٹھایا۔ میں ان سب کے آخر میں انتقال کرنے والا ہوں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۶ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۱)

### نور کی سرکار سے نور کا عطا ہونا:

﴿289﴾..... حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ جب رسول مکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے اس وقت میں مکہ معظمہ میں آیا۔ قریش مکہ طفیل بن عمرو کے پاس گئے۔ طفیل ایک صاحب شرف انسان اور عمدہ شاعر تھے۔ انہوں نے ان سے کہا تم ہمارے شہر میں آئے ہو تو سن لو وہ شخص جو سامنے ہے۔ اس نے ہماری جماعت میں انتشار پیدا کر دیا ہے اور ہمارے معاملہ میں افتراق پیدا کر دیا ہے۔ اس کا کلام جادو کی طرح ہے۔ وہ (حضور ﷺ) آدمی کو اس کے باپ، اس کے بھائی اور اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہارے متعلق اور تمہاری قوم کے متعلق بھی یہی خطرہ ہے۔ جب وہ شخص (حضور ﷺ) تمہارے پاس آئے تو نہ اس کی بات سننا اور نہ ہی اس سے گفتگو کرنا۔ وہ مجھ سے برابر یہی اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ میں اس سے نہ کوئی کلام سنوں گا اور نہ اس سے کوئی بات کروں گا حتیٰ کہ میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں مسجد جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تا کہ میں آپ ﷺ کا کلام نہ سن سکوں۔ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں گیا۔ حضور ﷺ کعبہ مشرفہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا کلام کسی نہ کسی طرح میرے کانوں تک پہنچ گیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا۔ میں نے دل میں کہا میں ایک شاعر ہوں۔ میں کلام کی اچھی اور بری صفات سے آشنا ہوں۔ مجھے اس شخص کے کلام کو سننا چاہیے کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اگر یہ کلام اچھا ہوا تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو اسے چھوڑ دوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ گھر واپس

آنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے عرض کی آپ ﷺ کی قوم نے مجھے آپ (ﷺ) کے متعلق اس طرح کہا ہے۔ آپ مجھے اپنے معاملہ کے متعلق بتائیں۔

فَعَرَضَ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَتَلَا عَلَيَّ الْقُرْآنَ فَلَا وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ قَوْلًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا أَمْرًا أَعْدَلَ مِنْهُ فَأَسْلَمْتُ وَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أَمْرٌ مُطَاعٌ فِي قَوْمِي وَإِنِّي رَاجِعٌ إِلَيْهِمْ فَدَاعِيَهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي آيَةً تَكُونُ لِي عُونًا فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً فَخَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ كَدَاءٍ وَقَعَ نُورٌ بَيْنَ عَيْنِي مِثْلَ الْمِصْبَاحِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ فِي غَيْرِ وَجْهِهِ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَظُنُّوا أَنَّهَا مُثَلَّةٌ وَقَعَتْ فِي وَجْهِهِ فَتَحَوَّلَ فَوْقَ فِي رَأْسِ سَوِطِي كَالْقَنْدِيلِ الْمُعَلَّقِ .

نبی کریم ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ قرآن پاک پڑھا، اللہ کی قسم! اس سے عمدہ کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اس سے زیادہ عادل معاملہ میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے کہا یا نبی اللہ ﷺ! میری قوم میری اطاعت کرتی ہے۔ میں ان کی طرف جا رہا ہوں۔ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی علامت عطا فرمادے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اسے کوئی علامت عطا فرما۔ میں اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا جب میں ثنیہ کداء پر پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان ایک نور روشن ہو گیا۔ وہ چراغ کی طرح تھا۔ میں نے دعا کی اے میرے پروردگار! اس کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل کر دیں۔ ورنہ وہ سمجھیں گے کہ یہ مثلہ ہے جو میرے چہرے پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ نور میرے عصا کے سرے پر منتقل ہو گیا۔ وہ ایک معلق قندیل کی طرح تھا۔ میں نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا لیکن انہوں نے میری اس دعوت میں دلچسپی نہ لی۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں

حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دوس کا قبیلہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف جاؤ ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔ میں اپنی قیام گاہ میں آ گیا۔ میں قبیلہ دوس کو لگا تاں دعوتِ اسلام دیتا رہا حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ خیبر کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میرے ساتھ قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کے افراد تھے۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۳۲: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۵ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا اسلام قبول کرنا:

﴿290﴾..... امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا روئے زمین پر ہر مومن مرد اور مومن عورت مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا آپ کو یہ کیسے علم ہوا؟ انہوں نے فرمایا میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا لیکن وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں نے

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى  
الْإِسْلَامِ فَنَدَعَا لَهَا فَرَجَعْتُ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْبَيْتَ قَالَتْ أَشْهَدُ أَنْ لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷻ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرْحِ كَمَا كُنْتُ أَبْكِي مِنَ الْفَرْحِ كَمَا  
كُنْتُ أَبْكِي مِنَ الْحُزْنِ وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷻ قَدْ اسْتَجَابَ اللَّهُ  
دَعْوَتَكَ وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْإِسْلَامِ .

بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے میری والدہ کے لیے دُعا فرمائی۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ

نے اسلام قبول کر لیا۔ میں واپس بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ میں خوشی سے اسی طرح گریہ زار تھا جس طرح میں پہلے غم سے روتا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو قبول فرمایا ہے اور ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگیں کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو تمام مومنین کے نزدیک محبوب بنا دے اور انہیں ہمارے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ اے میرے مولا! اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو تمام لوگوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور تمام لوگوں کو ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ میں جس مومن یا مومنہ کو جانتا ہوں وہ مجھ سے مُبت کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۳۳: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۱۷ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### ثعلبہ بن حاطب کے لیے مال کی دُعا:

﴿291﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ جَاءَ ثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ  
اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي مَالًا وَوَلَدًا فَقَالَ وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ قَلِيلٌ تَطِيقُ  
شُكْرَهُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا تَطِيقُهُ فَأَبَى فَقَالَ وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ أَمَا  
تَحِبُّ أَنْ تَكُونَ مِثْلِي فَلَوْ شِئْتُ أَنْ يَسِيرَ رَبِّي هَذِهِ الْجِبَالَ مَعِيَ  
ذَهَابًا لَسَارَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي مَالًا وَوَلَدًا  
فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ آتَانِي اللَّهُ مَا لَا لِأَعْطِينَ كُلَّ ذِي حَقٍّ  
حَقَّهُ فَدَعَا لَهُ فَاشْتَرَى غَنَمًا فَبُورِكَ لَهُ فِيهَا وَنَمَتْ كَمَا يَنْمُو  
الدُّودُ حَتَّى ضَاقَتْ بِهَا الْمَدِينَةُ .

ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و ثروت اور اولاد عطا

فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت ہو وہ کم مال جس کا تو شکریہ ادا کر سکے اس کثیر مال سے کہیں بہتر ہے جس کا تو شکریہ ادا نہ کر سکے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! کیا تو میری طرح نہیں ہونا چاہتا۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ رواں ہو جاتے۔ ثعلبہ نے پھر یہی اصرار کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے مال و دولت اور اولاد کی دُعا فرمائیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کا حق ادا کروں گا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے دُعا فرمائی۔ اس نے ایک بکری خریدی جس میں بہت برکت پیدا ہوئی۔ اس کی بکریاں بکیتروں کی طرح بڑھنے لگیں حتیٰ کہ مدینہ طیبہ کی زمین ان کے لیے تنگ ہو گئی۔ وہ انہیں مدینہ منورہ سے باہر لے گیا۔ وہ دن کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا لیکن رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز کے لیے نہیں آتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا۔ وہ اپنی بکریوں کو مدینہ طیبہ سے اور دُور لے گیا۔ وہ دن اور رات کی کسی نماز میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کر سکتا تھا۔ صرف جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا اور وہ اپنی بکریوں کو اور دُور لے گیا۔

اب نہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنازہ میں شرکت کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو صدقات لینے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اونٹ اور بکریوں کا نصاب لکھا اور اسے دو آدمیوں کو دے کر روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کریں۔ وہ دونوں شخص روانہ ہوئے۔ جب وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ ثعلبہ نے کہا مجھے دستاویز دکھاؤ۔ جب انہوں نے وہ حکم نامہ دکھایا تو وہ کہنے لگے یہ تو جزیہ ہے تم ابھی چلے جاؤ اور فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ وہ دونوں شخص فارغ ہونے



کے بعد اس کے پاس آئے اور اسے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ ہے۔ تم ابھی چلے جاؤ تاکہ میں غور و فکر کر سکوں۔ وہ دونوں وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِن اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ ..... الخ (التوبہ: 75)

جب ثعلبہ نے ان آیات کے متعلق سنا تو وہ اپنا صدقہ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ ثعلبہ رونے لگا اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تیرا اپنا ہی عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا لیکن تو نے میری اطاعت نہیں کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت ہلاک ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۵ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۸ بیروت۔ دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے لیے اولاد میں برکت کی دُعا:

﴿292﴾ ..... مالک بن ربیعہ سے روایت کیا ہے أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا لَهُ يُبَارِكُ اللَّهُ لَهُ فِي وُلْدِهِ فَوَلِدَ لَهُ ثَمَانُونَ ذَكَرًا .  
حضور ﷺ نے ان کی اولاد میں برکت کے لیے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی (80) بچے عطا فرمائے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۲ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۴۱۹ بیروت۔ دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کی بکریوں میں برکت کی دُعا:

﴿293﴾ ..... جعد بن عبد اللہ بن عامر البکائی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ تین افراد معاویہ بن ثور، ان کا بیٹا بشر اور کعب بن عبد اللہ 9 ہجری کو بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد عمر بھی تھے۔

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِنِّي اَتَبْرُكُ بِمَسِكَ فَاَمْسَحْ وَجْهَ

إِنِّي بَشَرٌ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَأَعْطَاهُ أَعْنَزًا عَفْرَاءً وَبَرَكَ عَلَيْهِنَّ قَالَ  
الْجَعْدُ فَالْسَّنَةُ رُبَّمَا أَصَابَتْ بَنِي الْبُكَاءِ وَلَا تُصِيبُهُمْ .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں تو آپ ﷺ کو چھو کر برکت حاصل کر لیتا ہوں۔ میرے فرزند بشر کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیریں۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اسے خاکستری رنگ کی بکریاں عطا کیں اور ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت جعد فرماتے ہیں کہ بنو بکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے اثرات سے محفوظ رہتے تھے۔

(:حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا:

﴿294﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ بارقی سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا لَهُ بِالْبَرَكَاتِ فِي سَعِيهِ فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ رُبْعَ فِيهِ .

حضور ﷺ نے ان کے کام کاج میں برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں نفع ہوتا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت ضمیرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے لیے سلامتی کی دعا:

﴿295﴾..... الطبرانی نے حضرت ضمیرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔

عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْبَهْزِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ لِي بِالشَّهَادَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَةَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَعَمَرَ زَمَانًا مِنْ دَهْرِهِ وَكَانَ يَحْمَلُ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى يَخْرُقَ الصَّفَّ ثُمَّ يَعُودُ .

وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مولا! میں مشرکین پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد وہ ایک طویل عرصہ زندہ رہے۔ وہ دشمن قوم پر حملہ آور ہوتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آتے۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت ابوسبزہ کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لیے دعا:

﴿296﴾ ..... الطبرانی نے حضرت سبرہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ سُبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا لَوْلَدِهِ فَلَمْ يَزَالُوا فِي شَرَفٍ إِلَى الْيَوْمِ .

ان کے والد محترم بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے بیٹے کے لیے دعا فرمائی۔ اسی دعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان و شوکت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۹ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے دھنسنے کی دعا:

﴿297﴾ ..... امام بخاری نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے۔ انہوں نے کہا قریش نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے قتل یا گرفتاری کا انعام ایک سواونٹ مقرر کیا ہے۔ میں اس وقت اپنی قوم بنی مدج کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ساحل کے قریب چند افراد دیکھے ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہیں۔ لیکن میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں۔ جو ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ پھر میں وہاں سے اٹھا اور اپنے گھر چلا گیا۔ میں نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور وہاں میرا انتظار کرے۔ میں نے

اپنا نیزہ لیا اور چپکے سے گھر کے پچھلے حصے سے نکل گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سراقہ نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم سخت زمین پر تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا . (التوبہ: 40)

”نہ غم کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں بائیں توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار بار دائیں بائیں دیکھ رہے تھے۔

أَنَّ سُرَاقَةَ لَمَّا دَنَا مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَاحَ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي الْيَوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْنَعُنِي الْجَبَّارُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ جَعَلْتُ الْأَرْضَ مُطِيعَةً لَكَ فَأْمُرْهَا بِمَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَا أَرْضُ خُذِيهِ فَأَخَذَتِ الْأَرْضُ أَرْجُلَ جَوَادِهِ إِلَى الرَّكْبِ فَسَاقَ سُرَاقَةُ فَرَسَهُ فَلَمْ يَتَحَرَّكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ الْأَمَانُ لَوْ أَنَّجَيْتَنِي لَأَكُونَنَّ لَكَ لَا عَلَيْكَ فَقَالَ يَا أَرْضُ أَطْلِقِيهِ فَأَطْلَقَتْ جَوَادَهُ .

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب سراقہ ہمارے قریب تر ہو گیا، ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ڈھونڈنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کس چیز نے رُلا یا ہے۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم! میں اپنی جان کی وجہ سے نہیں رو رہا۔ میرا رونا تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے مولا! اس کو کافی ہو جا۔ اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنسنے لگے حتیٰ کہ وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سراقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب ہوئے تو بلند آواز سے کہنے لگے۔ (اے محمد ﷺ!) آج آپ (ﷺ) کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا۔ ان کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے گھوڑے کو نکالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی اے محمد! (ﷺ) مجھے امان عطا فرمائیں۔ اگر آپ نے مجھے امان دی تو میں آپ ﷺ کا معاون و مددگار ثابت ہوں گا۔ آپ ﷺ سے عداوت ہرگز نہیں رکھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زمین! اسے چھوڑ دو۔ زمین نے ان کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۰۷ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۴۲۰ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا:

﴿298﴾..... ابن سعد نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اس وقت حضور ﷺ اکڑوں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ کے ایک ساتھی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مسکینہ آپ کو دیکھ کر کانپنے لگی ہے۔ اس وقت میں حضور ﷺ کے پیچھے تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھے بغیر فرمایا:

مَسْكِينَةٌ عَلَيْكَ السَّكِينَةُ. "اے مسکینہ پر سکون ہو جا۔"

جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا اسی وقت میرا تمام خوف اور دل سے رُعب جاتا رہا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۲ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۴۲۱ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۰۰)

### حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دُعا:

﴿299﴾..... امام بخاری نے ادب میں روایت کیا ہے۔

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ أَنَّهَا قَالَتْ تَوَفَّى ابْنِي فَجَزَعْتُ فَقُلْتُ لِلَّذِي يَفْسِلُهُ لَا تَغْسِلْ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَيَقْتُلُهُ فَيَنْطَلِقَ عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصِنٍ إِلَى



رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ طَالَ عُمَرَاهَا فَلَا  
يَعْلَمُ امْرَأَةً عَمَرَتْ مَا عَمَرَتْ .

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا۔ وہ فرماتی ہیں جب میرا لخت جگر فوت ہو گیا تو میں نے بہت آہ وزاری کی۔ میں نے اسے غسل دینے والے سے کہا میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ وہ مر جائے گا۔ حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ اس دعا کے طفیل حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے اتنی عمر پائی کہ کوئی عورت ان کی عمر کے متعلق نہیں جانتی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۳ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿300﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے یعلیٰ بن الاشدق کی سند سے روایت کیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

أَنْشَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعْرًا فَأَعْجَبَهُ فَقَالَ لَا يُفِضُضُ اللَّهُ فَاكَ  
قَالَ يَعْلى فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَ لَقَدْ أَتَى عَلَيْهِ نَيْفٌ وَ مِائَةٌ سَنَةٍ وَ مَا ذَهَبَ  
لَهُ سِنٌ .

میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سنائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار کو بہت پسند فرمایا اور دعا فرمائی۔ ”اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔“ یعلیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی لیکن ان کے تمام دانت سلامت تھے۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۳: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۱ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لیے تندرستی کی دعا:

﴿301﴾..... شفاء میں ہے۔

أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى رَأْسِ عُمَيْرِ بْنِ سَعْدٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَاتِ فِي عُمُرِهِ وَصِحَّتِهِ فَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ فَمَا شَابَ .  
 نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ ان کے لیے صحت اور تندرستی کی دعا کی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت بھی ان کا چہرہ تروتازہ تھا۔ یعنی جیسے صحت مند جوان شخص کا چہرہ تروتازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ تروتازہ تھا۔

(: حجة الله على الغلبيين ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### غزوة بدر کے دن حضور ﷺ کی دعائیں:

﴿302﴾..... ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ بِثَلَاثِمِائَةٍ وَخَمْسَةِ عَشْرٍ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ كَمَا خَرَجَ طَالُوتُ فَدَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حِفَاةٌ فَأَحْمِلْهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَأَكْسِبْهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ .

غزوة بدر کے دن حضور ﷺ طالوت کی طرح تین سو تیرہ مجاہدین لے کر مقام بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! یہ مجاہدین ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں عطا کر۔ مالک! یہ ننگے ہیں انہیں لباس دے۔ پروردگار! یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر کر۔ اللہ تعالیٰ نے غزوة بدر کے دن مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

جب وہ میدان بدر سے واپس آئے تو ان میں سے ہر شخص کے پاس ایک یا دو سواریاں ضرور تھیں۔ انہیں لباس بھی مل چکے تھے اور ان کے پیٹ بھی بھر چکے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۷ بیروت: حجة الله على الغلبيين ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### غزوة بدر میں حضور ﷺ کا دُعا کرنا:

﴿303﴾..... امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوة بدر کے دن حضور ﷺ نے مشرکین مکہ کی طرف دیکھا۔ اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تین سوسترہ تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رو ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے لگے۔ اسی محویت میں آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ ﷺ کے کندھوں سے گر پڑی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کی چادر کو اٹھایا اور آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی۔ پھر آپ ﷺ کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آج آپ نے واسطہ دینے کی انتہا کر دی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ..... (الانفال: 9)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۹ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### حضور ﷺ کی دُعا سے فرشتوں کا نزول:

﴿304﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب غزوة بدر رونما ہوا تو حضور ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دُعا مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو شرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کناں تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو ضرور منور فرمائے گا۔

فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْفَأَمِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ عِنْدَ انْكَتَافِ الْعُدُوِّ وَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَشَّرُ يَا أَبَا بَكْرٍ هَذَا جِبْرِيلُ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَةٍ صَفْرَاءَ آخِذٌ بِعِنَانٍ فَرَسِهِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ .

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے ہیں۔ انہوں نے زرد عمامہ پہن رکھا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں۔ جب وہ زمین پر نازل ہوئے تو کچھ دیر کے لیے مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے تو ان کے پاؤں گرد آلود تھے۔ وہ کہہ رہے تھے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۹ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۳۲۲ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

بکر بن وائل کے لیے مدد کی دعا:

﴿305﴾..... حضرت علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ ذی قار کی جنگ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو یہ جنگ دکھائی۔

فَقَالَ اللَّهُمَّ انصُرْ بَكْرَ بْنَ وَائِلٍ مَرَّتَيْنِ وَ ارَادَ أَنْ يَدْعُو لَهُمُ الثَّلَاثَةَ بِأَنَّ يَدَيْهِمْ نَصْرُهُمْ فَقَالَ لَهُمْ جِبْرِيلُ إِنَّكَ مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ وَ مَتَى دَعَوْتَ لَهُمْ بِدَوَامِ النَّصْرِ لَمْ تَقُمْ مَعَهُمْ لِأَحَدٍ قَائِمَةٌ فَلَمَّا دَعَا لَهُمْ وَ انْهَزَمَتِ الْفَرَسُ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُورًا وَ قَالَ هَذَا أَوَّلُ يَوْمٍ انْتَصَفَتْ فِيهِ الْعَرَبُ مِنَ الْعَجَمِ وَ بِي نَصَرُوا .

حضور نبی محترم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا اے اللہ تعالیٰ! بکر بن وائل کی مدد فرما۔ نبی محترم ﷺ اس کے لیے تیسری مرتبہ یہ دعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ مدد فرمائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے ابدی نصرت کی دعا فرمادی تو ان کی یہ نصرت ایک واقعہ کی وجہ سے دائمی نہیں رہے۔

گی۔ جب حضور ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی تو اہل فارس کو شکست ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ پہلا موقعہ ہے کہ اہل عرب نے عجموں کو شکست دی اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۲۹ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۴۲۲ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۴۸۰)

مدینہ المنورہ کے لیے دُعا:

﴿306﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهِيَ أَوْبَاءُ أَرْضٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّبْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدُّ أَللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمَدِينَا وَصَحْحِهَا لَنَا وَانْقُلْ حَمَلَهَا إِلَى الْجُحْفَةِ .

وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ زمین و باؤں کا مرکز تھا۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ مولا! مدینہ طیبہ ہمیں اسی طرح محبوب بنا دے جس طرح مکہ معظمہ ہمارے لیے محبوب ہے یا اس کو اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ مولا! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما اور اس کے بخار کو جھہ کی طرف منتقل فرما دے۔

(بخاری شریف: خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۹ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

مدنی پھول:

جھہ میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو بلوغت سے قبل ایک مرتبہ بخار ضرور آتا تھا۔ اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد کبھی کسی کو دائمی بخار نہ آیا۔

مدینہ کی بکریوں کے لیے دُعا:

﴿307﴾..... زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اسماعیل بن النعمان سے روایت کیا

ہے۔



دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَعْمٍ كَانَتْ تَرَعَى بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ نِصْفَ أَكْرَاسِهَا مِثْلَ مِلْنِهَا فِي غَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ .  
حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں چرنے والی بکریوں کے لیے دُعا فرمائی۔  
آپ ﷺ نے عرض کی۔ مولا! ان کے آدھے پیٹ میں وہی برکتیں دے جو برکتیں تو نے دوسرے شہر کی بکریوں کے پورے میں دی ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۹ بیروت: حجة الله علی الغلیمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### قلعہ خیبر کے فتح ہونے کی دُعا:

﴿308﴾..... امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ غزوة خیبر میں قلعوں کو فتح کرنے سے قبل مسلمانوں کو بھوک نے ستایا۔ بنو اسلم نے اسماء بن حارثہ اور ان کی بیوی کو بارگاہ رسالت ﷺ میں بھیجا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! بنو اسلم سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے۔ ایک شخص نے انہیں ملامت کی کہ اہل عرب میں سے صرف تم نے ہی بھوک کی شکایت کی ہے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف ان کا جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے۔

فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُمْ وَ لَيْسَتْ لَهُمْ قُوَّةٌ وَ لَيْسَ بِيَدِي مَا أُعْطِيهِمْ آيَاهُ فَافْتَحْ عَلَيْهِمْ أَغْظَمَ حِصْنٍ بِهَا غَنَى أَكْثَرُهَا طَعَامًا وَ وَدَّكَ أَفْعَدَا النَّاسُ فَفَتَحْ عَلَيْهِمُ اللَّهُ حِصْنَ الصَّغْبِ بْنِ مَعَاذٍ .

اس وقت حضور ﷺ نے دُعا فرمائی اے میرے مالک! تو ان کے حال سے خوب آشنا ہے ان کے پاس قوت و طاقت کی کمی ہے۔ میرے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ مولا! ان کے لیے وہ قلعہ فتح فرما جس میں کثیر غلہ اور زیادہ کھانا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی دُعا کو قبول کیا اور صعب کے قلعہ کو ان کے لیے غروب آفتاب سے پہلے فتح فرمادیا حالانکہ انہوں نے دو دن سے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہ

قلعہ دوسرے تمام قلعوں سے زیادہ سامانِ زیست رکھتا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۲۰ بیروت: حجۃ الاسلام علی الغلمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

اہل قریش کے لیے دُعا:

﴿309﴾ ..... امام بخاری نے تاریخ میں اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ  
كَمَا أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نِكَالًا فَادِقْ آخِرَهَا نَوَالًا .

حضور ﷺ نے عرض کی۔ مولا! جس طرح تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو

عذابِ کازرہ چکھایا ہے اب اس قبیلے کے بعد والے لوگوں کو نعمتِ کازرہ چکھا۔

(بخاری شریف: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۰ بیروت: حجۃ الاسلام علی الغلمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم

ج ۲ ص ۵۸۵)

مدنی پھول:

یہ امر مخفی نہیں کہ اس کے بعد قریش کو نعمتیں ملیں اور ان کے ہاتھوں کئی علاقے فتح

ہوئے۔

اہل طائف کے لیے ہدایت کی دُعا:

﴿310﴾ ..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ

نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا نہ تو ہمیں اہل طائف کا محاصرہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے

اور نہ ہی ہم گمان کرتے ہیں کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ

رسالت ﷺ میں عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اہل طائف کے لیے بددعا کیوں نہیں

فرماتے اور نہ ہی آپ پیش قدمی فرماتے ہیں۔ شاید ہم اسے فتح کر لیں۔ حضور نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر

حضور ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے۔

اللَّهُمَّ اهْدِهِمْ وَاكْفِنَا مَوْتَهُمْ .

واپسی پر آپ ﷺ نے دُعا کی اے میرے مالک! اہل طائف کو ہدایت دے اور ہمیں اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق دے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۴ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### مدنی پھول:

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ماہ رمضان میں اہل طائف کا وفد آیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

### مشرکین کا اندھا ہونا:

﴿311﴾ ..... جب سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما غار ثور میں تشریف لے گئے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا۔ جب وہ غار کے دھانے تک پہنچ گئے تو حضور ﷺ نے دُعا کی۔

قَالَ اللَّهُمَّ أَعْمِ أَبْصَارَهُمْ عَنَّا فَعَمُوا عَن دُخُولِهِ وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ  
يَمِينًا وَشِمَالًا حَوْلَ الْغَارِ .

اے مولا! ان کی بصارت ختم کر دے تاکہ وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے اور دائیں بائیں دیکھ کر چلے گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۰۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۴ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۵)

### بھونی ہوئی بکری آجانا:

﴿312﴾ ..... امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَضَافَ النَّبِيُّ ﷺ ضَيْفًا  
فَأَرْسَلَ إِلَىٰ أَزْوَاجِهِ يَتَخَيَّ عِنْدَهُنَّ طَعَامًا فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ  
مِنْهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَإِنَّهُ لَا  
يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ فَأُهْدَيْتَ إِلَيْهِ شَاةً مَّصْلِيَةً فَقَالَ هَذِهِ مِنْ فَضْلِ  
اللَّهِ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ .

حضور ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے

کھانا لانے کے لیے کسی شخص کو بھیجا۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ .

ترجمہ: ”اے مولا! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں۔“

اسی وقت ایک شخص نے ایک بھونی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیجی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے۔ اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوة ج ۴)

### یہودی نے اسلام قبول کر لیا:

﴿313﴾..... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَهُودِيٌّ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ جَالِسًا فَعَطَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَذَاكَ اللَّهُ فَأَسْلَمَ .

حضور ﷺ کے سامنے ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کو چھینک آئی۔ یہودی نے کہا۔ یَرْحَمُكَ اللَّهُ ”اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم کرے۔“ جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ هَذَاكَ اللَّهُ ”اللہ تجھے ہدایت دے۔“ اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۳ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۸۸: دلائل النبوة ج ۴)

### زنا کی اجازت مانگنے والے کے لیے دُعا:

﴿314﴾..... امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

ایک جوان بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے زنا کی اجازت دے دیں۔ اس کی یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو جھڑکنے لگے۔ حضور ﷺ نے اس جوان سے کہا میرے قریب ہو جا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہو

گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے۔ اس جوان نے عرض کی میری جان آپ ﷺ پر فدا ہو۔ ”نہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا دوسرے لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی ماں سے زنا کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بیٹی سے یہ فعل کرے؟ اس جوان نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر نثار۔ ”نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا“ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بیٹیوں سے بد فعلی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بہن کے ساتھ زنا کرے۔ اس جوان نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان! ”نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا“ کہ کوئی شخص میری بہن کے ساتھ زنا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بہن کے ساتھ بد کاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری پھوپھی کے ساتھ فعل شنیع کرے۔ اس جوان نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر فدا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری پھوپھی کے ساتھ بد کاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی پھوپھیوں سے بد فعلی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری خالہ کے ساتھ بد کاری کرے۔ اس نے عرض کی۔ میری جان آپ پر نثار۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری خالہ سے بد کاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالوں کے ساتھ کوئی بد کاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس نو جوان پر رکھا اور دعا مانگی۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَأَحْصِنْ فَرْجَهُ .

ترجمہ: ”اے میرے مولا! اس جوان کے گناہ معاف فرما۔ اس کے دل کو

صاف فرما اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔“

اس دعا کے بعد وہ جوان بد کاری کے متعلق سوچتا بھی نہیں تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۵ بیروت: دلائل النبوة الابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸ اہل البیوہ ج ۳)



## صبح کے وقت میں برکت کی دُعا:

﴿315﴾..... امام بیہقی نے صخر الغامدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دُعا مانگی:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا .

ترجمہ: ”اے مولا! میری اُمت کی صبح میں برکت فرما۔“

صخر الغامدی تاجر پیشہ تھے۔ وہ صبح سویرے اپنے بیٹوں کو کام پر بھیجتے تھے۔ انہیں اتنا کثیر مال حاصل ہوتا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اسے کہاں رکھیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوة ج ۴)

## میاں بیوی کے درمیان محبت کی دُعا:

﴿316﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنے خاوند کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نفرت کرتی ہے۔ اس عورت نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت اور اس کے خاوند سے کہا۔ تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو۔ آپ ﷺ نے اس عورت کی پیشانی کو اس مرد کی پیشانی پر رکھا اور یہ دُعا کی:

قَالَ اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَهُمَا وَحَبِّبْ أَحَدَهُمَا إِلَى صَاحِبِهِ ثُمَّ لَقِيَتْهُ الْمَرْأَةُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا ﷺ كَيْفَ أَنْتَ وَزَوْجُكَ قَالَتْ مَا طَارِفٌ وَلَا تَالِدٌ وَلَا وَالدٌ بِأَحَبِّ إِلَيَّ مِنْهُ فَقَالَ ﷺ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ عُمَرُ وَ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

”اے میرے پروردگار! ان کے درمیان محبت ڈال دے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے۔“

کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کو وہ عورت ملی، آپ ﷺ نے فرمایا اب تیرے اور تیرے خاوند کے تعلقات کیسے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ کوئی مال و دولت اور

اولاد مجھے اپنے خاوند سے محبوب نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوة ج ۴)

یمن، شام اور عراق کے بارے میں دُعا:

﴿317﴾..... امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ فَحَصَلَ مَا حَصَلَ مِنَ الْفُتُوحَاتِ وَ سُرْعَةَ انْتِشَارِ الْإِسْلَامِ فِي هَذِهِ الْأَقْطَارِ الثَّلَاثَةِ .

حضور اکرم ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا تو دُعا کی۔ مولا! ان کے دلوں کو متوجہ فرما۔ پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف دیکھا اور دُعا مانگی۔ مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر۔ پھر آپ ﷺ اپنی نظر مبارک عراق کی طرف کی اور عرض کیا۔ مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر۔ یہ تینوں سلطنتیں جس قدر تیزی سے فتح ہوئیں اور جتنی تیزی سے ان میں اسلام پھیلا یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دُعا کا ہی ثمرہ تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۵۵۸: دلائل النبوة ج ۴)

ستر پوشی کے لیے دُعا:

﴿318﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مرگی ہے جس کی وجہ سے میں گر پڑتی ہوں۔

قَالَ إِنَّ شَيْئًا صَبَرْتِ وَ لَكَ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيكَ فَقَالَتْ أَصْبِرُ قَالَتْ فَإِنِّي أَنْكَشِفُ فَادْعُ اللَّهَ لَا أَنْكَشِفُ فَدَعَا لَهَا .

حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے گی تو تجھے جنت ملے گی اور ایک تجھے یہ پسند ہے کہ تجھے صحت ملے تو میں تیرے لیے دُعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کی میں صبر کر لیتی ہوں لیکن جب گرتی ہوں تو میرا جسم عریاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ستر پوشی فرمائے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کے لیے دُعا فرمائی۔

(خصائص الكبرى ج ۲ ص ۲۹۳ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۲۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۰: دلائل النبوة ج ۴)

### محدثین کے چہرے شاداب کیوں؟

﴿319﴾..... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَصَرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَاهَا كَمَا سَمِعَهَا .

تاجدارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے میرا فرمان سنا اس کو یاد کیا پھر کسی اور شخص کو اسی طرح سنا دیا جس طرح سنا تھا۔“  
☆ علماء فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کے چہروں پر رونق اور شادابی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ حضور ﷺ کی یہ دُعا ہے۔

(حجة الله على العالمين ص ۲۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابی نعیم ج ۲ ص ۵۸۵: دلائل النبوة ج ۴)

### عتبہ بن ابی لہب کے لیے بد دُعا:

﴿320﴾..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے ابو نوفل کی سند سے روایت کیا ہے کہ عتبہ

حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بد دُعا فرمائی:

اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا .

ترجمہ: ”اے میرے معبود! اس پر کوئی کتا مسلط فرما۔“

ابولہب شام سے اونی کپڑا لایا کرتا تھا۔ وہ اپنے لڑکے کے ساتھ اپنے وکیل اور غلام

بھیجا کرتا تھا۔

يَقُولُ إِنَّ ابْنِي أَخَافُ عَلَيْهِ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ فَتَعَاهَدُوهُ فَكَانُوا إِذَا  
نَزَلَ الْمَنْزِلَ الزَّقُومَ إِلَى الْحَائِطِ وَ غَطُّوا عَلَيْهِ الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ  
فَفَعَلُوا ذَلِكَ بِهِ زَمَانًا فَجَاءَ سَبْعٌ فَتَلَّهُ فَتَلَّهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا لَهَبٍ  
فَقَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْهِ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ .

وہ کہتا مجھے اپنے بیٹے کے متعلق حضور (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔ لیکن وہ اس عتبہ کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتے۔ جب وہ کسی جگہ پر قیام کرتے تو وہ عتبہ کو دیوار کے ساتھ لگاتے اور اس پر اپنے کپڑے اور دیگر سامان پھینک دیتے۔ کافی عرصہ تک وہ یہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایک درندہ آیا اس نے عتبہ کو ہلاک کر دیا۔ جب یہ خبر ابولہب تک پہنچی تو اس نے کہا میں نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد عربی (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۴۴ بیروت: حجة الله علی العالمین ص ۴۲۵ بیروت: دلائل النبوة لابن نعیم ج ۲ ص ۵۵۸ دلائل النبوة ج ۴)

قریش کے لیے قحط سالی کی دعا:

﴿321﴾..... امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ النَّاسِ أَدْبَارًا قَالَ اللَّهُمَّ سَبِّعْ كَسْبِعِ يُونُسَ فَأَخَذَتْهُمْ سِنَّةٌ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ وَالْعِظَامَ فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ وَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ بُعِثْتَ رَحْمَةً وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ لَهُمْ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا فَشَكَ النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ فَقَالَ اللَّهُمَّ

حَوَالِنَا وَلَا عَلَيْنَا فَاَنْحَدَرْتَ السَّحَابَةُ رَأْسَهُ فَسُقِيَ النَّاسُ حَوْلَهُمْ .

جب حضور ﷺ نے قریش مکہ کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔ مولا! ان پر اتنا سخت قحط نازل فرما جس قدر سخت قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ قریش پر اتنا سخت قحط آیا کہ وہ مردار، چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سردار بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے اور کہنے لگے اے محمد! (ﷺ) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دُعا کی تو بارانِ رحمت اُٹھ کر آیا۔ مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی۔ لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے دُعا کی:

اللَّهُمَّ حَوَالِنَا وَلَا عَلَيْنَا .

ترجمہ: ”مولا! ہم پر اب بارش نہ برس، ہمارے گرد و نواح میں برس۔“

نبی اکرم ﷺ کی اس دُعا کے فوراً بعد آسمان صاف ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۳۶ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۶ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

چند کافروں کے بارے تباہی کی بددُعا:

﴿322﴾..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مسجد حرام میں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نماز میں مصروف تھے۔ ایک شخص نے اُونٹ ذبح کیا تھا۔ اس کی اوجھڑی پڑی ہوئی تھی۔ ابو جہل نے کہا کیا کوئی شخص یہ جرات کر سکتا ہے کہ اس اُونٹ کی اوجھڑی کو لے آئے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ ریز ہوں تو ان کے اوپر پھینک دے۔ قوم قریش میں سے سب سے بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور وہ اوجھ اٹھا کر لے آیا اور جب حضور ﷺ نے بارگاہِ صمدیت میں جبین نیاز جھکائی تو اس نے اس گندگی کو آپ ﷺ پر پھینک دیا۔ کفار مکہ یہ کیفیت دیکھ کر ہنسنے لگے۔



حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں یہ اوجھ نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک سے اُتار پھینکتا۔ ایک شخص حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ مسجد حرام میں تشریف لائیں۔ حضور ﷺ ابھی تک اللہ کے حضور سجدہ ریز ہی تھے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وہ اوجھ اُتاری اور قریش مکہ کی مجلس میں آ کر انہیں ڈانٹا۔

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَأْتِكَ أَيُّ عِقَابِكَ  
الشَّدِيدِ عَلَى مُضِرِّ اللَّهِ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ  
اللَّهُمَّ عَلَيْكَ يَا أبا الْحَكَمِ بْنِ هَاشِمٍ بَعْنِي أَبَا جَهْلٍ وَ عُتْبَةَ بْنَ  
رَبِيعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَ  
عَمَّارَةَ بْنَ الْوَلِيدِ وَ أُمِّيَةَ بْنَ خَلْفٍ .

حضور ﷺ کھڑے ہو گئے۔ میں نے سنا آپ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے میرے مالک! ان پر اپنا عذاب سخت کر دے۔ مولا! ان پر سخت قحط نازل فرما۔ اے میرے پروردگار! ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید اور اُمیہ بن خلف کی خبر لے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۲۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

## مدنی پھول:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جن جن مشرکوں کے نام لیے تھے وہ غزوة بدر میں واصل جہنم ہوئے۔ پھر ان کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے اکثر اسی دن موت کے گھاٹ اُترے کیونکہ عمارہ بن ولید حبشہ میں مرا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط غزوة بدر کے دن قید ہوا تھا اور عرق ظبیہ کے مقام پر واصل جہنم ہوا۔ اُمیہ غزوة بدر کے دن قتل تو ہوا تھا لیکن اسے گڑھے میں نہیں پھینکا گیا کیونکہ اس کی لاش متعفن ہو گئی تھی۔ اس لیے اس پر ویسے ہی مٹی پھینک دی گئی۔

### نوفل بن خویلد کی تباہی کی بددعا:

﴿323﴾..... امام واقدی اور امام بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ اكْفِنِي نَوْفَلَ  
بْنَ خُوَيْلِدٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَهُ عِلْمٌ بِنَوْفَلَ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا قَتَلْتُهُ فَكَبَّرَ وَ  
قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَجَابَ دَعْوَتِي فِيهِ .

نبی اکرم ﷺ نے غزوہ بدر کے دن دعا فرمائی۔ اے میرے مولا! نوفل بن  
خویلد کو کافی ہو جا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا نوفل کو کون جانتا ہے۔ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند  
فرمایا اور کہا۔ ”الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا۔“

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### ابن قمیہ کی ذلت کی بددعا:

﴿324﴾..... سیرت نبویہ میں ہے۔

رَمَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَمِيْثَةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ خُذْهُ وَ أَنَا بِنُ قَمِيْثَةَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ هُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ أَقْمَاكَ اللَّهُ  
فَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَى ابْنِ قَمِيْثَةَ تَيْسًا جَبَلِيًّا فَلَمْ يَزَلْ يَنْطَحُهُ حَتَّى  
قَطَعَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً زِيَادَةً فِي نِكَالِهِ وَ خِزْيِهِ وَ وَبَالِهِ .

غزوہ احد کے دن عبداللہ بن قمیہ نے حضور ﷺ کی طرف تیر پھینکا اور کہا  
لیجئے میں ابن قمیہ ہوں۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرہ انور سے خون صاف  
کرتے ہوئے فرمایا: اَقْمَاكَ اللَّهُ ”اللہ تجھے ذلیل کرے۔“ اللہ تعالیٰ نے  
ابن قمیہ پر ایک پہاڑی تیل کو مسلط فرمایا۔ اس نے اس کو سینگ مار مار کر ٹکڑے  
ٹکڑے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مصیبت، رسوائی اور عذاب میں اضافہ کر  
دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۶۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

عتبہ کو حالت کفر میں موت دے:

﴿325﴾..... عبدالرزاق نے مقسم سے روایت کیا ہے کہ جب عتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ احد کے دن حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید کئے اور آپ ﷺ کے رخ انور کو زخمی کیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔

فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا يَحُولُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتَّى يَمُوتَ كَافِرًا فَمَا حَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ حَتَّى مَاتَ كَافِرًا .

اے مولا! ایک سال میں یہ حالت کفر میں مر جائے۔ ابھی ایک سال گزرنے نہیں پایا کہ وہ حالت کفر میں مر گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۶۱ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

غزوہ خندق کے دن کافروں کے لیے حضور ﷺ کی بددعا:

﴿326﴾..... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللَّهُمَّ اهْزِمِهِمْ وَزَلْزَلِهِمْ .

غزوہ خندق کے دن حضور ﷺ نے مشرکین کے گروہوں کے لیے یہ دُعا فرمائی: ”اے کتاب کو نازل کرنے والے! اے جلدی حساب لینے والے! ان گروہوں کو شکست سے دوچار فرما اور انہیں ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۲ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۳۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

مدنی پھول:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور مشرکین کے لیے تیز آندھی اور لشکر بھیجے اور بغیر جنگ کے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص

اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔ وہ مشرکین کی فوج کے درمیان اس لیے کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کر لیا جائے۔ مشرکین پر آنے والی آندھی کا نام ”ریح الصبا“ تھا۔ اس آندھی نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا، ان کی آگ بجھادی اور ان کی ہنڈیوں کو اوندھا کر دیا، ان کے چہروں پر مٹی پڑی اور انہیں سنگریزوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے لشکر کی ایک سمت سے نعرہ تکبیر اوز ہتھیاروں کی آواز سنی جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے اور اپنا بہت سا سامان چھوڑ گئے۔ جسے بعد میں مسلمانوں نے بطور مال غنیمت حاصل کر لیا۔

عامر بن طفیل کے لیے بیماری کی بددعا:

﴿327﴾..... امام بیہقی نے مؤدب بن جمیل سے روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عامر! اسلام قبول کر لو۔ اس نے کہا میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ شہری علاقہ آپ کا اور دیہاتی علاقہ میرا ہو۔ لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ عامر نے واپس جاتے ہوئے کہا۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف سپہ سالاروں اور گھوڑوں سے اس وادی کو بھر دوں گا حتیٰ کہ اس وادی کی ہر کھجور کے تنے کے ساتھ ایک گھوڑا نظر آئے گا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِي عَامِرًا وَاَهْلًا قَوْمَهُ فَخَرَجَ حَتَّى اِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ نَزَلَ فِي بَيْتِ سَلُوْلِيَّةٍ فَاَخَذَتْهُ غِدَّةٌ فِي حَلْقِهِ فَوَثَبَ عَلٰى فَرَسِهِ وَاَخَذَ رُمْحَهُ وَاَقْبَلَ يَجُوُّ وَاَهُوَ يَقُوْلُ غِدَّةٌ كَفَلِيَةِ الْبَكْرِ وَاَمُوْتُ فِي بَيْتِ سَلُوْلِيَّةٍ فَلَمْ يَزَلْ تِلْكَ حَالَهُ حَتَّى سَقَطَ عَنْ فَرَسِهِ مَيِّتًا .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ مولا! عامر کو کافی ہو جا اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔ عامر بن طفیل مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ بنو سلول کی ایک عورت کے گھر آیا تو اس کی گردن پر ایک گلٹی نکل آئی۔ وہ چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اپنا نیزہ لیا اور چکر لگانے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا طاعون طاعون اور سلولی عورت کے گھر میں۔ یہی کہتے کہتے وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور ہلاک ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

## اہل عربینہ کے لیے بددعا:

﴿328﴾..... امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔  
 عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عَكْلٍ وَ عُرَيْنَةَ  
 قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ تَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ  
 اللَّهُ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَ لَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَ اسْتَوَحَّمُوا الْمَدِينَةَ  
 فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَ رَاعٍ وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا  
 يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَ أَبْوَالِهَا أَى لِلْمَدَاوِاقِ لِأَنَّهُ كَانَ بِهِمْ دَاءٌ  
 الْإِسْتِسْقَاءِ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحُرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ  
 إِسْلَامِهِمْ وَ قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اسْتَأْفَقُوا الذُّودَ فَلَبَّغَ ذَلِكَ  
 النَّبِيُّ ﷺ قَبِيْعَتَ فِي طَلَبِهِمْ وَ دَعَا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَمَّ عَلَيْهِمُ  
 الطَّرِيقَ وَ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ أَضِيقَ مِنْ مَسْكِ جَمَلٍ أَى جَلْدِهِ فَعَمَى  
 اللَّهُ عَلَيْهِمُ السَّبِيلَ فَأَذْرَكُوا فَاتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَ أَرْجُلَهُمْ وَ  
 سَمِلَ أَعْيُنَهُمْ .

قبیلہ عکل اور عربینہ کا ایک وفد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم دیہاتی لوگ ہیں، شہری زندگی سے نا آشنا ہیں۔ ہمیں مدینہ طیبہ میں قیام کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں مدینہ طیبہ کی وبانے آ لیا۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر جانے کا حکم دیا اور وہاں کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا کیونکہ ان کو استسقاء کی بیماری لگ گئی تھی۔ وہ تمام روانہ ہوئے۔ جب وہ حرہ کے ایک کنارے پر پہنچے تو مرتد ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور ان کے لیے بددعا کی۔ مولا! انہیں راستے سے بھٹکا دے اور غور و فکر کی صلاحیتیں سلب کر لے۔



اللہ تعالیٰ نے انہیں راستہ سے بھٹکا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں پکڑ لیا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں انہیں پیش کر دیا۔ ان کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دی گئیں اور ان کی آنکھوں میں۔ ملائیاں پھیری گئیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۹۔ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۲۹ بیروت: دلائل النبوة ج ۲)

### صلح حدیبیہ کے دن مشرکین کے لیے بددعا:

﴿329﴾..... امام احمد، نسائی اور حاکم نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ اس درخت کے نیچے تھے جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک پشتوں کو چھو رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! لکھو۔ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا ہم کسی رحمان اور کسی رحیم کو نہیں جانتے۔ ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جس سے ہم آشنا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا لکھو۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔

یہ لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نے ظلم کیا۔ ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جو ہم جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبد اللہ (ﷺ) نے قریش مکہ کے ساتھ مصالحت کی ہے۔

اِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا ثَلَاثُونَ شَابًا عَلَيْهِمُ السِّلَاحُ فَتَارُوا فِي وُجُوهِهَا  
فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاخَذَ اللّٰهُ بِاسْمَاعِهِمْ وَ لَفْظُ  
الْحَاكِمِ بِابْصَارِهِمْ فَقُمْنَا اِلَيْهِمْ فَاخَذْنَاَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ  
هَلْ جِئْتُمْ فِي عَهْدٍ اَوْ هَلْ جَعَلْ لَكُمْ اَحَدٌ اَمَانًا فَقَالُوا لَا فَخَلِي  
سَبِيلُهُمْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾ (التح: 24)  
ہم اسی کیفیت میں تھے کہ ہم پر تیس جوان حملہ آور ہوئے اور شور کرنے لگے۔

حضور ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہرہ کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق انہیں اندھا کر دیا۔ ہم ان کی طرف گئے اور انہیں قید کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم کسی کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو یا کسی کی امان میں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی نہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ اتری:

وَ هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ .

ترجمہ: ”اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔“

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۰۳ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۹ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### کسریٰ کے لیے بددعا:

﴿330﴾..... امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرِيِّ فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرِيُّ مَزَقَهُ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ فَمَزَّقُوا .

حضور نبی محترم ﷺ نے کسریٰ کی طرف اپنا خط مبارک بھیجا۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ نے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اسی رات کسریٰ کے بیٹے نے باپ کو قتل کر کے تخت سلطنت پر خود قابض ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### محلّم بن جثامہ کے لیے بددعا:

﴿331﴾..... ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ﷺ دَعَا عَلَى مَحْلَمِ بْنِ جَثَامَةَ الْكِنَانِيِّ اللَّيْثِي فَمَاتَ بَعْدَ سَبْعِ لَيَالٍ مِنْ دُعَائِهِ ﷺ وَ لَمَّا دَفَنُوهُ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ثُمَّ دَفَنُوهُ فَلَفَظَتْهُ وَ هَكَذَا مَرَّاتٍ فَالْقَوَةُ فِي شَعْبٍ

وَرَضُمُوا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ .

نبی مکرم ﷺ نے محکم بن جثامہ الکنانی کے لیے بددعا کی۔ وہ آپ ﷺ کی بددعا فرمانے کے سات دن بعد مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ دفن دیا لیکن زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا۔ اسی طرح کئی بار ہوا۔ بالآخر لوگوں نے اس کو الگ گھائی میں پھینک کر اوپر پتھر جوڑ دیئے۔ حضور ﷺ کی بددعا کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے اسے ایک فوجی دستے کے ساتھ بھیجا۔ عامر بن الاضبط اس کا امیر تھا۔ جب دستہ وادی کے دامن میں پہنچا تو محکم نے عامر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی کہ زمین نے اس کو قبول نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدکردار لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے عبرت بنانا چاہتا تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

الحکم بن ابی العاص کے لیے بددعا:

﴿332﴾..... امام بیہقی نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي هِنْدُ بْنُ خَدِيجَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَكَمِ فَجَعَلَ يَغْمِزُ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَرَأَاهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِهِ وَزْغًا فَرَجَفَ مَكَانَهُ .

مجھے ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔ جب حضور ﷺ حکم کے پاس سے گزرے وہ اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارے کرتا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ مولا! اسے رعشہ کی بیماری میں مبتلا کر دے۔ وہ اسی جگہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ (حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۰ بیروت

ت: دلائل النبوة ج ۴)

## مدنی پھول:

امام بغوی فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد ابو مروان ہے۔

## ایک اپاہج شخص:

﴿333﴾..... ابو داؤد اور امام بیہقی نے غزو ان سے روایت کیا ہے۔

عَنْ غَزْوَانَ أَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوكٍ فَإِذَا رَجُلٌ مَّقْعَدٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ أَمْرِهِ فَقَالَ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ بِتَبُوكٍ إِلَى نَخْلَةٍ فَصَلَّى إِلَيْهَا فَأَقْبَلْتُ وَ  
أَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَقَالَ قَطَعَ صَلَاتَنَا قَطَعَ  
اللَّهُ أَثَرَهُ فَمَا قُمْتُ عَلَيْهِمَا إِلَى يَوْمِي هَذَا .

انہوں نے تبوک میں ایک اپاہج شخص کو دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے اپاہج ہونے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا ایک دفعہ رسول معظم ﷺ مقام تبوک پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نماز ادا فرمانے کے لیے ایک کھجور کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کی طرف چلا گیا۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا۔ میں دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے سے گزر گیا۔ آپ ﷺ نے بددعا فرمائی۔ جس نے ہماری نماز کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے کو کاٹ دے۔ اس دن سے لے کر آج تک میری یہی کیفیت ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۰ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

## چہرے پر برص کے داغ:

﴿334﴾..... الطبری نے ذکر کیا ہے۔

عَنِ الطَّبْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ أَبِي حَارِثَةَ  
ابْنَتَهُ فَقَالَ إِنَّ بِهَا سُوءًا وَلَمْ يَكُنْ كَمَا قَالَ فَرَجَعَ فَوَجَدَهَا قَدْ  
بَرَصَتْ .

حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتہ کا پیغام دیا۔ اس نے کہا میری بیٹی بیمار ہے حالانکہ اس وقت وہ بالکل ٹھیک تھی۔ جب

وہ اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیٹی کے چہرے پر برص کے داغ بن چکے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

داہنا ہاتھ بیکار ہو گیا:

﴿335﴾..... امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ "أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتُ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ بَعْدُ .

حضور ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا میں اس ہاتھ سے کھانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے تو ساری زندگی اس ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۲ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

ہر جگہ بے قراری:

﴿336﴾..... امام بیہقی نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اس نے کہا میں کسی جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اس گستاخانہ جواب کے بعد اسے کسی جگہ بھی ٹھہرنا نصیب نہ ہوا وہ جس مقام پر بھی جاتا وہاں سے اسے نکلنا پڑتا۔

الزوان کے لیے بدبختی کی بددعا:

﴿337﴾..... ابو نعیم نے ابو ثروان سے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي ثُرَوَانَ أَنَّهُ كَانَ رَاعِيًا لِإِبِلِ بَنِي عَمْرِو بْنِ تَمِيمٍ فَخَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قُرَيْشٍ فَخَرَجَ فَدَخَلَ فِي الْإِبِلِ فَرَأَاهُ أَبُو ثُرَوَانَ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قَالَ رَجُلٌ أَرَدْتُ اسْتَأْنِسُ إِلَيْكَ قَالَ



أَرَاكَ الرَّجُلَ الَّذِي يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَرَجَ نَبِيًّا قَالَ أَجَلٌ قَالَ أَخْرُجْ  
فَلَا تَصْلُحُ إِبِلٌ أَنْتَ فِيهَا فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اللَّهُمَّ  
اطْلُ شِقَاءَهُ وَبِقَاءَهُ قَالَ هَارُونَ رَأَى هَذَا الْحَدِيثَ فَأَدْرَكَتُهُ  
شَيْخًا كَبِيرًا يَتَمَنَّى الْمَوْتَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا نَرَاكَ إِلَّا قَدْ هَلَكْتَ  
دَعَا عَلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

جو ایک چرواہا تھا وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ قریش کی اذیتوں سے تنگ آ کر ان اونٹوں میں تشریف لے گئے۔ جب ابو ثروان نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ آپ (ﷺ) کون ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں۔ میں تمہارے اونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابو ثروان نے کہا مجھے تو لگتا ہے کہ آپ وہ شخص ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں وہی شخص ہوں۔ ابو ثروان نے کہا آپ میرے اونٹوں میں سے نکل جائیں کیونکہ جن اونٹوں میں آپ ہوں وہ عمدہ نشوونما نہیں پاتے۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔ مولا! اس کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما۔ اس حدیث کے راوی حضرت ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ابو ثروان کو دیکھا وہ ایک بوڑھا آدمی تھا جو ہر وقت مرنے کی تمنا کرتا رہتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا تیری اس ہلاکت کا سبب وہ بددعا ہے جو حضور ﷺ نے تیرے لیے کی تھی وہ کہتا نہیں۔ جب اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو میں حضور نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دُعا فرمائی اور بخشش کی دُعا مانگی لیکن نبی اکرم ﷺ کی بددعا سبقت لے گئی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۳ بیروت: حجة الله على الغلمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

عائشہ ذی النہد نے بخار سے شفاء پائی:

﴿338﴾..... امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ

حضرت عائشہ ذی النہد کے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہ ذی النہد بخار میں مبتلا تھیں

اور وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بخار کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو اسے حکم دیا گیا ہے لیکن اگر تو پسند کرے تو میں تمہیں وہ کلمات بتاتا ہوں جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں بخار سے نجات دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ ﷺ مجھے ضرور ایسے کلمات سکھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کرو:

اللَّهُمَّ ارْحَمْ جَلْدِي الرَّقِيقَ وَ عَظْمِي الدَّقِيقَ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِيقِ يَا  
 أُمَّ مَلْدَمٍ إِنْ كُنْتِ أَمَنْتِ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ فَلَا تَمْدَعِي الرَّأْسَ وَلَا  
 تَنْتِنِي الْفَمَ وَلَا تَأْكُلِي اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِي الدَّمَ وَ تَحَوَّلِي إِلَيَّ مِنْ  
 اتَّخَذَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ .

”اے میرے مولا! میری نرم جلد پر رحم فرما۔ اور میری کمزور ہڈی سے بخار دور فرما کر مجھ پر رحم فرما اے ام ملام! اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے تو پھر میرے سر کو تکلیف میں مبتلا نہ کر، میرے منہ کو بد بو دار نہ کر، میرا گوشت نہ کھا، میرا خون نہ پی اور اور تو اس شخص کی طرف منتقل ہو جا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے۔“

قَالَ فَقَالَتْهَا فَذَهَبَتْ عَنْهَا . حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دی۔  
 (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۱ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### قرض کی ادائیگی کے لیے دُعا:

﴿339﴾..... امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے رسول مکرم ﷺ سے ایک ایسی دُعا سنی ہے کہ اگر کسی پر سونے کے پہاڑ جتنا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس دُعا کے پڑھنے سے اس کا قرض ادا فرماتا ہے۔ وہ دُعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ رَحْمَنَ  
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ رَحِيمَهُمَا أَنْتَ تَرَحَّمْنِي فَارْحَمْنِي بِرَحْمَةٍ  
 تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةٍ مِّنْ سِوَاكَ .

ترجمہ: ”اے مالک! اے غم کو دور کرنے والے، اے مجبور لوگوں کی دعا کو سننے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمن! اے دنیا و آخرت کے رحیم تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے! تو مجھ پر رحم فرما! مجھ پر وہ رحمت نازل فرما جو مجھے تیرے علاوہ دیگر افراد کی رحمت سے مستغنی کر دے۔“

قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ عَلِيٌّ ذُنَابَةً مِنْ دَيْنٍ وَ كُنْتُ لِلدَّيْنِ كَارِهًا فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ بِمَالٍ فَقَضَى اللَّهُ مَا كَانَ عَلِيٌّ مِنَ الدَّيْنِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ لِأَسْمَاءَ عَلِيٌّ دَيْنٌ فَكُنْتُ أُسْتَحْيِي مِنْهَا كُلَّمَا نَظَرْتُ إِلَيْهَا فَكُنْتُ أَدْعُو بِذَلِكَ فَلَمَّا لَبِثْتُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ بِرِزْقٍ مِنْ غَيْرِ مِيرَاثٍ وَلَا صَدَقَةٍ فَقَضَيْتُهَا .

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کسی شخص کا قرض تھا۔ مجھے مقروض ہونا سخت ناپسند تھا۔ میں نے یہ دعا مانگی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا جس سے میرا تمام قرض اتر گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مجھ پر قرض تھا۔ جب میں اسے دیکھتی تو مجھے شرم آتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتی تھی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ رزق عطا فرمایا جو نہ صدقہ تھا اور نہ ہی میراث۔ اس مال سے میں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض اُتار دیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجة التذلل العلمین ص ۴۳۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

سانپ اور بچھو کے ڈنک سے شفا:

﴿340﴾ ..... امام بیہقی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے بنو اسلم کے ایک شخص

سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لَدَغَتْ رَجُلًا غَقْرَبُ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَوْ قَالَ حِينَ أَمْسَى أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّهُ قَالَ فَقَالَتْهَا امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِي فَلَدَغَتْهَا حَيَّةٌ فَلَمْ تَضُرَّهَا .

وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا۔ جب حضور ﷺ کو اس کے

بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو بچھوکا زہرا سے نقصان نہ دیتا:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ .

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے تخلیق فرمایا ہے۔“

راوی کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک خاتون کو سانپ نے ڈس لیا۔ اس نے یہ کلمات پڑھے تو سانپ کے زہر نے اس پر اثر نہ کیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### رزق میں کشتادگی کی دُعا:

﴿341﴾..... خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الدُّنْيَا أَذْبَرَتْ عَيْنِي وَتَوَلَّتْ. قَالَ لَهُ فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَلَائِكَةِ وَتَسْبِيحِ الْخَلَائِقِ وَبِهِ يُرْزَقُونَ قُلْ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ مِائَةَ مَرَّةٍ تَأْتِيكَ الدُّنْيَا صَاغِرَةً فَوَلَّى الرَّجُلُ فَمَكَتْ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ أَقْبَلْتُ عَلَى الدُّنْيَا فَمَا أَذْرِي أَيْنَ أَضْعُهَا .

ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دُنیا مجھ سے پیٹھ پھیر گئی ہے اور مجھ سے رُوگرداں ہو گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تجھ کو ملائکہ کی وہ دُنیا اور مخلوق کی وہ تسبیح یاد نہیں جس کے طفیل تمام مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ طلوع فجر کے وقت یہ وظیفہ ایک سو بار پڑھا کرو۔ دُنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ وہ شخص یہ وظیفہ یاد کر کے بارگاہ رسالت ﷺ سے چلا گیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ دوبارہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس اتنی دُنیا آ گئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔ وہ وظیفہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ .

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۲ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

سانپ کے ڈنک کا دم:

﴿342﴾..... امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سفر پر رواں دواں تھے۔ راستہ میں وہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے۔ اس قبیلے کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا اسے فوراً شفا مل گئی۔  
(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۹۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۲ بیروت)

چوری سے حفاظت کا وظیفہ:

﴿343﴾..... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ﴾ (الاسراء: 110) الآية: هِيَ أَمَانٌ مِنَ السَّرِقِ وَأَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَلَاهَا حِينَ أَخَذَ مَضْجَعَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَارِقٌ فَجَمَعَ مَا فِي الْبَيْتِ وَحَمَلَهُ وَالرَّجُلُ لَيْسَ بِنَائِمٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْبَابِ فَوَجَدَهُ مَسْدُودًا فَوَضَعَ الْكَارَةَ فَإِذَا هُوَ مَفْتُوحٌ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَضَحِكَ صَاحِبُ الدَّارِ ثُمَّ قَالَ إِنِّي أَحْصَيْتُ بَيْتِي .

حضور ﷺ نے فرمایا قرآن پاک میں ایک ایسی آیت ہے جس کو پڑھ لینے سے چوری سے امان مل جاتی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:

قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى  
وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا .

(بنی اسرائیل: 110)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر رات سونے سے قبل اس آیت کو پڑھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ



ان کے گھر ایک چور داخل ہوا اس نے گھر کا تمام مال و متاع جمع کیا اور اس کو اٹھا لیا۔ وہ صحابی اس وقت جاگ رہے تھے۔ جب چور دروازے تک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دروازہ بند تھا۔ جب اس نے سامان رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحابی مسکرانے لگے۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر دیا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۳ بیروت)

## کھانے پینے کی اشیاء کے متعلق معجزات رسول ﷺ

جابر رضی اللہ عنہ کی ضیافت اور کھانے کا زیادہ ہونا:

﴿344﴾..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ جب حضور ﷺ اٹھے تو مجھے آپ ﷺ کے بطن مبارک پر ایک بندھا ہوا پتھر نظر آیا۔ تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے کدال لے کر چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ جس سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں گھر آیا۔ میں نے اپنی زوجہ سے کہا میں نے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دیکھی ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا میرے پاس جو اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ میں نے بکری کو ذبح کیا میری بیوی نے آٹا گوندھا جب کھانا تیار ہو گیا تو میں نے اسے ایک بڑے پیالے میں رکھا۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا۔ مجھے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کے آنے کی روٹیاں پکائی ہیں۔ آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ حضور ﷺ نے بلند آواز سے پکارا اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا انتظام کیا ہے تم جلد اس کے گھر پہنچو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے مگر ان بیوی نے

کوٹلی دی۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے آنے سے پہلے ہنڈیا بھی نہ اُتارنا اور نہ ہی آٹے کی

روٹیاں پکانا۔

قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ وَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسُ فَأَخْرَجَتْ الْمَرْأَةُ  
لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَ بَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا وَ بَصَقَ فِيهَا وَ  
بَارَكَ أَيُّ دَعَا بِالْبُرْكََةِ ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ اذْعُ خَابِزَةً لِتُخْبِزَ مَعَ  
زَوْجَتِكَ ثُمَّ قَالَ لَهَا اإِقْدِحِي أَيُّ اأُغْرِفِي مِن بُرْمَتِكُمْ وَ لَا تَنْزِلُوَهَا وَ  
هُم أَيُّ الْقَوْمِ الَّذِينَ جَاؤُوا مَعَهُ اأَلْفَ وَ اأَقْعَدَهُمْ عَشْرَةَ عَشْرَةَ  
يَا أَكْلُونَ فَاأَقْسَمَ بِاللَّهِ لَقَدْ اأَكَلُوا حَتَّى تَرَ كُوَّهُ وَ اأَنَحَرَفُوا أَيُّ مَعَالُوا  
عَنِ الطَّعَامِ اأَنَّ بُرْمَتَنَا لَتُغَطُّ أَيُّ لِتَغْلِي وَ تَفُورُ كَمَا هِيَ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ میری بیوی نے آپ ﷺ کے سامنے آٹا رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ملایا اور برکت کی دُعا کی۔ پھر حضور نبی محترم ﷺ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لے گئے۔ اس میں بھی اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دُعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا روٹی پکانے والی کو بلا لوتا کہ وہ تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹیاں پکا لے۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا تم ہنڈیا کو آگ کے اوپر ہی رہنے دو اور اس سے سالن نکالتی رہو۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور ﷺ کے ساتھ کاشانہء جابر میں تشریف لائے تھے ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ انہیں دس دس کے گروپ میں بٹھاتے رہے اور وہ کھانا کھاتے رہے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جی بھر کر کھاتے رہے لیکن ہماری ہنڈیا اسی طرح لبریز رہی اور ہمارا آٹا بھی اسی طرح رہا۔

(انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۸۷: شواہد النبوة ص ۱۴۳: شفاء ج ۱ ص ۲۱۹: صحیح بخاری ج ۳ کتاب المغازی باب الغزوة الحمد ق حدیث ۴۱۰۲ خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۴ بیروت: دلائل النبوة ج ۵)

## انڈوں میں برکت کی دعا:

﴿345﴾..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ جَاءَ عَلَيْهِ بَنُ زَيْدِ الْحَارِثِيُّ بِثَلَاثِ بَيْضَاتٍ أَدَا حِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَجَدْتُ هَذِهِ الْبَيْضَاتِ فِي مَفْحَصِ نَعَامٍ فَقَالَ دُونَكَ يَا جَابِرُ فَاَعْمَلْ هَذِهِ الْبَيْضَاتِ فَعَمَلْتُهُنَّ ثُمَّ جُنْتُ بِهِنَّ فِي قِطْعَةٍ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُ خُبْزًا فَلَا أَجِدُهُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ مِنْ ذَلِكَ الْبَيْضِ بِغَيْرِ خُبْزٍ حَتَّى انْتَهَى إِلَى حَاجَتِهِ وَالْبَيْضُ فِي الْقِصْعَةِ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَامَ فَأَكَلَ مِنْهُ عَامَّةٌ أَصْحَابِهِ ثُمَّ رَجَعْنَا مُبْرَدِينَ .

جب سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ ﷺ غزوة ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے تو علیہ ابن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ انڈے شتر مرغ کے گھونسلے سے حاصل کیے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر! ان انڈوں کو پکاؤ۔ میں نے ان انڈوں کو پکایا پھر انہیں ایک پلیٹ میں رکھ کر حضور ﷺ کو پیش کیا۔ لیکن مجھے روٹی نہ ملی۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان انڈوں کو روٹی کے بغیر ہی کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ تمام سیر ہو گئے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ انہوں نے بھی ان انڈوں میں سے کھایا۔ پھر ہم خوشی خوشی اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۴ بیروت: دلائل البیوت ج ۴)

## کھجور کے حلوے کا بڑھنا:

﴿346﴾..... عبد اللہ بن مغیث بن ابی بردہ الانصاری سے روایت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُغِيثِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أُرْسِلَتْ أُمُّ عَامِرِ الْأَشْهَلِيَّةِ بِقِصْعَةٍ فِيهَا حَيْسٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي قَيْتِهِ وَهُوَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ ۖ سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ حَاجَتَهَا ثُمَّ خَرَجَ بِالْبَقِيَّةِ

فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَشَائِهِ فَأَكَلَ أَهْلُ الْخَنْدَقِ حَتَّى نَهَلُوا وَهِيَ كَمَا هِيَ مُرْسَلٌ .

ام عامر رضی اللہ عنہما نے ایک پیالہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا۔ اس پیالے میں حیس ( کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا ) تھا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے اس پیالے سے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باقی کھانا لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے کھانے کی دعوت دی۔ تمام اہل خندق نے اسے جی بھر کر کھایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۶۹ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۲۳۵ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### کھجوروں کا بڑھنا:

﴿347﴾ ..... امام بیہقی اور ابو نعیم نے بشیر بن سعد کی بیٹی سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد اور خالو خندق کھود رہے تھے تو میری امی نے مجھے کچھ کھجوریں دے کر ان کی طرف بھیجا۔

فَمَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَانِي فَأَتَيْتُهُ فَأَخَذَ التَّمْرَ مِنِّي فِي كَفِّهِ فَمَا مَلَأْتُهُمَا وَبَسَطَ ثَوْبًا فَشَرَهُ عَلَيْهِ فَتَسَاقَطَ فِي جَوَانِبِهِ ثُمَّ أَمَرَ بِأَهْلِ الْخَنْدَقِ فَاجْتَمَعُوا وَأَكَلُوا مِنْهُ وَجَعَلَ يَزِيدُ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ وَ إِنَّهُ لَيَسْقُطُ مِنْ أَطْرَافِ الثَّوْبِ .

میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی۔ جب میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں میرے ہاتھ سے لے لیں اور اپنے دست اقدس پر رکھ لیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا بچھایا اور ان پر ان کھجوروں کو بکھیر دیا۔ کھجوریں اس کپڑے کے اطراف سے گرنے لگیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل خندق کو بلایا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ کھجوریں کپڑے کے اطراف سے گرتی جا رہی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں کھاتے مارے تھے حتیٰ



کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۳۵ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

پانی اور کھجوروں کا زیادہ ہونا:

﴿348﴾..... امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے۔

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَأَصَابَنَا جُهْدٌ حَتَّى هَمَمْنَا أَنْ نُنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَأَمَرَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَجَمَعْنَا مَزَاوِدَنَا فَبَسَطْنَا لَهُ نَطْعًا فَاجْتَمَعَ زَادُ الْقَوْمِ عَلَى النِّطْعِ فَتَطَاوَلْتُ لِأَحْزِرَ كُمْ هُوَ فَحَزَرْتُهُ كَرِبْضَةِ الْعَنْزِ وَنَحْنُ أَرْبَعُ عَشْرَةَ مِائَةً فَأَكَلْنَا حَتَّى شَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرْبَانَنَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ مِنْ وَضوءٍ فَجَاءَ رَجُلٌ بِأَدَاوَةٍ لَهُ فِيهَا نِطْفَةٌ مَاءٍ فَأَفْرَغَهَا فِي قَدَحٍ فَتَوَضَّأْنَا كُلُّنَا نَدَغْفَقَةً أَرْبَعُ عَشْرَةَ مِائَةً .

وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہمیں راستہ میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خوراک کی شدید کمی ہو گئی۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ایک اونٹ ذبح کر لیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اپنے اپنے زادراہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ تمام لوگوں ایک چادر پر اپنا اپنا زادراہ رکھ دیا۔ میں نے اندازہ لگایا وہ سامان ایک بکری کے بچے جتنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چودہ سو کے برابر تھی۔ ہم نے اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا پھر ہم نے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا کسی شخص کے پاس پانی ہے۔ ایک آدمی پانی کا برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پانی کو بڑے برتن میں ڈال دیا۔ ہم سب نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور دیگر ضروریات بھی پوری کیں۔ وہ پانی چودہ سو افراد کو کافی ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۳۵ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

## غزوة تبوک میں کھانے کا وافر ہو جانا:

﴿349﴾..... حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوة تبوک کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنی سواریوں کو ذبح کر لیں۔ ہم ان کا گوشت کھائیں اور ان کی چربی سے تیل بنائیں۔ حضرت عمر نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تو پھر سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ ان کے زادِ راہ کو جمع فرمائیں۔ پھر اس پر برکت کی دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنا اپنا زادِ راہ لانے کے لیے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر کوئی شخص مٹھی بھر مکی لار ہاتھ اور کوئی روٹی کا ٹکڑا پیش کر رہا تھا حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔

فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَكَاتِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ  
فَأَخَذُوا حَتَّى مَا تَرَكَوْا فِي الْعَسْكَرِ وَعَاءً إِلَّا مَلَّوْهُ فَأَكَلُوا حَتَّى  
شَبِعُوا وَفُضِلَتْ فَضْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَآنِي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهُ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍ فَيُحَبَّبُ  
عَنِ الْجَنَّةِ .

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دُعا کی پھر فرمایا اپنے اپنے توشہ دانوں کو لے آؤ اور کھانا لے جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برتن لے آئے اور انہیں کھانے سے بھر لیا حتیٰ کہ پورے لشکر میں ایک برتن بھی خالی نہ رہا۔ تمام لوگ اس کھانے کو کھا کر خوب سیر ہو گئے لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآنِي رَسُولُ اللَّهِ . جو شخص بھی توحید و رسالت پر یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۴ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل البیوہ ج ۴)

## سات کھجوروں کا کئی افراد کو کافی ہو جانا:

﴿350﴾..... حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِتَبُوكَ فَقَالَ لَيْلَةُ لِبَلَالٍ هَلْ مِنْ عِشَاءٍ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ نَفَضْنَا جُرْبَنَا قَالَ أَنْظِرْ عَسَى أَنْ تَجِدَ شَيْئًا فَأَخَذَ الْجُرْبُ يَنْفِضُهَا جُرَابًا جُرَابًا فَتَقَعَ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ حَتَّى رَأَيْتُ فِي يَدِهِ سَبْعَ تَمْرَاتٍ ثُمَّ دَعَا بِصُحْفَةٍ فَوَضَعَ التَّمْرَ فِيهَا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى التَّمْرَاتِ وَقَالَ كُلُوا بِاسْمِ اللَّهِ فَإِذَا كَلْنَا ثَلَاثَةَ أَنْفُسٍ فَأَصْبَتْ أَرْبَعًا وَخَمْسِينَ تَمْرَةً أَعْدَهَا عَدًّا وَنُوهَا فِي يَدِي الْأُخْرَى وَصَاحِبَايَ بِصِنْعَانِ كَذَلِكَ فَشَبَعْنَا وَرَفَعْنَا أَيْدِينَا فَإِذَا التَّمْرَاتُ السَّبْعُ كَمَا هِيَ فَقَالَ يَا بَلَالُ ارْفَعْهَا فَإِنَّهُ لَا يَأْكُلُ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا نَهَلَ مِنْهَا شَبْعًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا بِلَالًا بِالتَّمْرَاتِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِنَّ ثُمَّ قَالَ كُلُوا بِاسْمِ اللَّهِ فَإِذَا كَلْنَا حَتَّى شَبَعْنَا وَإِنَّا لَعَشْرَةٌ ثُمَّ رَفَعْنَا أَيْدِينَا وَإِذَا التَّمْرَاتُ كَمَا هِيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ لَا إِنِّي أَسْتَحْيِي مِنْ رَبِّي لَأَكَلْنَا مِنْ هَذِهِ التَّمْرَاتِ حَتَّى نَرُدَّ الْمَدِينَةَ مِنْ آخِرِنَا فَأَعْطَاهُنَّ غُلَامًا قَوْلِي وَهُوَ يَلُوكُهُنَّ .

غزوة تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک رات نبی مکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہمارے توشہ دان خالی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے توشہ دان میں غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے کسی میں سے ایک اور کسی میں سے دو کھجوریں گریں حتیٰ کہ مجھے تاجدار مدینہ ﷺ کے دست اقدس پر سات کھجوریں نظر آئیں۔ پھر

حضور ﷺ نے ایک طشت منگوا لیا اور اس میں کھجوریں رکھیں۔ ان کھجوروں پر اناہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ میرے حصے میں چون کھجوریں آئیں، ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ میرے دونوں ساتھیوں نے بھی اتنی اتنی کھجوریں کھائیں۔ ہم خوب سیر ہو گئے تھے۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو وہاں سات ہی کھجوریں باقی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! ان کھجوروں کو اٹھا لو جو بھوکا بھی ان میں سے ایک کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔

دوسرے دن پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا وہ کھجوریں لے کر آؤ۔ جب وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اس دن ہم تعداد میں دس تھے۔ ہم نے کھجوریں جی بھر کر کھائیں۔ جب ہم نے ہاتھ اٹھائے تو کھجوریں! بینہ اسی طرح موجود تھیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ ہوتی تو مدینہ طیبہ جانے تک ہم انہیں کھجوروں کو کھاتے رہتے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا کیں۔ وہ انہیں چباتا ہوا کھا گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۵ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

ایک بورے کا چار سو (400) سواروں کو کافی ہونا:

﴿351﴾..... امام بیہقی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم قبیلہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔

قَالَ يَا عَمْرُؤُ زَوْدَهُمْ فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا فُضْلَةٌ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ  
زَوْدَهُمْ فَفَتَحَ لَنَا عَلَيْهِ فِيهَا قَدْرٌ مِنْ تَمْرٍ مِثْلَ الْجَمَلِ الْبَارِكِ  
فَتَزَوَّدَ مِنْهَا أَرْبَعِمِائَةَ رَاكِبٍ قَالَ فَكُنْتُ فِي آخِرِ مَنْ خَرَجَ  
فَالْتَفَتُ إِلَيْهَا فَمَا فَقَدْتُ مِنْهَا مَوْضِعَ تَمْرَةٍ وَكَأَنَّكَ لَمْ نَرِزَاهُ  
تَمْرَةً .

پھر فرمایا اے عمر! ان کو زاوراہ دو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس بقیہ کھجوروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اے عمر! انہیں زاوراہ دو۔ آپ ﷺ کا یہ حکم سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بورا کھولا اس میں سے چار سو (400) سواروں کو زاوراہ دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے آخر میں زاوراہ لینے والا تھا۔ جب میں نے پلٹ کر بورے کو دیکھا تو اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۵۴ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۶ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دعوت:

﴿352﴾..... امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول مکرّم ﷺ کی آواز کو سنا ہے۔ مجھے آواز میں کمزوری کا احساس ہوا ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس جو کی روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ انہوں نے وہ ٹکڑے مجھے دیئے اور میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اٹھو ابو طلحہ کے گھر دعوت پر چلتے ہیں۔ میں نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی۔ انہوں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اے ام سلیم! حضور ﷺ اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لارہے ہیں لیکن ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ اتنے میں حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے۔

فَقَالَ هَلْمِي مَا عِنْدَكَ يَا أُمَّ سَلِيمٍ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفَتَّ  
وَعَصْرَتْ عَلَيْهِ عَكَّةً لَهَا فَأَدَمْتُهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا  
شَاءَ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ دُنَّ لِعَشْرَةِ حَتَّى أَتَمُّ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ وَشَبَعُوا  
وَالْقَوْمَ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم! وہ کھانا میرے پاس لے آؤ۔ حضرت ام



سلیم رضی اللہ عنہما نے وہ روٹی کے چند ٹکڑے حضور ﷺ کو پیش کر دیئے۔ حضور نبی  
محترم ﷺ نے ان کے مزید ٹکڑے بنائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما نے ان پر  
سرکہ ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں پر کچھ کلام پڑھا۔ پھر مجھے فرمایا دس  
افراد کو اندر لے آؤ۔ میں دس آدمی اندر لے گیا۔ انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا  
پھر مجھے فرمایا دس اور آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ انہوں نے خوب سیر ہو کر کھانا  
کھایا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ ان کی تعداد  
ستریا اسی تھی۔

(انوار الحمد یہ ص ۱۸۸: بخاری ج ۳ کتاب الاطعمہ باب من اکل حتی شبع حدیث ۵۳۸۱: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص  
۷۷ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۷ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

انگلیوں کی برکت سے کھانے کا زیادہ ہونا:

﴿353﴾..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرورِ دو عالم ﷺ نے  
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ محترمہ نے مجھ سے کہا انس! نبی  
مکرم ﷺ آج ڈولہا ہیں لیکن میرے خیال کے مطابق آپ ﷺ نے ابھی تک ناشتہ نہیں  
کیا۔ وہ سرکہ اور کھجوریں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے سرکہ اور کھجوریں پیش کیں۔ میری  
امی جان نے ان کا حیس تیار کیا اور مجھ سے کہا اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے جاؤ۔  
حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہما کو پیش کرو۔ میں وہ حیس پتھر کے ایک برتن  
میں لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے گھر کے کونے میں  
رکھ دو۔ جاؤ ابو بکر، عمر، عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ پھر مسجد نبوی میں موجود  
صحابہ کو بھی بلا لینا۔ جو آدمی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دینا۔ میں کھانے کی قلت اور  
مدعوین کی کثرت پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے صحابہ کرام کو بلا یا حتیٰ کہ سارا گھر اور حجرہ مبارک  
لوگوں سے بھر گیا۔

قَالَ يَا اَنَسُ هَلُمَّ ذَاكَ فَجَنَّتْ بِالتَّوْرِ ففَمَسَ فِيهِ ثَلَاثَةَ اَصَابِعَ  
فَجَعَلَ يَرْبُو وَيَرْتَفِعُ فَجَعَلُوا يَتَغَدَّوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ حَتَّى اِذَا فَرَعُوْا  
اَجْمَعُوْنَ بَقِيَّ فِي التَّوْرِ نَحْوُ مَا جَنَّتْ بِهٖ قَالَ ضَعْنَةُ قَدَّامَ زَيْنَبَ قَالَ

ثَابِتٌ ذَقَلْتُ لِأَنَسٍ كَمَا تَرَى كَأَنَّ الَّذِينَ أَكَلُوا قَالَ ائْتِنِي وَ  
سَبْعِينَ .

آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! میرے پاس وہ کھانے کا برتن لے کر آؤ۔  
میں نے وہ برتن پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تین انگلیاں کھانے میں ڈالیں وہ  
کھانا بڑھنے لگا۔ لوگ کھانا کھاتے جا رہے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے۔  
جب تمام لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس برتن میں اب بھی اتنا ہی کھانا  
تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اس کھانے کو  
زینب بنت جحش کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس!  
تمہارے اندازے کے مطابق کتنے افراد نے وہ کھانا کھایا تھا۔ حضرت  
انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ستر یا اسی افراد تھے۔

(شفاء شریف ج ۱ ص ۲۲۱: انوار محمدیہ ص ۱۸۹: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۷ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۷۷  
بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### ثرید میں برکت کی دُعا:

﴿354﴾ ..... واثمہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ مجھے اصحاب صفہ جو بیس کے  
لگ بھگ تھے، نے بارگاہ رسالت ﷺ میں بھیجا اور بھوک کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے  
اپنے کا شانہء اقدس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا کھانے کو کچھ ہے۔ ازواج مطہرات  
نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ دودھ ہے۔ وہ روٹی اور دودھ آپ ﷺ کی  
خدمت میں پیش کیا گیا۔ نبی رحمت ﷺ نے روٹی کے مزید ٹکڑے کئے۔ پھر ان پر دودھ  
انڈیلا پھر اپنے دست مبارک سے انہیں مل کر ثرید کی طرح بنا دیا۔ مجھے فرمایا اے واثمہ!  
اپنے ساتھیوں کو دس دس کر کے بلاؤ۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پہلے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر  
خدمت ہوئے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُوا بِسْمِ اللَّهِ مِنْ حَوَالِيهَا وَاعْفُوا رَأْسَهَا  
فَإِنَّ الْبَرَكَاتِ تَأْتِيهَا مِنْ فَوْقِهَا وَإِنَّهَا تَمُدُّ فَرَائِطَهُمْ يَا كُلُّونَ وَ  
يَتَخَلَّلُونَ أَصَابِعَهُمْ حَتَّى تَمَلُّوْا شَبَعَاتُمْ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ

فَقَالَ لَهُمْ مِثْلَهَا قَالَ لِلأَوَّلِينَ فَأَكَلُوا مِنْهَا حَتَّى تَمَلَّؤُوا شَبَعًا وَ حَتَّى انْتَهَوْا وَإِنَّ فِيهَا فُضْلَةً وَ قُمْتُ مُتَعَجِّبًا لِمَا رَأَيْتُ .

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اس کے ارد گرد سے کھاؤ، اس کے وسط کو چھوڑ دینا کیونکہ برکت اس میں آرہی ہے۔ پھر وہ پھیل رہی ہے۔ میں اصحاب صفہ کو دیکھ رہا تھا وہ اپنی انگلیوں کو صاف کر رہے تھے۔ جب پہلے دس خوب سیر ہو گئے تو دوسرے دس آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی اسی طرح ہدایت کی حتیٰ کہ انہوں نے بھی جی بھر کر کھایا۔ لیکن ابھی اس برتن میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ میں تعجب کرتا ہوا کھڑا ہو گیا اور کا شانہ عاقدس سے باہر نکل آیا۔

(انوار الحمد یہ ص ۱۸۹: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۸ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۲۳۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### آٹے میں برکت:

﴿355﴾..... أم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے اور مجھے فرمایا کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا میرے پاس ایک مد آٹے کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکاؤ۔ میں نے اس آٹے کو ہنڈیا میں ڈال کر پکایا۔ پھر میں نے عرض کی کہ آٹا پک گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تیل کی شیشی منگوائی اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہنڈیا میں نچوڑا اور نیچے اتار لیا اور فرمایا اپنی بہنوں کو بلاؤ، میں جانتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح بھوکی ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کو بلایا۔ انہوں نے وہ کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ خوب سیر ہو گئیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی آئے۔ ان سب نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن پھر بھی باقی تھا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۷۹ بیروت: حجة الله على العالمين ص ۲۳۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۴)

### کھانے میں اضافہ:

﴿356﴾..... حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بِقِصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَتَعَاقَبُوهَا إِلَى الظُّهْرِ مُنْذُ غُدْوَةٍ يَقُومُ قَوْمٌ وَ يَقْعَدُ آخَرُونَ فَقَالَ رَجُلٌ لِسَمُرَةَ هَلْ كَانَتْ تَمُدُّ قَالَ مَا كَانَتْ تَمُدُّ إِلَّا مِنْ هُنَا وَأَشَارَ إِلَى السَّمَاءِ .

رسول مکرم ﷺ ایک پیالہ لے کر آئے اس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے لے کر شام تک اس میں سے کھانا کھاتے رہے۔ ایک قوم کے بعد دوسری قوم آتی رہی اور کھانا جاتی رہی۔ ایک شخص نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کیا وہ کھانا زیادہ ہوتا رہا؟ انہوں نے فرمایا ہاں اس کھانے میں وہاں سے اضافہ ہوتا رہا۔ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

(خصائص اللہ فی ج ۲ ص ۹۔ بیروت حجة الدلیل العلمین ص ۲۳۸ بیروت دلائل النبوة ج ۴)

### کھانا 180 افراد کے لیے کافی ہوگا:

357) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ دو عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا کھانا تیار کروایا جو ان کے لیے کافی تھا۔ میں نے وہ کھانا بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کیا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذْ هَبْ فَادْعُ لِي ثَلَاثِينَ مِنْ أَشْرَافِ الْأَنْصَارِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيَّ وَقُلْتُ مَا عِنْدِي شَيْئٌ أَرِيدُهُ فَكَأَنِّي تَعَاقَلْتُ فَقَالَ إِذْ هَبْ فَادْعُ لِي ثَلَاثِينَ مِنْ أَشْرَافِ الْأَنْصَارِ فَدَعَوْتُهُمْ فَجَاؤُوا فَقَالَ اطْعَمُوا فَأَكَلُوا حَتَّى صَدَرُوا ثُمَّ شَهِدُوا أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعُوهُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجُوا ثُمَّ قَالَ أَدْعُ لِي سِتِينَ إِلَى أَنْ أَكَلَ مِنْ طَعَامِهِ ذَلِكَ مِائَةٌ وَثَمَانُونَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ .

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ۔ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری۔ میں نے کہا میرے پاس تو اور کوئی چیز بھی نہیں ہے جسے میں آپ ﷺ کو پیش کر سکوں۔ میں نے جان بوجھ کر سستی کی۔

آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا جاؤ اور انصار کے تمیں معزز افراد کو بلاؤ۔ وہ تمام افراد بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا پھر گواہی دی کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور ساٹھ افراد کو بلاؤ، میں انہیں بلا لایا۔ اسی طرح انصار کے لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ اس کھانے کو ایک سو اسی افراد نے کھایا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۰: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۸ بیروت: دلائل النبوة ج ۶ ص ۹۶)

### بکری کے گوشت میں برکت:

﴿358﴾..... امام بخاری نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سو تیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک صاع آنا تھا اس کو گوندھا گیا۔ پھر ایک شخص ایک بکری لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے وہ بکری خریدی اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا اس بکری کی کلیجی کو بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! ایک سو تیس افراد حضور ﷺ نے اس کلیجی کو تقسیم کیا۔ اگر کوئی شخص وہاں موجود تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اس کا حصہ عطا کیا اور اگر کوئی غائب تھا اس کے لیے اس کا حصہ رکھ دیا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس بکری کے گوشت کو دو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں ڈالا جائے۔ ایک برتن سے ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا، دوسرے برتن کو ہم نے اپنے اونٹ پر رکھ لیا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۰: انوار الحمد یہ ص ۱۹۰: خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۸ بیروت: بخاری کتاب الاطعمہ:)

### حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سالن میں برکت:

﴿359﴾..... ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات بغیر کھانے کے گزاری۔ صبح میں روزگار کی تلاش میں نکلا۔ مجھے کچھ درہم



ملے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم کا کھانا اور گوشت خریدا اور اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ انہوں نے گوشت اور روٹیاں پکائیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو انہوں نے فرمایا کاش آپ میرے والد محترم ﷺ کو بھی بلا لیتے۔ میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْجُوعِ . ترجمہ: ”میں بھوک سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“  
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَنَا طَعَامٌ فَهَلُمَّ فَجَاءَ وَالْقَدْرُ تَفُورٌ  
فَقَالَ أُغْرِفِي لِعَائِشَةَ فَغَرَفْتُ فِي صَحْفَةٍ ثُمَّ قَالَ أُغْرِفِي لِحَفْصَةَ  
فَغَرَفْتُ فِي صَحْفَةٍ حَتَّى غَرَفْتُ لِجَمِيعِ نِسَائِهِ التِسْعِ ثُمَّ قَالَ  
أُغْرِفِي لِأَبِيكَ وَزَوْجِكَ فَغَرَفْتُ فَقَالَ أُغْرِفِي فَكَلِمِي فَغَرَفْتُ ثُمَّ  
رَفَعَتِ الْقَدْرَ وَإِنَّهَا لَتَفِيضُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ .

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کھانا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہنڈیا ابل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ایک پیالے میں ان کے لیے کھانا نکالا۔ پھر فرمایا حفصہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ان کے لیے بھی ایک پیالے میں کھانا نکالا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات کے لیے کھانا نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد (ﷺ) اور اپنے شوہر کے لیے بھی کھانا نکال لو۔ پھر مجھے فرمایا اپنے لیے بھی کھانا نکال لو۔ میں نے اپنے لیے بھی کھانا نکال لیا۔ جب میں نے ہنڈیا کو اٹھایا تو وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ ہم نے اس میں اتنا کھایا جتنا اللہ نے چاہا۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۲۳؛ خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۹ بیروت: بخاری کتاب الاطعمہ)  
اصحاب صفہ نے کھانا تناول فرمایا مگر کھانا کم نہ ہوا:

﴿360﴾..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا شانہ

اقدس سے باہر تشریف لائے اور مجھے فرمایا اصحابِ صفہ کو بلاؤ۔ میں نے اصحابِ صفہ کو بلایا۔ حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا۔ اس میں جو کا بنایا ہوا کھانا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق اس کی مقدار ایک مد تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے اس میں سے حسب ضرورت کھایا۔ اس وقت ہماری تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو اس وقت کھانا جوں کا توں تھا۔ اس پر صرف انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

(شفاء ج ۱ ص ۲۴۰؛ خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۱ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۹ بیروت: انوار الحمد یہ من المواہب الدنیہ ص ۱۹۰)

### حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی دعوت:

﴿361﴾..... حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم کیا تو میں نے اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ؟ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا۔ میں نے عرض کی یہ لوگ بھی تشریف لے آئیں۔ میں نے صرف آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھانا کھایا لیکن پھر بھی بچا رہا۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۳۰ بیروت:)

### ہریسہ اور دودھ میں برکت:

﴿362﴾..... عبد اللہ بن طہفہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب مسلمان جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ سے کہتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کا شرف ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس ہریسہ ہے۔ میں نے اسے افطاری کے لیے رکھا ہے۔ وہ

ایک پیالہ میں حریرہ کو رکھ کر حاضر خدمت ہوئیں۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر ہمیں عطا کرتے ہوئے فرمایا ”بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔“ ہم نے اس میں سے جی بھر کر کھایا حتیٰ کہ ہماری آنکھیں سیر ہو گئیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کیا پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس دودھ ہے جو میں نے آپ ﷺ کی افطاری کے لیے رکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے حسب منشاء نوش فرمایا پھر دودھ کا پیالہ ہمیں دیتے ہوئے فرمایا اللہ کا نام لے کر پیو۔ ہم نے اس پیالے سے خوب دودھ پیا حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۲ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۳۳۹ بیروت)

### حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کھانے میں برکت:

﴿363﴾..... ابو یعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کئی روز گزر گئے لیکن تاجدارِ مدینہ ﷺ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے میری لخت جگر! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی نہیں۔ جب حضور ﷺ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کاشانہء اقدس سے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا ایک برتن میں رکھا اور اسے ڈھانپ کر بارگاہ رسالت میں بھیج دیا۔ حضور ﷺ دوبارہ خاتونِ جنت کے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کی اللہ نے یہ کھانا بھیجا ہے جسے میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ سیدۃ النساء وہ برتن لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ وہ برتن روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ششدر رہ گئیں۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا يَا بِنْتُ شَبِيهَةَ بِسَيِّدَةِ نِسَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَإِنَّهَا كَانَتْ إِذَا رَزَقَهَا اللَّهُ شَيْئًا فَسِنَلَتْ عَنْهُ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسِي عَلَيَّ ثُمَّ أَكَلَ هُوَ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ

وَجَمِيعُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَهْلُ بَيْتِهِ جَمِيعًا حَتَّى شَبَعُوا وَ  
بَقِيَتِ الْجَفْنَةُ وَبَعَثَتْ بِبَقِيَّتِهَا إِلَى الْجِيرَانِ وَجَعَلَ اللَّهُ فِيهَا  
بَرَكَاتًا وَخَيْرًا كَثِيرًا .

حضور ﷺ نے پوچھا اے میری نور نظر! یہ کھانا کہاں سے آیا؟ انہوں نے  
عرض کی اے میرے والد محترم! ﷺ یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ  
جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمام  
تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مشابہ بنایا۔  
انہیں بھی جب رزق دیا جاتا اور لوگ اس رزق کے متعلق سوال کرتے تو وہ بھی  
یہی کہتیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق  
عطا کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی پیغام بھیجا۔ پھر  
اس کھانے کو حضور ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن،  
حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات نے کھایا۔ آپ ﷺ کے تمام  
اہل بیت نے اسے کھایا حتیٰ کہ سب شکم سیر ہو گئے لیکن کھانا پھر بھی بچا رہا۔ پھر  
وہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں بہت سی  
برکت نازل فرمائی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۳ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۳۹ بیروت:)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حلوے میں برکت:

﴿364﴾..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا گھر جا کر کہو جو  
طعام تمہارے پاس موجود ہے وہ مجھے دو۔ اہل خانہ نے مجھے ایک پیالہ دیا۔ اس میں کھجور کا  
عصیدہ تھا۔ میں اسے لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے  
فرمایا اہل مسجد کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا میرے لیے ہلاکت ہو یہ کھانا کتنا کم نظر آ رہا  
ہے۔ میں حضور ﷺ کی نافرمانی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے تمام اہل مسجد کو بلا دیا۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ أَصَابِعَهُ فِيهَا وَغَمَزَ نَوَاحِيهَا وَقَالَ كُلُوا بِسْمِ

اللّٰهِ فَآكَلُوا حَتَّى شَبَعُوا وَ أَكَلْتُ حَتَّى شَبَعْتُ وَ رَفَعْتُهَا فَإِذَا هِيَ كَهَيْئَتِهَا حِينَ وَضَعْتُهَا إِلَّا إِنَّ فِيهَا آثَارُ أَصَابِعِ النَّبِيِّ ﷺ .

نبی محترم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو پیالہ میں رکھا اور پیالے کے اطراف کو حرکت دی اور فرمایا اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔۔ تمام اہل مسجد نے بھی وہ کھانا کھایا۔ میں نے بھی وہ کھانا کھایا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو وہ کھانا بالکل پہلے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۴ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۴۰ بیروت)

### کھجوروں کا بڑھنا:

﴿365﴾..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں چند کھجوریں لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ان میں برکت کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وہ کھجوریں اپنے دست اقدس پر رکھیں اور برکت کی دعا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ لو۔ جب تم ان سے لینا چاہو تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا۔ انہیں باہر نہ بکھیرنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں سے اتنے سبق میں نے راہِ خدا میں صدقہ دیئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان میں سے کئی اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ دیئے۔ میں خود بھی وہ کھجوریں کھاتا تھا، لوگوں کو بھی کھلاتا تھا۔

فَاكَلْتُ مِنْهُ حَيَاةَ النَّبِيِّ ﷺ وَ ابْنِي بَكْرٌ وَ عَمْرٌ وَ عَثْمَانٌ فَلَمَّا

قَتَلَ عَثْمَانٌ انْتَهَبَ مَا فِي بَيْتِي

میں اس سے عہد نبی ﷺ سے لے کر عہد عثمان رضی اللہ عنہ تک کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ توشہ دان کہیں گر گیا اور ساری برکتیں ختم ہو گئیں۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۵ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۴۰ بیروت: شفاء ج ۱ ص ۲۲۲)



## جو شریف میں برکت:

﴿366﴾..... امام مسلم، امام بیہقی اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔

عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَطْعِمُهُ فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَمِنْ ضَيْفَاهُ حَتَّى كَالَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكَلْهُ لَأَكَلْتُ مِنْهُ وَ لَقَامَ بِكُمْ .

ایک شخص بارگاہ رسالت ﷺ میں آیا اور کھانے کی التجا کی۔ حضور ﷺ نے اسے کچھ اوسق جو عطا کیے۔ وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اس میں سے کھاتے رہے۔ ایک دن اس شخص نے جو ماپ لیے پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ مانتے تو ساری عمر انہیں کھاتے رہتے۔ پھر بھی وہ ختم نہ ہوتے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۶ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۲۴۰ بیروت)

## کھجوروں سے قرض خواہوں کے قرض کا ادا ہو جانا:

﴿367﴾..... امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد

محترم غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے چھ بیٹیاں چھوڑیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ جب کھجوروں کو توڑنے کا وقت آیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد محترم شہید ہو چکے ہیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض ہے۔ آپ میرے ساتھ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں اور مجھ پر سختی نہ کریں۔

قَالَ إِذْ هَبُ فَبَيَدِرُ كُلِّ ثَمَرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيَدِرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَدْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَى اللَّهُ أَمَانَةَ وَالَّذِي وَ أَنَا

رَاضٍ أَنْ أُؤَدِيَ أَمَانَةٌ وَالِدَتِي وَلَا أَرْجِعُ إِلَيَّ إِخْوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلِمَ  
وَاللَّهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ تَمْرَةٌ وَاحِدَةٌ .

آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک کونے میں جمع کرو۔ میں نے  
تمام کھجوریں ایک کونے میں جمع کیں اور سرور کائنات ﷺ کو اپنے باغ میں  
تشریف لانے کے لیے عرض کی۔ نبی محترم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کے  
ارد گرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ ﷺ اس ڈھیر پر تشریف فرما ہو گئے۔  
آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ میں نے اپنے قرض خواہوں  
کو بلایا اور ان کے قرض کے مطابق انہیں کھجوریں دیتا رہا یہاں تک کہ میرے  
والد مکرم کا تمام قرض ختم ہو گیا۔ میں اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد  
محترم کا سارا قرض ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ  
لے جا سکوں۔ اللہ کی قسم! جب میں نے ڈھیر کی طرف دیکھا وہ جوں کا توں  
پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۷ بیروت۔ حجة اللہ علی العالمین ص ۲۶۱ بیروت شفاء ج ۱ ص ۲۲۲)

### حضور ﷺ کا کھیت کو سیراب کرنا:

﴿ 368 ﴾ ..... حضرت ابو جہل سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی  
محترم ﷺ اپنے کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں  
تشریف لے گئے، وہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں  
تمہارے باغ کو سیراب کر دوں تو تم مجھے کیا اجرت دو گے۔ اس انصاری نے کہا میں بڑی  
محنت کر رہا ہوں لیکن یہ باغ پھر بھی مجھ سے سیراب نہیں ہو رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر  
میں نے اس کو سیراب کر دیا تو کیا تم مجھے ایک سو کھجوریں دو گے۔ اس نے کہا ہاں۔

فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَرَبَ وَهُوَ الدَّلْوُ الْكَبِيرُ فَمَا لَبِثَ أَنْ  
أَرَوَاهُ حَتَّى قَالَ الرَّجُلُ غَرِقَ حَائِطِي فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِائَةَ

تَمْرَةٍ فَأَكَلَهَا هُوَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى شَبَعُوا ثُمَّ رُدَّ عَلَيْهِ مِائَةٌ تَمْرَةٍ  
كَمَا أَخَذَهَا مِنْهُ .

حضور نبی محترم ﷺ نے اس کے بڑے ڈول کو پکڑا اور تھوڑی دیر بعد سارے باغ کو سیراب کر دیا۔ اس باغ میں اتنی کثیر مقدار میں پانی تھا کہ اس انصاری نے کہا ابھی میرا باغ غرق ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے اس سے ایک سو کھجوریں لیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ نے انہیں جی بھر کر کھایا، کھجوریں پھر بھی ایک سو پوری تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ کھجوریں اس انصاری کو واپس کر دیں۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۸ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۴۱ بیروت)

### حضرت أم شریک کے تیل میں برکت:

﴿369﴾..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت تھی اس کا نام أم شریک تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ ایسے شخص کی جستجو میں تھی جو اسے بارگاہ رسالت ﷺ میں لے جائے وہ ایک یہودی شخص سے ملی اس نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہیں حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچا دوں گا۔ اس خاتون نے کہا کچھ دیر انتظار کرو تا کہ میں اپنے مشکینے کو پانی سے بھریوں۔ یہودی نے کہا میرے پاس کافی مقدار میں پانی ہے وہ خاتون اس یہودی کے ساتھ عازم سفر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ وہ سارا دن سفر پر رواں دواں رہے۔ وقت شام وہ اپنی سواریوں سے نیچے آئے۔ یہودی نے اپنا دسترخوان بچھایا اور کہا اے أم شریک! آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ أم شریک نے کہا پہلے مجھے پانی پلاؤ۔ مجھے بہت شدید پیاس لگی ہے۔ پانی پینے سے پہلے میں کھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو یہودیت اختیار کر لے۔ اس خاتون محترمہ نے کہا میں ہرگز یہودیت اختیار نہیں کروں گی۔ وہ اپنے اونٹ کے پاس آئی اس کو باندھا اس کے گھٹنے کے ساتھ سر رکھ کر سو گئی۔ وہ فرماتی ہیں جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی کوئی سرد چیز میری پیشانی پر گر رہی تھی۔ میں نے سر اٹھایا تو میں نے پانی دیکھا جو دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں

نے اسے پیا حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئی۔ میں نے اس پانی سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا پھر وہ پانی میری نگاہوں کے سامنے آسمان کی طرف چلا گیا۔ صبح کے وقت یہودی آیا اس نے کہا اے ام شریک میں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اللہ نے پانی پلایا ہے۔ یہودی نے پوچھا کیا تم پر آسمان سے پانی نازل ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر میری نگاہوں کے سامنے وہ پانی آسمان کی طرف چلا گیا حتیٰ کہ وہ آسمان میں پوشیدہ ہو گیا۔ پھر حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور اپنا آپ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ انہیں تیس صاع جو عطا کیے اور فرمایا انہیں کھاؤ ان کا ماپ ہرگز نہ کرنا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس تیل کی ایک شیشی تھی انہوں نے اس کو بارگاہ رسالت ﷺ میں بطور ہدیہ بھیجا۔

فَقَالَتْ لِحَارِيَّةٍ لَهَا بَلِغِي هَذِهِ الْعُكَّةَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ طَلَقَتْ بِهَا فَأَخِذُوهَا فَفَرَعُوهَا وَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِقُوهَا وَلَا تُوكِوهَا فَعَلِقُوهَا فِي مَكَانِهَا فَدَخَلَتْ أُمُّ شَرِيكٍ فَنَظَرَتْ إِلَيْهَا مَمْلُوءَةً سَمَنًا فَقَالَتْ يَا فَلَانَةُ أَلَيْسَ أَمْرُتُكَ أَنْ تَنْطَلِقِي بِهَذِهِ الْعُكَّةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ قَدْ وَاللَّهِ انْطَلَقْتُ بِهَا كَمَا قُلْتَ ثُمَّ أَقْبَلْتُ بِهَا أَصُونَهَا مَا يَقَطُرُ مِنْهَا شَيْئٌ وَ لَكِنَّهُ ﷺ قَالَ عَلِقُوهَا وَلَا تُوكِوهَا فَعَلِقْتُهَا فِي مَكَانِهَا فَأَكَلُوا مِنْهَا حَتَّى فِيتَتْ .

اپنی خادمہ سے کہا یہ تیل کی شیشی بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر آؤ۔ وہ اس شیشی کو حضور ﷺ کے پاس لے گئی۔ صحابہ کرام نے اس شیشی کو پکڑا اور اس کا تمام تیل نکال لیا۔ حضور ﷺ نے خادمہ کو شیشی واپس کرتے ہوئے کہا اس شیشی کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا۔ خادمہ نے اس کو اس جگہ پر لٹکا دیا۔ جب حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی تیل سے لبریز تھی۔ انہوں نے پوچھا اے خادمہ! کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس شیشی کو بارگاہ رسالت ﷺ میں بطور ہدیہ دے آنا۔ خادمہ نے کہا اللہ

کی قسم! میں آپ کے فرمان کے مطابق اسے بارگاہ رسالت ﷺ میں لے کر گئی تھی۔ پھر میں اسے واپس لے کر آئی اس وقت اس میں تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا لیکن سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس کو لٹکا دینا اور اس کا ڈھکنا بند نہ کرنا۔ اس لیے میں نے اس کو اپنی جگہ پر لٹکا دیا ہے وہ سارا خاندان اسی شیشی سے کھاتا رہا حتیٰ کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۸ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۱ بیروت)

### بارگاہ رسالت ﷺ میں گھی پیش کرنے والی صحابیہ:

﴿370﴾ ..... یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ حضرت ام مالک انصاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شیشی میں کچھ تیل لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے تمام تیل نچوڑ کر شیشی واپس کر دی۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا جب شیشی لے کر واپس آنے لگیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح لبریز ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے جلدی دیا ہے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۲ بیروت: انوار الحمد یہ ص ۱۸۹)

### گھی میں برکت کی دُعا:

﴿371﴾ ..... امام بیہقی نے حضرت ام اویس السہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں میں نے گھی گرم کیا اور اسے ایک برتن میں ڈالا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس تحفہ کو قبول کر لیا۔ لیکن تھوڑا سا تیل اس برتن میں رہنے دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر پھونک ماری اور برکت کی دُعا کی۔ پھر فرمایا ام اویس کو اس کا برتن واپس کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا برتن واپس کیا۔ وہ اسی طرح تیل سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ وہ روتی ہوئی بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کے لیے تیل گرم کیا تاکہ آپ ﷺ اسے نوش فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ کو یقین ہو گیا کہ ان کی دُعا



قبول ہوگئی ہے۔

فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوا فَقُولُوا لَهَا فَلْتَأْكُلْ سَمْنَهَا وَ لِتَدْعِي بِالْبَرَكَهَةِ  
فَأَكَلَتْ بِقِيَّةِ عُمَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وِلَايَةِ أَبِي وَ عُمَرَ عُثْمَانَ حَتَّى  
كَانَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ وَ مُعَاوِيَةَ مَا كَانَ .

حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اسے لے جاؤ اور اسے کہو یہ اس  
تیل کو کھائے بھی اور اس میں برکت کی دُعا بھی کرے۔ حضرت اُمّ اویس رضی اللہ عنہا  
اسی برتن میں سے کھاتی رہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کے  
مابین ناخوشگوار واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۸۹ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۲ بیروت)

### حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھی میں برکت:

﴿372﴾..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ اُم  
سلیم رضی اللہ عنہا ایک برتن میں ببری کا گھی جمع کرتی رہیں۔ پھر اسے بارگاہ رسالت رضی اللہ عنہم میں بطور  
ہدیہ بھیجا۔ حضور ﷺ نے گھی نکال لیا اور وہ برتن اُمّ سلیم کو واپس کر دیا۔ انہوں نے وہ برتن  
ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیا جب وہ دوبارہ اس برتن کے پاس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ  
برتن گھی سے بھرا ہوا ہے اور اس میں سے گھی کے قطرات گر رہے تھے۔ وہ بارگاہ  
رسالت رضی اللہ عنہم میں حاضر ہوئیں اور اس عجیب واقعہ کے متعلق عرض کی۔ آپ رضی اللہ عنہم نے فرمایا  
کیا تو تعجب کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس طرح کھلایا ہے جس طرح تو نے اس کے نبی  
مکرم رضی اللہ عنہم کو کھلایا۔ اب اس میں سے خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی کھلاؤ۔ وہ واپس  
تشریف لائیں اور اپنے کئی برتن اس گھی سے بھر لیے۔ اب بھی اس برتن میں اتنا گھی تھا جو  
انہیں ایک یا دو ماہ کے لیے کافی تھا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۰ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۲ بیروت)

### ضائع شدہ گھی واپس آگیا:

﴿373﴾..... محمد بن عمرو بن حمزہ الاسلمی اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور وہ اپنے

والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باری باری حضور ﷺ کی ضیافت کرتے تھے۔ کبھی کسی کو یہ شرف اور کبھی کسی اور کو یہ سعادت نصیب ہوتی۔ ایک دفعہ یہ سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ میں نے تاجدارِ مدینہ ﷺ کا کھانا تیار کیا اور اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ مجھ سے گھی والا برتن گر پڑا اور اس کا تمام گھی زمین پر گر گیا۔ مجھے افسوس ہوا کہ میرے ہاتھ سے حضور ﷺ کا کھانا گر پڑا ہے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں قریب نہیں ہو سکتا۔

فَإِذَا النَّحْيُ يَقُولُ قُبُ قُبُ فَقُلْتُ فَضْلَةٌ فَضُلْتُ فِيهِ فَاجْتَذَبْتُهُ فَإِذَا هُوَ قَدْ مَلَىٰ إِلَيَّ يَدِيهِ فَأَوْكَاثُهُ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ تَرَ كَتَّهُ لَمَلَىٰ إِلَيَّ فِيهِ .

جب میں واپس آیا تو اس برتن سے قب قب کی آواز آرہی تھی۔ میں نے کہا شاید یہ تیل گرنے سے بچ گیا ہے۔ جب میں نے اس برتن کو غور سے دیکھا تو وہ بھرا ہوا تھا۔ پھر اسے بارگاہِ رسالت ﷺ میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ دیر اور دہیں رہنے دیتے تو یہ کناروں تک بھر جاتا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۰ بیروت: حجة اللہ علی العالمین ص ۴۴۲ بیروت)

پانی دودھ اور مکھن بن گیا:

﴿374﴾..... ابن سعد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کیا ہے

قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلَيْنِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مَعَنَا مَا نَتَزَوَّدُهُ فَقَالَ ابْتِغِيَا سَقَاءً فَجَاءَ بِسَقَاءٍ قَالَ فَأَمَرَنَا فَمَلَأْنَاهُ يَعْْنِي مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ أَوْكَاثُهُ وَقَالَ إِذْهَبَا حَتَّىٰ تَبْلُغَا مَكَانَ كَذَا كَذَا فَإِنَّ اللَّهَ سَيَرْزُقُكُمَا فإِنْ طَلَقَا حَتَّىٰ أَتَيْتَا ذَلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَهُمَا بِهِ فَإِنْ حَلَّ سِقَاؤُهُمَا فَإِذَا لَبِنٌ وَزُبْدٌ غَنِمٌ فَأَكَلَا وَشَرَبَا حَتَّىٰ شَبَعَا .

حضور ﷺ نے دو افراد کو کسی کام کے لیے بھیجا انہوں نے عرض کی: یا رسول

اللہ ﷺ! ہمارے پاس زاویراہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس مشکیزے لے کر آؤ۔ انہوں نے اپنے مشکیزے بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں مشکیزوں کو پانی سے بھرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مشکیزوں کو پانی سے بھر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم فلاں مقام تک پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے رزق بنا دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے جب وہ اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے اپنے مشکیزوں کو کھولا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں دودھ اور مکھن ہے انہوں نے مکھن سیر ہو کر کھایا اور دودھ جی بھر کر پیا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۹۱ بیروت: حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۴۲ بیروت)



کتاب کا نام پورا ہے

# بُرهان القرآن فی الردِّ للکفرین

مصنف فقیر اعلیٰ ابن محمد قلاوی

مجلد 2 ہلد 1800 سے زیادہ صفحات



- قرآن مجید کے معنی و کلمات کا جامع ترین اور اول
- اسلام کے اصول
- مذہب کے اصول و عقائد
- اسلام کے اصول و عقائد
- اسلام کے اصول و عقائد
- اسلام کے اصول و عقائد

تصوف و طریقت پر اپنی طرز کی پہلی مفرد تصنیف

# اسرار الحقیقۃ فی تہذیب الطریقت

مصنف فقیر اعلیٰ ابن محمد قلاوی



- عقائد و روح کے لطائف و اسرار پر ایک طویل اور سیر طویل بیان
- طریقت و طاعت کے عقائد و عقائد کے عقائد و عقائد کے عقائد
- باطنی و صوفی کیفیات، ہدایات، احوال و مشاہدات
- اہل تصوف اور بحث میں قرآن و حدیث کے ان گنت دلائل
- عشق و محبت الہیہ کی سرشاری و ہماری سے ہم پر
- طریقت و تصوف کے ہر سوال کا جواب، اچھوتا اور بار بار اسلوب تحریر

شریعت و اصول و عقائد

# الاشکال المذمومۃ فی تہذیب الاسلام

- ذات و صفات باری تعالیٰ
- نظریہ وحدۃ الوجود و نظریہ وحدۃ الشہود
- تحقیق کائنات کی تشریح
- نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار و معارف
- مسلمانوں پر قرآن کے حقوق
- شرعی حدود کا بیان
- قرآن مجید کی معلومات اور فضائل کا بیان
- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام و کلام کا کلام
- عبادت کی روح اور فلسفہ
- فرائض شریعت اور ان کے فقہی مسائل کی تفصیل
- ذکر اللہ اور اس کی اقسام کا بیان
- نور الہیہ کے باطنی معارف
- دین کے شعائر میں مخفی روحانی حکمتوں کا بیان



# نور الہیہ رضویہ پبلی کیشنز





چغنائت محمدان

اظہارِ عقائد



جواہرِ عربیہ

اردو ترجمہ

تفسیرِ عربیہ

تصنیف لطیف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

چغنائت محمدان

اظہارِ عقائد

تصنیف لطیف صیغہ عربیہ

اللہ صوفیہ کرام کے اعمال و عبادت کی روشنی میں طرزِ حیات و عقائد

بزرگِ شریعت

طبقاتِ امام شریعت

تصنیف لطیف صیغہ عربیہ

اکابر صوفیہ کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

الواقیت و الجواهر

فی بیان عقائد الکاظمین

تصنیف لطیف صیغہ عربیہ

تصنیف لطیف

الاصول

تصنیف لطیف

تصنیف لطیف سلیمان اسحاقی



شوریکہ رضویہ پبلیشرز